قرآنی نظامِ ربوبیت
کی
عملی تشکیل

پروفیسر محمد آصف

قرآنی نظامِ ربوبیّت
کی
عملی تشکیل

پروفیسر محمّد آصف

دوست ایسوسی ایٹس
پرنٹرز۔ پبلشرز۔ سپلائرز
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

marfat.com

نام کتاب — [illegible]

مصنف — پروفیسر [illegible]

سن اشاعت — اکتوبر [illegible]

تعداد — [illegible]

کمپوزنگ — [illegible]

ناشر — دوست ایسوسی ایٹس

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور - [illegible]

مطبع — [illegible]

قیمت — [illegible] روپے

marfat.com

فہرست

حرف اول	3
1- نظام ربوبیت کے مطابق انقلاب نفس	10
-- انسانی ذات	19
-- مادی تصور حیات	20
-- روحانیت	27
-- قرآنی تصور حیات	33
-- انفاق سے متعلقہ ہدایات	36
-- قانون مکافات عمل	42
-- حیات آخرت	67
-- اہل جہنم کا تعارف	68
-- عذاب جہنم کا تعارف	73
-- اہل جنت کا تعارف	79
-- جنت کی آسائشیں	80
2- اقراء -- انقلاب قرآنی کا راستہ	83
3- عبوری دور میں نظام ربوبیت کا قیام	86
4- ملکی سطح پر نظام ربوبیت کا قیام	91
5- عالمگیر سطح پر نظام ربوبیت کا قیام	102
قرآنی طریقہ انقلاب	105
نظام مواخات	106
نظام مواخات کا تنظیمی ڈھانچہ	106
نظام مواخات میں شمولیت کی اہلیت	107
نظام مواخات میں شمولیت کا طریقہ کار	107
ربو	111
ربو کا خاتمہ	116
ربو کے خاتمہ سے متعلقہ پالیسی	117
اضطراری حالت میں حرام چیزوں کا استعمال	119
اضطراری حالت میں حرام چیزوں کے استعمال سے متعلقہ پالیسی	120
نظام زکوٰۃ	123
1- قرض حسنہ کا فروغ	123
-- دار القرضہ	124
-- انتظامی ڈھانچہ	124
-- قواعد و ضوابط	125
2- صدقات کا فروغ	128
-- انفرادی سطح پر صدقات کا فروغ	129
-- اجتماعی سطح پر صدقات کا فروغ	131
-- دار الصدقات	132
-- انتظامی ڈھانچہ	132
-- قواعد و ضوابط	132
3- العفو کا فروغ	135
-- دار العفو	137
-- انتظامی ڈھانچہ	137
-- قواعد و ضوابط	137
اللہ کا حصہ	140
ذرائع رزق اللہ کی ملکیت ہیں	145
مختلف شعبہ ہائے زندگی کے لئے معاشی پالیسی	151

marfat.com

1- زراعت	151
-- عبوری دور میں صنعتی پالیسی	151
-- ملکی سطح پر زرعی پالیسی	154
2- صنعت	157
-- عبوری دور میں صنعتی پالیسی	157
-- ملکی سطح پر صنعتی پالیسی	160
3- تجارت	163
-- عبوری دور میں کاروباری پالیسی	164
-- ملکی سطح پر کاروباری پالیسی	168
-- بین الاقوامی سطح پر تجارتی پالیسی	170
4- سرکاری اور پرائیویٹ اداروں کے ذمہ داران	171
مذہبی پیشوائیت کا نظام سرمایہ داری	175
-- اور پھر رسول کریمؐ کے بعد وہ سازش کامیاب ہو گئی	180
-- مذہبی پیشوائیت کے نظام سرمایہ داری کا خاتمہ	191
متفرقات	193
1- نکاح	193
2- جہیز	194
3- افزائش نسل	195
4- یتیموں کے مال کی نگہداشت	195
5- اکتساب رزق	197
6- ترکہ کی تقسیم	198
7- ذاتی اخراجات	199
8- طلاق	199
9- ماں باپ کی پرورش	201

قرآنی آیات کی کتابت میں کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو اسے براہ مہربانی خود درست کریں۔

ادارہ

marfat.com

"ولا یاتونک بمثل الا جئنک بالحق و احسن تفسیرا" ○

(25/33)

زندگی کا جیسا مسئلہ بھی تمہیں پیش آئے تو قرآن پورے حق و صداقت کے ساتھ اس کا حل تمہیں دے گا اور اس کی نہایت ہی احسن تفصیل تمہارے سامنے پیش کر دے گا۔

marfat.com

ارشاد قائداعظمؒ

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ نے 15 جولائی 1948ء کو سٹیٹ بنک آف پاکستان کے افتتاح کے تاریخی موقعہ پر فرمایا۔

"مغرب کے معاشی نظام نے انسانیت کے لئے لاینحل مسائل پیدا کر دیئے ہیں اور اکثر لوگوں کی یہ رائے ہے کہ دنیا کو اس کی تباہی سے کوئی معجزہ ہی بچا سکتا ہے۔ جو مغرب کی وجہ سے دنیا کے سر پر منڈلا رہی ہے۔ مغربی نظام افراد انسانی کے مابین انصاف کرنے اور بین الاقوامی میدان میں آویزش اور چپقلش دور کرنے میں ناکام رہا ہے بلکہ گزشتہ نصف صدی میں ہونے والی دو عظیم جنگوں کی ذمہ داری سراسر مغرب پر عائد ہوتی ہے۔ مغربی دنیا صنعتی قابلیت اور مشینوں کی دولت کے زبردست فوائد رکھنے کے باوجود' انسانی تاریخ کے بدترین باطنی بحران میں مبتلا ہے۔ اگر ہم نے مغرب کا معاشی نظریہ اور نظام اختیار کیا تو عوام کی پرسکون خوشحالی حاصل کرنے کے اپنے نصب العین میں ہمیں کوئی مدد نہ ملے گی۔

اپنی تقدیر ہمیں اپنے منفرد انداز میں بنانی پڑے گی۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک مثالی معاشی نظام پیش کرنا ہے۔ جو انسانی مساوات اور معاشرتی انصاف کے سچے اسلامی تصورات پر قائم ہو۔ ایسا نظام پیش کر کے گویا ہم مسلمانوں کی حیثیت میں اپنا فرض سرانجام دیں گے --- انسانیت کو صحیح اور سچے امن کا پیغام دیں گے کہ صرف ایسا امن ہی انسانیت کو جنگ کی ہولناکی سے بچا سکتا ہے۔ صرف ایسا امن ہی بنی نوع انسان کی خوشی اور خوشحالی کا امین و محافظ ہو سکتا ہے"۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جو پروگرام میں پیش کرنے لگا ہوں اس کی غرض و غایت یہ ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی صفات الرحمٰن و الرحیم کا ظہور عام ہو جائے یعنی وہ نظام قائم ہو جائے جس میں تمام انسانوں کو ان کی طبیعی زندگی کی نشوونما کا سامان بھی میسر آجائے اور ان کی ذات کی صلاحیتوں کی نشوونما بھی ہو جائے۔

قرآن کی تعلیم کا مقصود و منتہی یہ ہے کہ

و ان الی ربک المنتھی ○ (53/42)

عالمگیر سطح پر (نظام) ربوبیت کا قیام عمل میں آجائے۔

انسانیت نے ایک ہی مرتبہ وہ سنہری دور دیکھا ہے کہ جب زمین خدا کے نظام ربوبیت کے نور سے جگمگا اٹھی تھی۔ یہ دور وہ تھا کہ جب نبی آخرالزماں جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کرام کی معیت میں اپنے زمانے کے تقاضوں کے مطابق قرآنی نظام ربوبیت قائم کیا۔ لیکن بدقسمتی انسانیت کی کہ بعد کے مسلمانوں نے نظام ربوبیت کے پروگرام کو پس پشت ڈال کر باطل کے نظام سرمایہ داری کو اپنا لیا۔

یہ تبدیلی کس طرح ہوئی اور وہ کونسی مفاد پرست قوتیں تھیں جنہوں نے نظام ربوبیت کی جگہ نظام سرمایہ داری کو مسلط کر دیا' ایک تفصیل طلب تاریخی بحث ہے جو کہ پیش نظر موضوع سے خارج ہے۔ قرآن نے بہرحال اس ساری سرگزشت کو سورہ اعراف میں ایک مثال کے ذریعے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

و اتل علیھم نبالذی اتینہ ایتنا فانسلخ منھا فاتبعہ الشیطن فکان من الغوین○ ولو شئنا لرفعنہ بھا و لکنہ اخلد الی الارض و اتبع ھوٰیہ فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلھث او تترکہ یلھث ذلک مثل القوم الذین کذبوا بایتنا فاقصص القصص لعلھم یتفکرون○ ساء مثلا القوم الذین کذبوا بایتنا وانفسھم کانوا یظلمون○ (7/175-177)

marfat.com

(مفہوم) "انہیں اس شخص کی سرگزشت سناؤ جسے خدا نے اپنے احکام و قوانین دیئے (وہ ان پر کار بند ہوا تو اسے خوشحالی اور عروج نصیب ہو گیا)۔ لیکن اس کے بعد وہ اس نظام سے اس طرح نکل گیا جس طرح سانپ اپنی کینچلی سے نکل جاتا ہے۔ نظام خداوندی کو چھوڑنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ شیطان نے اسے جھٹ سے آن دبوچا اور وہ (حق کا راستہ چھوڑ کر) غلط راہوں پر چل نکلا۔ اگر وہ ہمارے قانون مشیت کے مطابق زندگی بسر کئے جاتا تو ہم اسے (عظمتوں کی) بلندیوں تک لے جاتے۔ لیکن یہ معاشی مفاد پرستیوں کے ساتھ چپک گیا اور اپنے خود ساختہ نظام کا اتباع کرنے لگ گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انفرادی مفاد کی لامتناہی ہوس نے اس میں کتے کی سی کیفیت پیدا کردی کہ اسے کھلاؤ یا دھتکارو' ہر حال میں اس کی زبان باہر لٹکتی رہتی ہے۔ یہی کیفیت سمجھو اس قوم کی جو ہمارے قانون ربوبیت کو جھٹلاتی ہے۔ لہٰذا تم اپنے دور کے مخاطبین کو یہ سرگزشت سناؤ تاکہ وہ اتنا سوچنے کی زحمت گوارا کرلیں کہ ہمیں کیا ہو گیا۔ ان سے کہو کہ ستم سوچو کہ کس قدر بری حالت ہوتی ہے اس قوم کی جو خدا کے ضابطہ کی تکذیب کرتی ہے اور یوں اپنے آپ پر زیادتی کرتی ہے۔"

اس حقیقت سے کیسے انکار ہو سکتا ہے کہ قرآن نے جن لوگوں کو سوچنے کی زحمت دی ہے' وہ مسلمان ہی ہیں۔ فرمایا

كيف يهدى الله قوما كفرو ابعد ايمانهم و شهروا ان الرسول حق و جاء هم البينت والله لا يهدى القوم الظلمين○ (3/85)

(مفہوم) "یہ ہیں وہ (بدنصیب) جنہوں نے ایمان لانے کے بعد' کفر کی راہ اختیار کرلی۔ یعنی اسلام نظام قائم ہو جانے کے بعد' پھر غیر اسلامی نظام کی طرف لوٹ گئے۔ درانحالیکہ (اس نظام کے درخشندہ نتائج نے) یہ بات واضح کر دی تھی کہ ان کے رسولؐ نے جو کچھ کہا تھا وہ کس قدر حقیقت پر مبنی تھا! سو ظاہر ہے کہ جو قوم' صداقت کو اس طرح بے نقاب دیکھ لینے کے بعد' اس نظام سے سرکشی اختیار کر جائے تو اس پر زندگی کی کامرانیوں کی راہ کس طرح کھل سکتی ہے؟"۔

نظام خداوندی کو چھوڑ کر غیر اسلامی نظام پر عمل پیرا ہونے کا جو پھر نتیجہ نکلا'

marfat.com

اس کا ذکر کرتے ہوئے قرآن نے کہا۔

اولیک جزا و ھم ان علیھم لعنتہ اللہ والمیکتہ و الناس اجمعین لا
○ حلدین فیھا ج لایخفف عنھم العذاب ولا ھم ینظرون لا○
(3/87-88)

(مفہوم) "ان لوگوں کی اس روش کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ نظام خداوندی کے خوشگوار ثمرات سے بھی محروم رہیں۔ کائناتی قوتوں کی برکات بھی ان کے حصے میں نہ آئیں اور اقوام عالم بھی انہیں ذلیل و خوار سمجھ کر اپنے سے دور دور رکھیں' اور یوں ان پر ہر طرف سے محرومی و نامرادی کی پھٹکار پڑے۔ یہ ذلت و خواری ان پر مسلط رہے گی اور (خدا اور رسولؐ کا زبانی اقرار) ان کی سزا میں ذرا سی تخفیف نہیں کر سکے گا اور نہ ہی ان کے اعمال کے نتائج کے ظہور میں تاخیر کی جائے گی۔ وہ اسی دنیا میں ان کے سامنے آجائیں گے"۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ذلت و خواری کے جس عذاب میں مسلمان صدیوں سے مبتلا ہیں اس سے نجات کی کوئی صورت بھی ہے کہ نہیں؟ اس کا جواب دیتے ہوئے خدائے رحمٰن و رحیم نے کہا۔

لا الذین تابوا من بعد ذلک واصحوا فان اللہ غفور رحیم○ ان الذین
کفرو ابعد ایما نھم ثم از دادو کفرا من تقبل توبتھم و اولیک ھم
الفالون○ (3/89-90)

(مفہوم) "اس عذاب سے نجات حاصل کرنے کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ جس دوراہے پر (اے امت مسلمہ!) تمہارے قدم غلط راستے کی طرف اٹھ گئے تھے' پلٹ کر وہیں جاؤ' وہاں سے سیدھا راستہ اختیار کرو اور خدا کے تجویز کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہو جاؤ۔ اس طرح تم ہر قسم کی تباہی سے محفوظ رہو گے اور تمہیں سامان نشوونما بھی مل جائے گا۔ لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا اور زبان سے توبہ توبہ کرتے رہے اور عملاً" اسی غلط راستے پر چلتے رہے' تو ظاہر ہے کہ غلط راستے پر چلنے والا' صحیح منزل پر کس طرح پہنچ سکتا ہے""؟

marfat.com

پیش نظر موضوع کا تعلق چونکہ معاشیات سے ہے' اس لئے معاشی نقطہ نظر سے صحیح توبہ یہ ہے کہ مسلمان سلب و نہب کے موجودہ نظام سرمایہ داری کی جگہ قرآنی نظام ربوبیت کا قیام عمل میں لائیں کیونکہ یہی وہ نظام ہے کہ جس میں رب کائنات کی طرف سے بلا مزد و معاوضہ عطا ہونے والے سامان نشوونما کی تقسیم اس طرح ہوتی ہے کہ جس سے تمام نوع انسان کی طبیعی ضروریات زندگی بھی پوری ہوتی ہیں اور ان کی مضمر صلاحیتوں کی نشوونما بھی ہوتی ہے۔

اسی حقیقت کو قرآن نے سورہ النساء میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

فاما الذین امنوا باللہ و اعتصموا بہ فسید خلھم فی رحمتہ منہ و فضل و یھد الیہ صراطا مستقیما○ (4/176)

(مفہوم) "جو لوگ خدا کے روشن اور تابناک ضابطہ ہدایت (قرآن) کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیں اور اس سے محکم طور پر وابستہ رہیں تو خدا کا نظام ربوبیت ان کی ذات کی نشوونما کا سامان بہم پہنچا دے گا اور ان پر معاشی خوشحالیوں اور سہولتوں کے دروازے کھل جائیں گے اور اس طرح وہ اس سیدھی اور متوازن راہ پر چل نکلیں گے جو انہیں بلاخوف و خطر ان کی منزل مقصود تک لے جائے گی"۔

قرآن نے جو یہ کہا ہے کہ نظام ربوبیت ہی وہ نظام ہے جو نوع انسانی کی ربوبیت کا ضامن اور انسانی ذات کی نشوونما کا کفیل ہے تو یہ دعویٰ اس عظیم الشان حقیقت پر مبنی ہے کہ تمام کائنات میں ایک ہی قانون ربوبیت کارفرما ہے۔ اس لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ انسان اپنے معاشی پروگرام کو خدائی قانون سے الگ کر کے کامیاب ہو جائے۔

سورہ القصص میں ہے۔

وھو لا الہ الا ھو لہ الحمد فی الا ولی والا خرۃ ولہ الحکم والیہ ترجعون ○ (28/70)

کائنات میں خدا کے علاوہ اور کوئی صاحب اقتدار نہیں۔ اس کے قوانین کے مطابق عمل پیرا ہونے سے' طبیعی زندگی کے قریبی مفاد بھی حاصل ہو جاتے ہیں اور

marfat.com

اخروی زندگی کی خوشگواریاں بھی۔ کائنات میں ہر مقام پر اسی کا قانون نافذ ہے۔ اسی لئے (اے انسان) تمہاری زندگی کی ہر حرکت کو بھی اسی کے گرد گھومنا ہو گا۔

قرآن کا مطمع نظر یہ ہے کہ جس خدا کا قانون ربوبیت' خارجی کائنات میں از خود کارفرما ہے' اسی خدا کا قانون ربوبیت' انسانوں کی معاشی دنیا میں بھی کارفرما ہونا چاہئے۔ اس کے نزدیک وہ لوگ جو معاشی دنیا میں خدا کے قانون ربوبیت کو چھوڑ کر اپنے خود ساختہ قانون اور ضابطہ کا اتباع کرتے ہیں' وہ درحقیقت شرک کے مرتکب ہوتے ہیں۔ فرمایا۔

ام اتخذوا الٰھۃ من الارض ھم ینشرون ○ (21/21)

"کیا ان لوگوں نے اپنی معاشی زندگی (ارض) کے لئے الگ الہ (قوانین) تجویز کر رکھے ہیں جن کی یہ اطاعت کرتے ہیں اور ان کے سہارے اپنے معاشی پروگرام کو عام کرنا چاہتے ہیں"؟

اگر ان کی یہی روش زندگی ہے تو انہیں سن رکھنا چاہئے کہ۔

لو کان فیھما الٰھۃ الا اللہ لفسدتا ج (21/22)

(مفہوم) "اگر انسان کی معاشی زندگی میں کوئی اور قوانین نافذ ہوں اور کائناتی زندگی میں اور تو اس کا نتیجہ فساد کے سوا کچھ نہ ہو گا"۔

صحیح روش زندگی یہ ہے کہ۔

وھو الذی فی السماء الٰہ و فی الارض الٰہ (43/84)

"جس خدا کا قانون خارجی کائنات میں جاری و ساری ہے' اسی خدا کا قانون انسان کی معاشی زندگی میں بھی کارفرما ہونا چاہئے"۔

اسی حقیقت کو قرآن نے سورہ آل عمران میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السمٰوٰت و الارض طوعا و کرھا و الیہ یرجعون ○ (3/83)

"کیا یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اس دین (نظام زندگی) کے علاوہ جو خدا نے مقرر کیا ہے' کوئی دوسرا نظام اختیار کرلیں۔ حالانکہ (یہ حقیقت ان کے سامنے بے نقاب

marfat.com

ہے کہ) کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں ہر شے اسی نظام کو طوعاً" و کرہاً" اختیار کئے ہوئے ہے اور ان کی ہر حرکت اسی محور کے گرد گردش کرتی ہے"۔

بالفاظ دیگر' خارجی کائنات اس نظام (دین) کو اختیار کئے ہوئے ہے جو اسے ربوبیت کے حصول کے لئے دیا گیا ہے۔ انسان بھی چونکہ اسی کائنات کا ایک جزو ہے' اس لئے اسے بھی وہی نظام اختیار کرنا ہو گا۔ یہی وہ نظام ہے جو انبیائےؑ کرام کی وساطت سے نوع انسانی کو دیا جاتا رہا۔ اس لئے ہر صاحب فہم و بصیرت کو یہی نظام اختیار کرنا چاہئے۔ فرمایا

قل امنا باللہ وما انزل علینا وما انزل علی ابرٰہیم و اسمعیل و اسحق و یعقوب و الاسباط وما اوتی موسی و عیسی و النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم و نحن لہ مسلمون ○ (3/84)

"ان سے کہہ دو کہ ہم اسی نظام کو اپنا نصب العین بناتے ہیں جو ہماری ربوبیت کے ضامن (خدا) کی طرف سے ہمیں ملا ہے اور جو اس سے پہلے ابراہیم' اسمٰعیل' اسحاق' یعقوب اور ان کی اولاد (میں سے انبیاءؑ) پر نازل کیا گیا تھا۔ اور جو موسیٰ' عیسیٰ اور دیگر انبیاء کی وساطت سے انسانوں کو ملا۔ (یہ ایک ہی نظام تھا۔ جو شروع سے آخر تک انسانوں کو ملتا رہا۔ اس لئے ہم) اس نظام کے لانے والوں میں باہمدگر کوئی فرق نہیں کرتے۔ ہم اسی نظام کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔"

اس نظام کا نام ہے اسلام۔ یعنی ربوبیت کی تکمیل کا وہ ضابطہ جس کی اطاعت میں نوع انسان کی ربوبیت اور ان کی مضمر صلاحیتوں کی نشوونما کا راز سربستہ ہے۔ اس نظام کے علاوہ اور کوئی نظام ایسا نہیں جو اس مقصد کے حصول کا ذریعہ بن سکے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخسرین ○ (3/85)

"جو قوم اسلام کے علاوہ کسی اور ضابطہ کو اپنا نظام بنائے گی تو قانون کائنات کی رو سے وہ نظام قابل قبول نہیں ہو گا (کیونکہ وہ ربوبیت کے حصول کا ذریعہ نہیں بن

marfat.com

سکتا) جو قوم کسی دوسرے نظام کو اختیار کرے گی (وہ ابتداء" کیسا ہی خوش آئند کیوں نہ ہو) آخر الامر نظر آجائے گا کہ اس کا نتیجہ خسارہ ہی رہا۔"

اس چیز کے واضح ہو جانے کے بعد کہ قرآن کا مطمع نظر' انسان کی معاشی دنیا میں نظام ربوبیت کا قیام ہے' دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ دور کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے یعنی ملوکیت' مذہبی پیشوائیت اور نظام سرمایہ داری کی موجودگی میں ایسا کونسا لائحہ عمل اختیار کیا جائے کہ جس کے نتیجہ میں یہ کرہ ارض پھر سے خدا کے نظام ربوبیت کے نور سے جگمگا اٹھے۔

میری تحقیق کے مطابق قرآنی نظام ربوبیت کے مکمل قیام کے لئے درج ذیل پانچ مراحل کو ممکن العمل بنانا ہو گا۔

(1) نظام ربوبیت کے مطابق انقلاب نفس۔

(2) اقراء (انقلاب قرآنی کا راستہ)۔

(3) عبوری دور میں نظام ربوبیت کا قیام۔

(4) ملکی سطح پر نظام ربوبیت کا قیام۔

(5) عالمگیر سطح پر نظام ربوبیت کا قیام۔

---

marfat.com

1- نظام ربوبیت کے مطابق انقلاب نفس

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا
(اقبالؒ)

ارشاد خداوندی ہے۔

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله و لو کره المشر کون ○ (9/33)

"اللہ نے اپنے رسول کو ضابطہ حیات یعنی دین حق دے کر بھیجا ہی اس لئے ہے کہ یہ نظام، تمام نظام ہائے عالم پر غالب آئے، خواہ یہ بات ان لوگوں پر کتنی ہی ناگوار کیوں نہ گزرے جو خدا کے ساتھ اوروں کو بھی شریک حکومت کرنا چاہتے ہیں۔"

اس آیت خداوندی سے یہ حقیقت واضح ہے کہ قرآن ایک عظیم انقلابی پروگرام کا نام ہے جس کا مقصد، خدا کے متعین کردہ نظام کو انسانوں کے خود ساختہ تمام نظامات پر غالب کرنا ہے۔ جو شخص اس نصب العین کو اپنی زندگی کا مقصود و منتہی قرار دے لیتا ہے، اسے مسلم یا مومن کہا جاتا ہے اور ایسے افراد پر مشتمل گروہ کو امت مسلمہ یا جماعت مومنین کہا جاتا ہے۔ ظاہر ہے اس مقصد کو اپنی زندگی کا نصب العین قرار دینے کے لئے سب سے پہلے فکر و نظر کے انقلاب کی ضرورت ہو گی۔ اس کو قرآن نے نفسیاتی تغیر سے تعبیر کیا ہے۔ فرمایا۔

ان الله لا یغیر مابقوم حتی یغیر و امایا نفسهم (13/11)

marfat.com

کسی بھی قوم کی خارجی دنیا میں اس وقت تک انقلاب نہیں آسکتا جب تک وہ پہلے اپنی داخلی دنیا میں انقلاب نہ لائے۔

یہ داخلی انقلاب کس طرح پیدا ہوتا ہے؟

اقبالؒ کے الفاظ میں:

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب!
گرہ کشا ہے نہ رازی' نہ صاحب کشاف

انسانی ضمیر پر "نزول کتاب" سے مراد قرآن کے مطابق تغیر نفس ہے۔ یہ مقصد قرآن کے احکام و ضوابط اور ان کی غرض و غایت کی اس طرح تعلیم دینے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ اس سے ملت اسلامیہ کا قلب و دماغ قرآنی سانچے میں ڈھل جائے۔ اسی لئے وہ قرآن کے متعلق کہتے ہیں کہ۔

آنچہ حق می خواہد' آں ساز و ترا

وہ تجھے ایسا انسان بنا دیتا ہے جیسا انسان خدا چاہتا ہے اور یہ مقصد احکام قرآنیہ کو میکانکی طور پر نافذ کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے وہ کہتے ہیں کہ۔

نیست ایں کار فقیہاں اے پسر
یہ بات قانون سازوں کے بس کی نہیں

یہ مقصد قرآنی خطوط پر تعلیم و تربیت ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں اسلامی انقلاب کے داعی اول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فریضہ رسالت یہ بتایا گیا ہے کہ:

ویزکیھم و یعلمھم الکتب و الحکمۃ (62/2)

"وہ ان کے سامنے قوانین خداوندی کو پیش کرتا ہے۔ پھر انہیں سمجھاتا ہے کہ ان قوانین کی غرض و غایت کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ ایسا عملی پروگرام دیتا ہے کہ جس سے ان کی صلاحیتوں کی نشوونما ہوتی جائے"۔

یہ تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ نفس کا ہی نتیجہ تھا کہ صدر اول کی جماعت مومنین حیوانی سطح سے بلند ہو کر انسانی سطح پر زندگی بسر کرنے کے قابل ہو گئی۔

marfat.com

قرآنی تصور حیات کے مطابق خارج میں حقیقی اور پائیدار انقلاب لانے کے لئے تغیر نفس ضروری ہے اور یہ تغیر صرف وہی ایمان پیدا کر سکتا ہے کہ جو سوچ سمجھ کر بہ رضا و رغبت لایا گیا ہو اور یوں وہ دل کا تقاضا بن چکا ہو۔ جو ایمان جبر و اکراہ' اندھی تقلید یا پیدائشی حادثہ کا نتیجہ ہو' وہ خارجی حالات میں قرآنی تقاضوں کے مطابق تبدیلی لانے کا سبب نہیں بن سکتا۔ دیکھئے سورہ حجرات میں قرآن نے اسے کس قدر بلیغ اور لطیف انداز میں بیان کیا ہے۔

قالت الا عراب امنا قل لسم تو منوا ولکن قولوا اسممنا ولما یدخل الایمان فی قلو بکم (49/14)

یہ صحرا نشین بدو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ ان سے کہہ دو کہ تم ابھی صاحب ایمان نہیں ہوئے۔ اس لئے تمہیں یہ نہیں کہنا چاہئے کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ انہیں سردست یہی کہنا چاہئے کہ ہم ے اس نظام کی اطاعت قبول کر لی ہے۔ ابھی ایمان تمہارے دل کی گہرائیوں میں نہیں اترا۔ (جب یہ دل کی گہرائیوں میں اتر جائے تو پھر اقدار بدل جاتی ہیں)۔

اقبالؒ کے الفاظ میں:

تیری خودی میں اگر انقلاب ہو پیدا
عجب نہیں ہے کہ یہ چار سو بدل جائے

اسی لئے وہ امت مسلمہ کو جھنجھوڑ کر کہتے ہیں۔

تیرے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے
خودی تیری مسلماں کیوں نہیں ہے

سب سے اہم بات یہ کہ نظام خداوندی' قلب و دماغ کی کامل رضامندی سے قبول کیا جانے والا نظام ہے۔ جبر و اکراہ کا اس نظام میں کوئی دخل نہیں۔ جس کا جی چاہے وہ اس نظام کو اختیار کر لے اور جس کا جی چاہے اسے چھوڑ کر الگ ہو جائے۔ یہی وجہ ہے جو اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں فرمایا۔

وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیو من ومن شاء فلیکفر (18/29)

marfat.com

"ان سے کہہ دو کہ ربوبیت کا قانون دینے والے کی طرف سے تعمیری نتائج کا ضامن نظام حیات آچکا ہے۔ اب جس کا جی چاہے اسے اپنے زندگی کا نصب العین بنالے اور جس کا جی چاہے اسے انکار کر دے"۔

دین میں زبردستی سے یہی مراد نہیں کہ کسی کو بزور شمشیر مسلمان کیا جائے' قرآن اسے بھی زبردستی قرار دیتا ہے کہ کسی کی عقل و فکر کو معطل کر کے کوئی بات منوائی جائے۔ یہی وجہ ہے' جو خدا نے اپنے رسولؐ سے کہا۔

افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین ○ (10/99)

(مفہوم) "کیا تو لوگوں کو زبردستی مومن بنانا چاہتا ہے۔ اگر زبردستی مومن بنانا مقصود ہوتا تو خدا کے لئے کیا مشکل تھا کہ وہ انسانوں کو پیدا ہی اس طرح کرتا کہ وہ صاحب ایمان ہوتے"۔

آپؐ کا فریضہ لوگوں کو صحیح راستہ دکھانا ہے انہیں اس راستے پر زبردستی چلانا نہیں۔ سورہ

قل یا یھا الناس قد جاء کم الحق من ربکم فمن اھتدی فانما یھتدی لنفسہ ومن ضل فانما یضل علیھا وما انا علیکم بوکیل○

(10/108)

(اے رسولؐ! تم) تمام نوع انسان سے پکار کر کہہ دو کہ تمہارے نشوونما دینے والے کی طرف سے وہ ضابطہ حیات آگیا ہے جو حقیقت پر مبنی ہے۔ اگر تم اس کی راہنمائی میں سفر زندگی اختیار کرو گے تو اس سے تمہاری ہی ذات کو فائدہ پہنچے گا اور اگر تم اسے چھوڑ کر اور راہیں اختیار کر لو گے تو اس کا نقصان بھی تمہیں ہی ہو گا۔ (اب یہ تمہارے اپنے فیصلے پر منحصر ہے کہ تم کون سی راہ اختیار کرنا چاہتے ہو) میں تم پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا گیا کہ تمہیں زبردستی سیدھی راہ پر چلاؤں۔"

(مفہوم القرآن۔ از پرویز)

دوسرے مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ آپؐ کا فریضہ قرآنی پروگرام کو لوگوں کے سامنے پیش کر دینا ہے' اس کا زبردستی منوانا نہیں۔ جسے اس

marfat.com

پروگرام پر عمل پیرا ہونا ہو گا' وہ اپنی خوشی سے اس پر عمل پیرا ہو گا۔

وما انت علیهم بجبار نذکر بالقران من یخاف و عید (50/45)

"تو ان پر مستبد حاکم بنا کر نہیں بھیجا گیا کہ انہیں زبردستی غلط راستے سے روک دے۔ تمہارا کام صرف یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے قرآن پیش کئے جاؤ۔ جو لوگ ہمارے قانون مکافات کی کارفرمائی سے ڈرتے ہیں وہ اس سے نصیحت حاصل کر لیں گے۔"

انسان کو جبراً" مومن بنانا خدا کی مشیت کے خلاف ہے کیونکہ یہ اللہ کے عطا کردہ اختیار و ارادہ کو چھیننے کے مترادف ہے۔ انسان شرف انسانیت اسی صورت حاصل کر سکتا ہے کہ جب وہ نظام خداوندی کو اپنے اختیار و ارادہ سے اپنائے۔ فرمایا

وسع کرسیه السموت و الارض لایوده حفظهما وهوالعلی العظیم○

لا اکراه فی الدین قدتبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت

(2/255-56)

(مفہوم) "یاد رکھو! نظام خداوندی اس خدا کا نظام ہے جس کا علم و اقتدار' کائنات کی پستیوں اور بلندیوں' سب پر چھایا ہوا ہے۔ وہ اس کی حفاظت و نگہبانی سے کبھی تھکتا نہیں اور نہ ہی یہ چیز اس پر گراں گزرتی ہے۔ اس کا علم و اقتدار اور غلبہ و تسلط' کائنات کی بنیادوں سے لے کر انتہائی بلندیوں تک کو محیط ہے۔ اس قدر عظیم قوتوں کا مالک خدا' اگر چاہتا تو جس طرح خارجی کائنات میں اس کا نظام از خود قائم ہے' انسانی دنیا میں بھی از خود قائم ہو جاتا اور انسان اس کے مطابق چلنے پر مجبور ہوتا لیکن ہم اس باب میں زبردستی نہیں کرنا چاہتے۔ اس کے لئے ہم نے کیا یہ ہے کہ (وحی کے ذریعے) صحیح اور غلط راستے واضح کر دیئے ہیں اور انسان سے کہہ دیا ہے کہ وہ جونسا راستہ جی چاہے اختیار کر لے۔"

اس سے واضح ہے کہ جب رب کائنات نے کفر یا ایمان کی راہ کو اختیار کرنا انسان کے اپنے فیصلے پر چھوڑ دیا ہے اور اس نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ اختیار نہیں دیا تھا کہ وہ اسلامی نظام کو زبردستی لوگوں پر نافذ کر دیں تو پھر آج یہ

marfat.com

اختیار کسی فرد یا جماعت کو کیونکر حاصل ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے "من پسند اسلام" کو جبراً" ان لوگوں پر نافذ کر دے جو ان کے پیش کردہ اسلام سے متفق ہی نہیں۔

اپنے فکر و نظر میں قرآنی تقاضوں کے مطابق تبدیلی لائے بغیر یہ توقع رکھنا کہ خارج میں قرآنی انقلاب آجائے گا' درحقیقت اللہ کو چیلنج دینے کے مترادف ہے' جس نے کہا ہے کہ:

ذ لک بان اللہ لم یک فغیر انعمتہ انعمھا علی قوم حتی یغی و اما بانفسھم وان اللہ سمیع علیم ○ (8/53)

"یاد رکھو! خدا کا یہ محکم قانون ہے کہ وہ زندگی کی جو خوشگواریاں کسی قوم کو عطا کرتا ہے' ان میں اس وقت تک کوئی تبدیلی نہیں کرتا جب تک وہ قوم خود اپنے اندر ایسی نفسیاتی تبدیلی نہیں پیدا کر لیتی جس سے وہ ان خوشگواریوں کی اہل نہ رہے۔ یہ محکم اصول اس خدا کا ہے جو سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔"

اگر مسلمان یہ سمجھیں کہ خارج میں قرآنی انقلاب کی صورت "تغیر نفس" نہیں' کوئی اور ہے تو یہ کفر ہو گا۔ اگر وہ سمجھیں کہ اس تدبیر کے علاوہ اور بھی تدابیر ہیں تو یہ شرک ہو گا اور اگر وہ خارج میں نظام خداوندی کے نفاذ کے لئے "تغیر نفس" کی تدبیر کو چھوڑ کر دیگر تدابیر مثلاً" ہنگامہ خیزی' شورش انگیزی اور نعرہ بازی جیسے باطل ہتھکنڈے۔ جھوٹ' فریب' مکاری' عیاری' بد معاملگی' غلط بیانی' بددیانتی' عہد شکنی' سازش' دوسروں کی تذلیل و تحقیر' جھوٹے الزامات اور ان کی تشہیر جیسے بدترین جرائم اور گھیراؤ' جلاؤ' پتھراؤ' مار دھاڑ' قتل و غارت گری' بھوک ہڑتال' سول نافرمانی' زمین دوز تحریک اور مسلح بغاوت جیسی طاقت کا استعمال شروع کر دیں تو یہ گویا اللہ کو چیلنج دینے کے مترادف ہو گا کہ آپ کہتے ہیں کہ خارجی انقلاب کی ایک ہی صورت ہے یعنی انقلاب نفس' لیکن ہم آپ کو "انقلاب نفس" کے بغیر ہی اپنے حالات میں تبدیلی کر کے دکھا دیں گے۔ (معاذ اللہ۔ ثم معاذ اللہ)

قرآن کریم نے نظام خداوندی کے قیام کے لئے سبیل اللہ (خدا کی طرف لے جانے والا راستہ) اختیار کرنے کو کہا ہے۔ وہ ایسے ذرائع استعمال کرنے کی اجازت نہیں

marfat.com

دیتا جو مستقل اقدار خداوندی کے خلاف ہوں' کیونکہ اس کے نزدیک غلط راستہ کبھی صحیح منزل تک نہیں پہنچا سکتا۔

نصب العین اور اس کے حصول کے ذرائع میں جو تعلق ہے' اس کو ڈاکٹر جیلاس نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"تاریخ میں کسی ایسے مثالی معاشرہ کی مثال نہیں ملتی جو غیر مثالی اور غیر فطری طریقوں سے حاصل کیا گیا ہو' بالکل ایسے ہی جیسے غلاموں نے کبھی کوئی آزاد معاشرہ قائم نہیں کیا۔ نصب العین کی عظمت اور حقیقت کا اظہار صرف اس سے ہوتا ہے کہ اس کے حصول کے لئے کیا طریقے اختیار کئے گئے"۔

قرآن ان لوگوں کی شدت سے مخالفت کرتا ہے جو غلط طریقوں سے کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ فرمایا

ومن کفر فامتعه قلیلا ثم اضطره الی عذاب النار وبئس المصیره

(2/126)

"جو کوئی ہمارے قوانین کے علی الرغم چلتا ہے' اسے کامیابی تو حاصل ہو جاتی ہے لیکن اس کی نوعیت بڑی عارضی ہوتی ہے۔ ہم اسے بہت جلد نذر آتش کر دیتے ہیں اور یہ نہایت ہی دردناک انجام ہے"۔

اسی لئے مومنین سے کہا کہ تم ایسی کامیابی کی نہ تو تمنا کرنا اور نہ ہی کوشش کرنا۔

لایغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد ○ متاع قلیل ثم ما و هم جهنم وبئس المهاد ○ (3/196-197)

(مفہوم) "نظام خداوندی کی مخالفت کرنے والوں کی چہل پہل' بستیوں میں ان کی گہما گہمی تمہاری نگاہ کو فریب نہ دیدے اور تم یہ نہ سمجھ بیٹھو کہ اس کے قانون کے خلاف چلنے سے بھی زندگی کی خوشگواریاں مل سکتی ہیں! ان کی کامیابی پر نہیں بلکہ انجام پر نظر رکھو۔ ان کا آخری ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے"۔

اس حقیقت کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ قلوب و نگاہ (فکر و نظر) میں

marfat.com

قرآنی تقاضوں کے مطابق تبدیلی کا کام ایک دن کی بات نہیں۔ یہ مرحلہ بڑا صبر آزما۔ ہمت طلب اور کافی وقت کا متقاضی ہے۔ اس میں تیز روی سے کہیں زیادہ ضرورت جادہ شناسی کی ہوتی ہے۔

کچھ ایسے ہی حالات میں خدا نے اپنے رسولؐ سے کہہ دیا تھا کہ۔

واصبر علی مایقولون و اھجر ھم ھجرا جمیلا ○ (73/10)

ان کی ان باتوں سے دل برداشتہ مت ہو جاؤ۔ تم اپنے پروگرام پر نہایت ثبات و استقامت سے گامزن رہو اور ان (عجلت پسندوں) سے اپنے آپ کو حسن کارانہ انداز سے بچاتے جاؤ۔

اب تو غیر مسلم بھی عقل کے تجرباتی طریق سے مختلف تدابیر آزمانے کے بعد اس نتیجے پر پہنچ رہے ہیں کہ نظریاتی تبدیلی کے بغیر انقلاب نہیں لایا جا سکتا۔

لینن کا نظریہ تھا کہ۔

"تشدد کے بغیر انقلاب ناممکن ہے"۔

لیکن اسی کمیونزم کے حامی چین کے عظیم لیڈر ماؤزے تنگ اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ غلط ہے۔ نظریاتی تبدیلی کے بغیر انقلاب نہیں لایا جا سکتا اور نظریاتی تبدیلی کے لئے بڑا طویل المیعاد پروگرام درکار ہوتا ہے۔ چین کے مشہور مجلہ "پیکنگ ریویو" کی 20 مارچ 1970ء کی اشاعت میں ان کا ایک مقالہ شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے لکھا تھا۔

"دانشوروں کا مسئلہ آئیڈیالوجی کا ہے اور آئیڈیالوجی سے متعلق مسائل کو حل کرنے کے لئے جبر و استبداد کے بھونڈے طریقے نہ صرف یہ کہ مفید نہیں ہوتے بلکہ نقصان رساں ہوتے ہیں۔ ہمارے رفقاء کو معلوم ہونا چاہئے کہ نظریاتی تبدیلی کے لئے بڑے طویل المیعاد' صبر آزما اور استقامت طلب پروگرام کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہیں یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ وہ محض چند لیکچروں اور جلسوں سے لوگوں کے نظریات میں تبدیلی پیدا کرا لیں گے۔ قوموں کے نظریات صدیوں میں جا کر مرتب ہوتے ہیں۔ اس لئے انہیں

marfat.com

راتوں رات بدلا نہیں جا سکتا۔ یہ کام جبر و استبداد سے نہیں ہو گا۔ لوگوں کے قلب و دماغ کو رفتہ رفتہ اس تبدیلی کے لئے آمادہ کرنا ہو گا۔"

پیش نظر موضوع کا تعلق چونکہ "نظام ربوبیت" سے ہے' اس لئے اس نظام کے قیام کے لئے پروگرام وہی اختیار کرنا ہو گا جسے قرآن نے تجویز کیا ہے یعنی فکر و نظر کی تبدیلی سے "مسلمان نا مسلمانے" کو مسلمان بنانا تا کہ وہ اس کے ایمان و اعمال صالحہ کے فطری نتیجہ کے طور پر متشکل ہو سکے۔

سورہ النساء میں ہے۔

یا ایھا الذین امنوا امنوا باللہ و رسولہ و الکتب الذی نزل علی رسولہ (4/136)

اے مسلمانو! تم ایمان لاؤ اللہ پر' اس کے رسولؐ پر اور اس کتاب پر جسے اللہ نے اپنے رسولؐ پر نازل کیا۔

قرآن نے جو مسلمانوں کو از سرنو ایمان لانے کے لئے کہا ہے تو اس کا عملی مفہوم نظام سرمایہ داری کو خلاف اسلام تسلیم کر کے "قرآنی نظام ربوبیت" کا قیام عمل میں لانا ہے۔

قرآنی نظام ربوبیت کی عمارت چونکہ انسانی ذات' قانون مکافات عمل اور حیات آخرت پر ایمان کی بنیادوں پر اٹھتی ہے' لہٰذ وہ شخص جو نظام ربوبیت کے پروگرام کو اپنی زندگی کا نصب العین بنانا چاہتا ہے' اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے ان تینوں مسلمات کو بطور حقیقت اپنے دل میں جاگزیں کرے۔

ان مسلمات کا مختصر سا تعارف درج ذیل ہے۔

marfat.com

انسانی ذات

قرآن کریم نے انسان کی پیدائش کے سلسلہ میں کہا ہے۔

وبدا خلق الانسان من طین ○ (32/7)

(خدا کے عالم امر میں اس اسکیم کے طے پا جانے کے بعد) انسان کی تخلیق کی ابتدا طین (یعنی بے جان مادہ) سے ہوئی۔

ثم جعل نسلہ من سللۃ من ماء مھین ○ (32/8)

(اس کے بعد یہ کاروان حیات، مختلف مراحل طے کرتا ہوا اس وادی میں آن پہنچا جہاں) افزائش نسل بذریعہ تولید (یعنی نر اور مادہ کے اختلاط سے) ہوئی۔

اس مرحلہ تک یہ طریق تخلیق، حیوانات اور انسانوں میں مشترک تھا لیکن جب سلسلہ ارتقاء آگے بڑھا تو انسان کو خدا نے ایک امتیازی خصوصیت سے نوازا۔

و نفخ فیہ من روحہ (32/9)

پھر خدا نے انسان کو اپنی روح (یعنی الوہیاتی توانائی) کا ایک شمہ عطا کر دیا۔

اس الوہیاتی توانائی (جسے نفس، انا، خودی یا انسانی ذات بھی کہتے ہیں) کے اضافہ سے انسان پھر دیگر مخلوقات سے بالکل الگ اور ممتاز مخلوق بن کر اپنے ہر ارادہ، فیصلہ اور عمل کا ذمہ دار قرار پا گیا۔

لہٰذا قرآن کی رو سے انسان مشتمل ہے۔

(i) جسم اور (ii) انسانی ذات پر۔

یہاں سے انسانی زندگی کے متعلق تین تصور حیات سامنے آتے ہیں۔

(1) مادی تصور حیات۔

marfat.com

(2) روحانیت۔

(3) قرآنی تصوز حیات۔

مادی تصور حیات

انسانی زندگی کے متعلق یہ تصور کہ انسان صرف اس کے طبعی جسم پر مشتمل ہے' جو طبعی قوانین کے مطابق کام کرتا ہے اور پھر انہی قوانین کے مطابق ختم ہو جاتا ہے' مادی یا میکانکی تصور حیات کہلاتا ہے۔ اس تصور حیات کے حامل افراد کے نزدیک انسانی زندگی کا مقصد صرف جسم کی پرورش یعنی روٹی' کپڑا' مکان اور دیگر ضروریات زندگی کا مہیا ہونا اور آخر میں مرجانا ہے۔

سورہ الجاثیہ میں ہے۔

وقالوا ما ھی الا حیاتنا الدنیا نموت و نحیا و ما یھلکنا الا الدھر و ما لھم بذالک من علیم ان ھم الا یظنون ○ (45/24)

"یہ لوگ کہتے ہیں کہ زندگی بس اسی دنیا کی زندگی ہے۔ اس میں ہم پیدا ہوتے ہیں اور پھر زمانے کی گردش سے ہماری موت واقع ہو جاتی ہے۔ (ان سے کہہ دو کہ) تمہارا یہ خیال علم پر مبنی نہیں' محض ظن و قیاس کا اتباع ہے۔"

قرآن کریم نے مادی تصور حیات (یعنی سیکولر ازم) کو کفر کہہ کر پکارا ہے اور اس کا نتیجہ جہنم بتایا ہے۔

والذین کفروا یتمتعون ویاکلون کما تاکل الانعام و النار مثوی لھم (47/12)

"جن لوگوں کا تصور زندگی حیوانات کی طرح کھانا پینا اور دیگر سامان زیست سے متمتع ہونا ہے اور بس' وہ کفر کی زندگی بسر کرتے ہیں اور اس زندگی کا نتیجہ جہنم ہے۔"

مادی تصور حیات کے ماتحت' انسان کی جو پھر کیفیت ہوتی ہے' اس کا نقشہ قرآن نے کچھ اس طرح کھینچا ہے۔

ان الانسان خلق ھلوعا (70/19)

marfat.com

اس نظریہ کے تحت انسان کی بھوک کبھی ختم ہی نہیں ہوتی۔

وانہ لحب الخیر لشدید (100/8)

وہ دولت کی ہوس میں کھنچے چلا جاتا ہے۔

جمع مالا و عددہ (104/2)

مال جمع کرتا رہتا ہے اور پھر اسے گنتا رہتا ہے۔

جمع فا او عی (70/18)

مال سمیٹتا جاتا ہے اور پھر اسے تھیلی میں ڈال کر اوپر سے اس کا منہ بند کر دیتا ہے۔

یحسب ان مالہ اخلدہ (104/3)

سمجھتا یہ ہے کہ یہی مال و دولت اسے حیات جاوداں عطا کر دے گا۔

کلا بل تحبون العا جلۃ ○ (75/20)

اس کی نگاہ ہمیشہ مفاد عاجلہ پر رہتی ہے۔

وتذرون الاخرۃ ○ (75/21)

اور مستقبل کی خوشگواریوں کو نظر انداز کر دیتا ہے۔

بل توثرون الحیوۃ الدنیا ○ (87/16)

آخرت کی خوشگواریوں پر دنیاوی مفادات کو ترجیح دیتا ہے۔

وتا کلون التراث اکلا لما ○ (89/19)

باپ دادا کی میراث تک ہڑپ کر جاتا ہے۔

و تحبون المال حبا جما ط○ (89/20)

اور اس کے ساتھ ایسی تدابیر کرتا رہتا ہے کہ دوسروں کا مال بھی ادھر ادھر سے سمٹ سمٹا کر اس کے پاس اس طرح جمع ہو جائے جیسے گرد و نواح کا تمام پانی نشیب کی طرف آکر کسی گڑھے میں اکٹھا ہو جاتا ہے۔

الھکم التکاثر ○ حتی زرتم المقابر ○ (102/1-2)

وہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے دولت نہیں کماتا بلکہ ایک دوسرے

marfat.com

سے آگے نکل جانے کی ہوس میں دولت کے پیچھے دیوانہ وار بھاگتا چلا جاتا ہے تا آنکہ وہ قبر کے گڑھے میں جا گرتا ہے۔

قرآن کے نزدیک محض دنیاوی زندگی کے مفاد کے حصول کے لئے ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش کرنا اور اس کے لئے ہر قسم کے حربے استعمال کرنا ایک ناپسندیدہ عمل ہے کیونکہ اس طرح حاصل کی گئی خوشگواری محض وقتی ہوتی ہے۔ سورہ حدید میں ہے۔

اعلموا انما اسجبوة الدنیا لحب و لھو و زینته و تفاخر بینکم و تکاثر فی الا قوال و الا ولاد کمثل غیث اعجب الکفار نباته ثم یھیج فتره مصفرا ثم یکون حطاما و فی الاخرة عذاب شدید لا و مغفرة من الله و رضوان ط وما الجبوة الدنیا الا متاع الغروده ○

(57/20)

"طبیعی مفاد کی حیثیت محض کھیل تماشے کی سی ہوتی ہے جس سے کچھ وقت کے لئے دل بہلا لیا جائے یا زیبائش و آرائش کر لی جائے۔ یا اس پر فخر کیا جائے کہ میرے پاس دوسروں کے مقابلہ میں بہت زیادہ ساز و سامان ہے یا مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی دوڑ لگائی جائے (یہ چیزیں بھی ضروری ہیں بشرطیکہ انہیں زندگی کے بلند مقاصد کے حصول کا ذریعہ سمجھا جائے لیکن اگر انہیں مقصود بالذات سمجھ لیا جائے تو یہ تصور باطل ہے۔ اس طرح ان سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے اس کی) مثال ایسی کھیتی کی سی ہے جو بارش کے ایک چھینٹے سے اگ کھڑی ہو اور اسے دیکھ کر کسان بہت خوش ہو جائے۔ لیکن ایسی کھیتی دوسرے ہی دن خشک ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ ذرا سی دھوپ سے زرد پڑ جاتی ہے اور پھر چور چور ہو کر مرجھا جاتی ہے اور مال کار' اس کسان کے لئے انتہائی مصیبت کا باعث بن جاتی ہے۔ ان تباہیوں سے بچنے کی صورت ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ انسان اپنی تمام جدوجہد کو قوانین خداوندی سے ہم آہنگ رکھے۔

پھر سمجھ لو کہ محض طبیعی زندگی کو مقصود حیات سمجھ لینے سے سامان زیست تو

marfat.com

ضرور مل جاتا ہے لیکن وہ متاع بڑی ناپائیدار اور کم قیمت کی ہوتی ہے اور اس سے انسان دھوکا کھا جاتا ہے۔" (مفہوم القرآن۔ از پرویز)

جب انسان کا نظریہ زندگی مادی ہو جائے تو پھر وہ کونسی چیز ہے جو انسان کو سلب و نہب' لوٹ کھسوٹ اور غصب و استحصال سے روک سکے۔ نظام سرمایہ داری اس تصور حیات کا فطری نتیجہ ہے' یا یہ تصور حیات اس نظام کا لازمی نتیجہ۔

وہ معاشرہ جس میں ہر کسی کی یہ کوشش ہو کہ وہ مال و دولت میں دوسروں سے آگے نکل جائے اور اس کے لئے ہر جائز و ناجائز ذرائع اختیار کرے' تو ایسے جہنمی معاشرہ کا ذکر کرتے ہوئے قرآن نے کہا۔

بعضکم لبعض عدو (2/36)

اس میں ایک انسان دوسرے انسان سے اس طرح الگ ہو جاتا ہے جیسے ان میں کسی نے (WEDGES) ٹھونک دی ہوں۔

یوم یفر المرء من اخیہ ○ (80/34)

اس کے بعد ان کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ بھائی بھائی سے الگ ہو جاتا ہے۔

و امہ و ابیہ ○ (80/35)

اولاد ماں باپ سے الگ ہو جاتی ہے۔

و صاحبتہ و بنیہ ○ (80/36)

حتیٰ کہ میاں بیوی اور باپ بیٹے کے مفادات تک ایک دوسرے سے متصادم ہو جاتے ہیں۔

لکل امرئ منھم یومئذ شان یغنیہ ○ (80/37)

ہر کوئی اپنے اپنے مفاد کے حصول اور تحفظ میں ایسا مگن ہو جاتا ہے کہ اسے دنیا وما فیہا کی کوئی خبر ہی نہیں رہتی۔

بل یرید کل امرئ منھم ان یؤتی صحفا منشرۃ ○ (74/52)

ہر کوئی یہ چاہتا ہے کہ وہ مشترکہ مفاد انسانی کے بجائے اپنے اپنے مفاد کے حصول کے لئے الگ الگ پروگرام بنائے۔

marfat.com

اس نظریہ کے تحت جو کچھ افراد میں ہوتا ہے' وہی کچھ اقوام میں ہوتا ہے۔

کلما دخلت امۃ لعنت اختھا (7/38)

اس جہنمی معاشرہ میں ہر قوم دوسری قوم کو (زندگی کی خوشگواریوں سے) محروم کرنے کی فکر میں رہتی ہے۔

ان تکون امۃ ھی اربی من امۃ (16/92)

اس کا مقصد دوسری قوموں کو محروم کر کے خود آگے بڑھنا ہوتا ہے۔

اس کے بعد جس طرح ہر سرمایہ دار یہ سمجھ لیتا ہے کہ مجھے اب دوسرے افراد انسانیہ کی کیا پرواہ ہے۔ میرا مال و دولت میرے لئے کافی ہے' اسی طرح دولتمند اقوام بھی اپنے آپ کو خودمکتفی سمجھ کر غریب اقوام سے بے نیاز ہو جاتی ہیں۔ اس بے نیازی کو سرکشی سے تعبیر کرتے ہوئے قرآن نے کہا۔

کلا ان الانسان لیطغی ○ ان راہ استغنی ○ (96/6-7)

"یہ انسان کی سرکشی ہے کہ وہ دوسرے انسانوں کی ضروریات سے بے نیاز ہو جائے۔"

انسان سرکشی کیوں اختیار کرتا ہے' اس کا جواب دیتے ہوئے قرآن نے کہا۔

ایحسب ان لن یقدر علیہ احد ○ (90/5)

انسان ایسا صرف اس لئے کرتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا یہ ہے کہ میرا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

اس ذہنیت کا نتیجہ ہے کہ انسان پھر معاشرہ کے آئین و ضوابط کی بھی پرواہ نہیں کرتا اور ہمیشہ کوشش کرتا رہتا ہے کہ لوگوں سے زیادہ لے اور انہیں کم سے کم دے۔ سرمایہ دارانہ نظام کی تباہی و بربادی کا ذکر کرتے ہوئے قرآن نے کہا۔

ویل للمطففین ○ الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون○

(83/1-2)

"تباہی و بربادی ہے اس ڈنڈی مار نظام کے لئے' جس میں لوگوں کی ذہنیت یہ ہو جاتی ہے کہ ہر کوئی اپنے لئے زیادہ سے زیادہ مفاد حاصل کرنا چاہتا ہے اور دوسروں کو

marfat.com

کم سے کم دینا چاہتا ہے۔"

مادی نظریہ زندگی کا لازمی نتیجہ بخل ہے جس کے متعلق فرمایا۔

الذین یبخلون و یا مرون الناس بالبخل و یکتمون ما اٰتٰھم اللہ من فضلہ و اعتدنا للکفرین عذابا مھینا ○ (4/37)

"بخیل لوگوں کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ سب کچھ اپنے لئے سمیٹ کر رکھتے ہیں' اور کسی کو کچھ نہیں دینا چاہتے۔ پھر ایسے قوانین و ضوابط بناتے ہیں جس سے معاشرہ کی عام روش یہی ہو جائے اور بخل کو معیوب ہی نہ سمجھا جائے اور یوں ہر شخص ان چیزوں کو اپنے لئے چھپا چھپا کر رکھتا چلا جائے جو اسے خدا کے فضل و کرم سے عطا ہوئی ہیں۔

یاد رکھو! جو لوگ خدا کی نعمتوں کی ناسپاس گزاری کرتے ہیں --- اور ناسپاس گزاری یہ ہے کہ انہیں چھپا چھپا کر رکھا جائے اور نوع انسان کی پرورش کے لئے صرف نہ کیا جائے --- ان کی اس روش کا نتیجہ دردانگیز تباہی ہے۔"

قرآن نے واضح الفاظ میں بتا دیا ہے کہ جو نظام بخل کے نظریہ پر قائم ہو گا وہ باقی نہیں رہ سکتا۔ اس کی جگہ ایسا نظام لے لے گا جو نوع انسانی کی منفعت کے نظریہ پر قائم ہو گا۔

ھا نتم ھؤلاء تدعون لتنفقوا فی سبیل اللہ ج فمنکم من یبخل ج و من یبخل فانما یبخل عن نفسہ ط واللہ الغنی و انتم الفقراء ج و ان تتولوا یستبدل قوما غیرکم لا ثم لا یکونوا امثالکم ○ (47/38)

"تم میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ وہ اس نظام خداوندی کے قیام کے لئے اپنا مال کھلا رکھیں تو وہ بخل کرتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جو شخص اس معاملہ میں بخل سے کام لیتا ہے' تو وہ بخل خود اس کی اپنی ذات کے خلاف ہوتا ہے۔ اللہ تمہارا محتاج نہیں (کہ تم اسے نہ دو گے تو اس کی ضرورت رکی رہ جائے گی) تم اپنی نشوونما کے لئے اس کے نظام کے محتاج ہو۔ اگر تم اس نظام سے روگردانی کرو گے اور اپنے عہد سے پھر جاؤ گے تو وہ تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم

marfat.com

لے آئے گا جو تمہارے جیسی نہیں ہو گی۔"

آخر میں اس ساری بحث کو سمیٹتے ہوئے قرآن نے کہا۔

قل هل ننلم بالا خسرين اعمالا طO الذين منل سعيهم فى الحيوة الدنيا وهم يحسيون انهم يحسنون منعا O اوليک الذين كفرو ايايت ربهم و لقابه فحبطت اعما لهم فلا نقيم لهم يوم القيمته و زناه ذلک جزاو هم جهنم بما كفروا وا تخذا ايتى و رسل هزواه

(18/103-106)

"ان سے کہو کہ ہم تمہیں بتائیں کہ وہ کون لوگ ہیں جن کی تمام سعی و عمل کا نتیجہ نقصان کے سوا کچھ نہیں ہو گا؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کے تمام پروگرام طبیعی زندگی کے مفاد کے حصول میں ضائع ہو جاتے ہیں اور وہ بزعم خویش سمجھتے ہیں کہ جو کچھ وہ اپنی کاریگری سے بنا رہے ہیں' وہ بہت اچھا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خدا کے قانون ربوبیت سے انکار کرتے اور سرکشی برتتے ہیں اور اس کا یقین ہی نہیں رکھتے کہ انہیں اس کے قانون مکافات کا سامنا کرنا ہے۔ سو ان کے پروگرام جو بظاہر بڑے خوش آئند نظر آتے ہیں لیکن ان کے ٹھوس نتائج کبھی بھی مرتب نہیں ہو سکتے۔ حتیٰ کہ ظہور نتائج کے وقت ان کے اعمال کا وزن معلوم کرنے کے لئے میزان تک کھڑی کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ یہ ہو گا تباہیوں کا وہ جہنم جو ان کے سامنے نمودار ہو جائے گا۔ یہ اس لئے کہ یہ لوگ ہمارے قوانین سے انکار کیا کرتے تھے --- انکار ہی نہیں کرتے تھے بلکہ ان قوانین کی' اور ان کے پیش کرنے والوں کی ہنسی اڑایا کرتے تھے۔"

-----------O-----------

marfat.com

روحانیت

تصوف کی اصل کیا ہے اور اس کی تاریخ کیا؟ یہ چیز پیش نظر موضوع سے خارج ہے۔ اس وقت صرف ایک ضمنی نکتہ کی وضاحت کرنا ہے جس کا تعلق "تزکیہ نفس" سے ہے۔

"روحانین" بھی انسانی ذات (روح) کے قائل ہیں لیکن ان کے نزدیک "انسانی ذات" خدا کی ذات کا جزو ہے جو اپنی اصل سے جدا ہو کر مادی غلاظتوں میں ملوث ہو چکی ہے۔ اسے ان مادی آلائشوں اور کثافتوں سے پاک و صاف کرنا' تا کہ یہ اپنی اصل (خدا کی ذات) سے جا کر مل جائے' مقصود حیات ہے۔ چنانچہ ان کے نزدیک "تزکیہ نفس" یا انسان کی "روحانی ترقی" سے مراد ہے' دنیوی حظائظ و لذات سے ترک تعلق بلکہ قلب و دماغ کو اس مقام پر لے جانا جہاں محسوس اشیاء کے تصورات اور خیالات تک کا بھی کوئی گزر نہ ہو۔ فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرنا' افلاس اور محتاجی کو خدا کی رحمت سمجھنا' آرزوں کو ختم کرنا' محکومی اور سر بزیری کی زندگی بسر کرنا' باطنی علم کو حقیقت قرار دینا اور اس کے سوا ہر علم کو دھوکہ اور فریب قرار دینا۔ قوت اور شوکت کو خوئے درندگی جاننا اور مسلک گو سفندی اختیار کرنا۔ دنیاوی علائق سے قطع تعلق کر کے کرب و اذیت اور مصائب و نوائب کی زندگی اختیار کرنا تا کہ اس کے ذریعے خدا کا قرب حاصل کیا جا سکے۔ عبادت کا منتہی یہ سمجھا جاتا ہے کہ انسان پر جذب و انہماک کا ایسا عالم طاری ہو کہ وہ جس انداز میں محو عبادت گزاری ہے' اسی انداز میں مہینوں پڑا رہے وغیرہ وغیرہ۔

انسانی روح کے متعلق یہ تصور کہ وہ ذات خداوندی کا حصہ ہے جو اس سے

marfat.com

الگ ہو کر مادی دنیا میں چکر کاٹ رہی ہے اور آخر الامر یہ خدا کی ذات میں جا کر جذب ہو جاتی ہے' قرآنی تعلیم کے یکسر خلاف ہے۔ قرآن نے خدا کو ایک مکمل ذات بتا کر واضح کر دیا کہ "انسانی ذات" ذات خداوندی کا جزو نہیں۔ ذات (وہ خدا کی ہو یا انسان کی) ایک غیر منقسم وحدت ہوتی ہے جس کے حصے بخرے نہیں ہو سکتے۔ انسان کی ذات' خدا کی عطا کردہ ہے اور اس کی نشوونما انسانی زندگی کا فریضہ۔ یہ ذات مناسب نشوونما سے حیات جاوید حاصل کر سکتی ہے لیکن خدا کی ذات میں جا کر جذب نہیں ہو جاتی۔ اس کی حیات جاوید بھی خدا کی ابدیت جیسی نہیں۔ (108-11/107)

یہ جو سمجھا جاتا ہے کہ تزکیہ نفس --- غاروں' پہاڑوں' جنگلوں' بیابانوں یا مراقبوں اور ریاضتوں کی خلوت گاہوں میں ممکن ہے' فریب نفس ہے اور بہرحال قرآنی تعلیم کے خلاف۔

قرآن کا تجویز کردہ پروگرام واركعوا مع الراكعين (2/43) ہے۔ یعنی قوانین خداوندی کے سامنے جھکنے والوں کے ساتھ مل کر جھکنا اور كونوا مع الصدقين (9/119) سچوں کی معیت میں زندگی بسر کرنا ہے۔ وہ جنت میں داخل ہونے کی شرط یہ بتاتا ہے کہ۔

فا دخلى فى عبادى وادخلى جنتى ○ (89/29)

"میرے بندوں کے ساتھ مل کر میری جنت میں داخل ہو جا۔"

جہاں تک کائنات اور اس کی قوتوں کو قابل نفرت سمجھنے کا تعلق ہے تو قرآن اس ذہنیت اور تصور کو کفر سے تعبیر کرتا ہے۔ وہ مادی کائنات کے متعلق کہتا ہے وما خلقنا السماء و الارض وما بينهما باطلا "کائنات کی پستیوں اور بلندیوں اور ان کے درمیان جو کچھ ہے' ہم نے اسے باطل نہیں پیدا کیا"۔ یعنی اس کا قابل نفرت (غلیظ اور ناپاک) ہونا تو ایک طرف' یہ بیکار اور رائیگاں بھی نہیں۔ ذالک ظن الذين كفروا "یہ ان لوگوں کا ظن ہے جو کفر کرتے ہیں"۔ فويل للذين كفروا من النار (38/27) "سو جو لوگ (اس طرح) کفر کرتے ہیں' ان کا انجام تباہی اور بربادی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے"۔

marfat.com

اس سے واضح ہے کہ قرآن کے نزدیک وہ لوگ جو اس مادی دنیا کو باطل سمجھتے ہیں' وہ مومن نہیں' کافر ہیں۔ اور تصوف کی تو بنیاد ہی اس تصور پر ہے کہ دنیا باطل ہے۔

ترک دنیا کا مسلک اختیار کرنے کا نتیجہ مفلسی اور محتاجی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھوک اور خوف کو عذاب قرار دیتے ہوئے (16/112) اسے قوانین خداوندی سے اعراض برتنے کا نتیجہ ٹھہرایا ہے۔ فرمایا۔

ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشتہ فتکا ونعشرہ یوم القیمتہ اعمی (20/124)

"جو کوئی ہمارے قوانین سے اعراض برتے گا تو اس کی روزی تنگ ہو جائے گی اور ہم اسے قیامت کے دن بھی اندھا اٹھائیں گے۔"

اس آیت خداوندی سے یہ بات واضح ہے کہ ہر وہ عقیدہ' نظریہ یا مسلک و مشرب جس کا نتیجہ' رزق کی تنگی ہو' ہدایات خداوندی کے خلاف ہے اور جس کی اس دنیا میں روزی تنگ ہو' اس کی عاقبت بھی خراب ہوتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کسی حادثہ یا ناساعد حالات کی وجہ سے کوئی فرد یا قوم غربت یا افلاس کے گرداب میں گھر جائے۔ لیکن یہ عقیدہ کہ غربت اور افلاس' رضا جوئی خداوندی کا ذریعہ اور مقربین بارگاہ خداوندی کی نشانی ہے' قرآنی تعلیمات کے یکسر خلاف ہے۔

باقی رہا دنیاوی زیب و زینت کو حرام سمجھنا اور خوشگوار رزق خداوندی سے اجتناب کرنا' سو اس کے متعلق رب کائنات نے تحدی سے فرما دیا کہ۔

قل من حرم زینتہ اللہ التی اخراج لعبادہ و الطیبات من الرزق قل ھی للذین امنوا فی السجبوۃ الدنیا خالصتہ یوم القیمتہ کزالک نفصل الایت لقوم یعلمون (7/32)

"اے رسولؐ! ان سے کہو کہ وہ کون ہے جو ان چیزوں کو جنہیں خدا نے انسانوں کے لئے باعث زیب و زینت بنایا ہے ادر اس رزق کو جسے اس نے نہایت خوشگوار پیدا کیا ہے' حرام قرار دے سکے۔ اس دنیا میں ان چیزوں کے لئے جو بھی

marfat.com

کوشش کرے گا' اسے مل جائیں گی۔ لیکن آخرت میں یہ مومنین کے لئے مختص ہوں گی۔ اس طرح خدا ان لوگوں کے لئے جو علم و بصیرت سے کام لیں انہیں اپنی آیات نکھار کر بیان کر دیتا ہے۔"

ترک دنیا اور ترک علائق کے مسلک کو یہودی اور عیسائی تصوف میں رہبانیت کہہ کر پکارا جاتا تھا جس کے متعلق قرآن نے صاف کہہ دیا کہ۔

ورمقبا نیته ابتدا عوها ماکتبنها علیهم الا ابتغاء رضوان الله فمار عوها حق رعایتها (57/27)

رہبانیت کا مسلک ہم نے ان پر واجب قرار نہیں دیا تھا۔ انہوں نے اسے از خود ایجاد کر لیا اور یہ کہہ کر اپنے آپ کو فریب دے لیا کہ اس سے خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ ایجاد کرنے کو تو کر لیا لیکن اسے پھر نباہ بھی نہ سکے۔ (یہ ایسا مسلک تھا ہی نہیں جو نبھ سکتا)۔

اس آیت خداوندی سے یہ حقیقت واضح ہے کہ مسلک رہبانیت' خدا کا متعین فرمودہ نہیں۔

"روحانین" کے اس دعویٰ کے جواب میں کہ جس طریق پر وہ عمل پیرا ہیں' اس سے ان کا "تزکیہ نفس" ہو جاتا ہے' قرآن نے کہا۔

الم ترالی الذین یزکون انفسهم ط بل الله یزکی من یشاء ولا یظلمون فتیلا ○ (4/49)

(مفہوم) "کیا تو نے ان لوگوں کی حالت پر غور کیا جن کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم جس نہج پر چل رہے ہیں' اس سے ہمارا "تزکیہ نفس" ہو رہا ہے۔ (ان سے کہہ دو کہ تزکیہ نفس اس طرح نہیں ہوتا)۔ یہ صرف اسے حاصل ہو سکتا ہے جو اسے اللہ کے ضابطہ حیات (قرآن) کے مطابق حاصل کرنا چاہئے۔ جو اسے اس طریق سے حاصل کرنا چاہے گا' اس کی سعی و عمل کے نتائج میں ذرا بھی کمی نہیں کی جائے گی۔"

یہ آیت ایک عظیم حقیقت کی طرف رہنمائی کرتی ہے جس سے اغماض برتنے سے انسان اس قدر کھلی ہوئی گمراہی کا شکار ہو رہے ہیں۔ ارشاد خداوندی یہ ہے کہ

marfat.com

انسانی ذات کی نشوونما (تزکیہ نفس) کا ثبوت یہ نہیں کہ وہ شخص خود اپنے متعلق اس کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ معیارِ خداوندی (قرآن کریم) پر بھی پورا اترتا ہے یا نہیں۔ "تزکیہ نفس کا مدعی" اگر کتاب اللہ سے اس کا ثبوت پیش نہیں کرتا، اور اس کے باوجود اسے منسوب کرتا ہے اللہ کی طرف، تو وہ اللہ پر بہتان باندھتا ہے۔

انظر کیف یفترون علی اللہ الکذب و کفی بہ الشما بینا ع○

(4/50)

"دیکھو! (یہ روحانیت کے مدعی) کس طرح اپنے خود ساختہ مشرب و مسلک کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اس طرح کتنا بڑا جھوٹ بولتے ہیں۔ لیکن اس سے خدا کا کیا بگڑتا ہے۔ ان کی اپنی ذات میں (تقویت اور نشوونما کے بجائے) ضعف و اضمحلال پیدا ہو جاتا ہے اور یہی چیز ان کی تباہی کے لئے کافی ہے --- ایسا کھلا ہوا جھوٹ، اتنا واضح جرم اور دعویٰ یہ کہ ہم خدا کے مقرب ہیں!

(مفہوم القرآن - از - پرویز)

آیئے اب دیکھیں کہ قرآن کی رو سے تزکیہ نفس کا طریق کیا ہے؟

سورہ الیل میں ہے۔

الذی یوتی مالہ یتزلی (92/18)

وہ شخص جو ہر اس چیز (مالہ) کو جو اس کے پاس ہے (اور اس کی ضرورت سے زائد 2/219) نوع انسانی کی ربوبیت کے لئے دے دیتا ہے، حتیٰ کہ کبھی ایسا موقع آجائے کہ جن لوگوں کی ضرورت زیادہ ہو، انہیں اپنے آپ پر ترجیح دے۔ (59/9) تو اس کی ذات کی نشوونما ہو جاتی ہے۔

قدافلح من تزکی (87/14)

"اور جس کی ذات کی نشوونما ہو جاتی ہے، وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔"

بالفاظ دیگر، قرآن کی رو سے "تزکیہ نفس" اس انسان کا ہوتا ہے جو اپنے مال و دولت کو ربوبیت عامہ کے لئے کھلا رکھے نہ کہ اس کا جو دوسروں کی کمائی پر زندہ رہے۔ "روحانی ترقی کے مدعی" خواہ دنیا سے کتنا ہی دور کیوں نہ بھاگیں، جب تک وہ

marfat.com

زندہ ہیں' انہیں اپنے جسم کی پرورش کے لئے کھانے پینے کی ضرورت ہوتی ہے جسے (ظاہر ہے) دوسرے لوگ پورا کرتے ہیں۔ سو جو شخص کھانے پینے تک کے لئے دوسروں کا محتاج ہو' اس کا تزکیہ نفس کس طرح ہو سکتا ہے۔

مختصر یہ کہ وہ نظریہ اور مسلک جسے ویدانت' رہبانیت یا روحانیت کہا جاتا ہے اور جسے تصوف کی ہمہ گیر اصطلاح سے تعبیر کیا جاتا ہے' اس کا ایک ایک جزو اسلام کے خلاف اور قرآنی تعلیم کی نقیض ہے۔

marfat.com

قرآنی تصور حیات

یہ ہے مقصد گردش روز گار
کہ تیری خودی تجھ پہ ہو آشکار
(اقبالؒ)

قرآنی تصور حیات کی رو سے انسانی زندگی کا مقصد انسانی ذات کی نشوونما ہے۔ سورہ الشمس میں ہے۔

ونفس و ما سوھا ٗلا○ فالھمھا فجور ھا وتقوھا لا○ قدا قلح من زکھا لا○ وقد خاب من دسھا ط○ (91/7-10)

نفس انسانی اور وہ قوتیں جو اس میں توازن اور تقویت پیدا کرتی ہیں' اس پر شاہد ہیں کہ اس کے اندر اس امر کی صلاحیت رکھ دی گئی ہے کہ یہ چاہے تو (غلط روش پر چل کر) اپنے اندر انتشار پیدا کر لے اور چاہے تربیت پا کر مستحکم سے مستحکم تر ہوتی چلی جائے سو جس نے اپنی ذات کی نشوونما کر لی' وہ کامیاب و کامران ہو گیا۔ (اسے زندگی کا مقصد حاصل ہو گیا) لیکن جس نے اسے مفاد پرستیوں کے بوجھ تلے دبائے رکھا اور ابھرنے نہ دیا' اس کی انسانی صلاحیتیں خوابیدہ کی خوابیدہ رہ گئیں۔ اس کا شعلہ زندگی افسردہ ہو گیا۔

آیئے اب دیکھیں کہ انسانی ذات کی نشوونما کا طریق کیا ہے؟

انسانی جسم کی پرورش تو طبعی قوانین کی رو سے ہوتی ہے لیکن انسانی ذات کی نشوونما ان اصول و ضوابط کی رو سے ہوتی ہے جنہیں مستقل اقدار خداوندی کہا جاتا

marfat.com

ہے۔ یہ مستقل اقدار، غیر متبدل اور ابدی ہوتی ہیں جو ہر دور میں بنی نوع انسان کو بذریعہ وحی ملتی رہی ہیں۔ لیکن کسی نہ کسی وجہ سے محفوظ نہ رہ سکیں اور اب آخری بار قرآن کریم میں دی گئیں ہیں جو محفوظ صورت میں بنی نوع انسان کے پاس موجود ہے۔ اگر انسان ان مستقل اقدار خداوندی کے مطابق زندگی بسر کرے تو اس کی ذات کی نشوونما ہو جاتی ہے اور اگر وہ ان سے انحراف کرے تو اس کی ذات میں ضعف یا انتشار پیدا ہو جاتا ہے۔ قرآن کی رو سے وہ مستقل اقدار خداوندی جن کی رو سے انسانی ذات کی نشوونما ہوتی ہے، متعدد ہیں لیکن ان سب میں ایک مستقل قدر ایسی ہے جس کے گرد باقی تمام اقدار گردش کرتی ہیں۔ یہ قدر ہے رب العالمین۔ یعنی تمام کائنات کی ربوبیت۔

قرآن کریم کی سب سے پہلی آیت میں ہے۔

الحمد لله رب العالمین لا ○(1/2)

"ہر قسم کی حمد و ستائش اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام کائنات کی ربوبیت کا ذمہ دار ہے۔"

جب خدا کی یہی صفت ربوبیت، انسانوں کی دنیا میں آئے گی تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ انسانی ذات اسی صورت میں حمد و ستائش کے قابل قرار پائے گی جب وہ تمام نوع انسانی کی نشوونما کا ذریعہ بنے گی۔ فرمایا۔

و ذکر اسم ربه فصلی ط○ (87/15)

"اسی کی ذات حمد و ستائش کے قابل قرار پاتی ہے جو خدا کی صفت ربوبیت کو عملاً" متشکل کرتا، اور زندگی کے ہر گوشے میں اس کے قانون کے پیچھے چلتا ہے۔"

قرآن کریم ایک ایسے معاشرہ کی تشکیل چاہتا ہے جس کے تمام افراد، خدا کی صفت رب العالمینی کے رنگ میں رنگے ہوں۔ یعنی اپنی محنتوں کے ماحصل کو ربوبیت عامہ کے لئے کھلا چھوڑ دینے کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائیں۔

قرآن مجید میں متعدد ایسی آیات موجود ہیں جس میں رب کائنات نے مسلمانوں کو اپنے مال و دولت میں سے انفاق کرنے کی ترغیبات و ہدایات دی ہیں۔

marfat.com

سورہ آل عمران میں ہے۔

لن تنا لوا البر حق تنفقوا مما تحبون وما تنفقوا من شی فان الله به علیم (3/91)

"(اے امت مسلمہ!) اگر تم زندگی کی وسعتیں اور کشاد چاہتے ہو تو اس کا طریق یہ ہے کہ مال و دولت میں سے جو چیزیں تمہیں سب سے زیادہ عزیز ہوں انہیں صرف اپنے لئے سمیٹ کر نہ رکھو بلکہ نوع انسان کی ربوبیت کے لئے کھلا رکھو۔ جو کچھ تم اس طرح ربوبیت عامہ کے لئے صرف کرو گے' خدا کو اس کا علم ہو گا۔ اس لئے تمہارا کوئی عمل نظرانداز نہیں ہونے پائے گا۔"

جو مال و دولت دوسروں کی نشوونما کے لئے کھلا رکھا جائے وہ درحقیقت انفاق کرنے والے کی اپنی ہی ذات کے کام آتا ہے۔ فرمایا۔

وانفقوا اخیرا الا نفسکم ط و من یوق شع نفسه فاولیک هم المفلحون ○ (64/16)

"انفاق یعنی اپنے مال و دولت کو ربوبیت عامہ کے لئے کھلا رکھنے میں بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ ہم دوسروں کے لئے خرچ کر رہے ہیں لیکن یہ درحقیقت اپنی ذات کے لئے خرچ کرنا ہوتا ہے اس سے تمہاری نگاہوں میں ایسی کشاد پیدا ہو جائے گی جس سے تم اس کوشش میں نہیں لگے رہو گے کہ دوسروں کو پیچھے دھکیل کر خود آگے بڑھ جاؤ اور اس طرح سب کچھ اپنے لئے سمیٹ لو --- مفاد خویش کی تنگ نظری انسان کو یہی سکھاتی ہے کہ کھیتی اسی کی سرسبز ہوتی ہے جو دوسروں کی پرواہ کئے بغیر' اپنے کھیت کو سیراب کرے اور ہمارا قانون ربوبیت یہ ہے کہ کھیتیاں ان کی پروان چڑھتی ہیں جو دوسروں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دیں۔"

"انفاق فی سبیل اللہ" کو کھیتی کی مثال کے ذریعے سمجھاتے ہوئے قرآن نے کہا۔

مثل الذین ینفقون اموالهم فی سبیل الله کمثل حبته انبتت سبع سنابل فی کل سنبلته مائته حبته ط والله یضعف لمن یشاء ط والله

marfat.com

واسع عليم ○ الذين ينفقون اموالهم في سبيل الله ثم لا يتبعون ما انفقوا منا ولا اذى لهم اجرهم عند ربهم ج ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون ○ (2/261-262)

نظام خداوندی کے قیام کے لئے اپنی محنت کی کمائی کو کھلا رکھنا' درحقیقت بیج ڈال کر کھیتی اگانا ہے۔ ظاہر بین نگاہیں دیکھتی ہیں کہ بیج کا دانہ مٹی میں مل کر ضائع ہو گیا لیکن کسان کی دوررس نگاہوں کو نظر آتا ہے کہ اس ایک دانہ میں کس قدر بالیں پیدا ہوں گی اور ہر بال میں کس طرح سینکڑوں دانے ہوں گے۔ اس طرح اللہ کا قانون مشیت ہر اس قوم کے لئے جو اس پر عمل پیرا ہو' ایک ایک کے سو سو کر کے دیتا ہے۔ اس لئے کہ خدا کا قانون بڑی فراخیاں اپنے اندر رکھتا ہے اور یکسر علم و حقیقت پر مبنی ہے۔ جو لوگ نظام خداوندی کے قیام کے لئے اپنی کمائی کو کھلا رکھتے ہیں اور اس کے بعد انہیں اس کا خیال تک بھی نہیں آتا کہ اس سے انہوں نے کسی پر احسان کیا ہے' اور نہ ہی وہ اس سے دوسروں کے لئے خواہ مخواہ کی مصیبت بن جاتے ہیں تو یہ وہ لوگ ہیں جن کی محنتوں کا معاوضہ اور قربانیوں کا صلہ' اس نظام کے قیام کی شکل میں ملتا ہے جس میں انہیں نہ کسی خارجی خطرہ کا خوف رہتا ہے اور نہ داخلی کشمکش یا احتیاج کے خیال سے غمگینی اور افسردگی۔ (مفہوم القرآن - از - پرویز)

انفاق سے متعلقہ ہدایات

○۔۔۔ انفاق کرتے وقت ذاتی مفاد پرستی کے جذبات سے محفوظ رہنے کی ضرورت ہے۔

الشيطن يعدكم الفقر ويامركم بالفحشاء ج والله يعدكم مغفرة منه وفضلا ط والله واسع عليم لا ○ (2/268)

اس مقام پر یہ بھی سمجھ لو کہ تمہارے انفرادی مفاد کے خیالات تمہیں یہ کہہ کر ڈرائیں گے کہ اگر تم نے سب کچھ دوسروں کے لئے دیدیا تو تم مفلس

marfat.com

اور نادار ہو جاؤ گے۔ کل کو تم پر برا وقت آگیا تو کیا کرو گے؟ اس لئے تم اپنا پیسہ اپنے پاس رکھو۔

لیکن یاد رکھو! خدا کا نظام ربوبیت' تمہیں ہر قسم کی احتیاج سے محفوظ رکھنے اور خوشحالی کی زندگی بسر کرانے کی ضمانت دیتا ہے اور یہ ضمانت اس بنا پر دیتا ہے کہ یہ نظام اس خدا کا ہے جو بڑی وسعتوں کا مالک ہے اور اس کی ہر بات علم و حقیقت پر مبنی ہے۔ (مفہوم القرآن - از - پرویز)

○.... انفاق کرتے وقت خیرات کا شائبہ پیدا نہ ہو کہ جس میں دینے والے میں احساس برتری اور لینے والے میں احساس کمتری پیدا ہوتا ہے۔

قول معروف و مغفرة خیر من صدقته یتبعها اذی ط واللہ غنی حلیم (2/263)

جس دینے کے بعد انسان احسان جتا جتا کر دوسروں کے لئے مصیبت بن جائے' اس سے کہیں بہتر ہے کہ وہ عمدہ طریق سے جواب دیدے اور اس طرح دوسروں کو اذیت رسانی سے محفوظ رکھے۔ یاد رکھو! خدا کا نظام نہ تمہارا محتاج ہے اور نہ ہی ایسا کمزور کہ ذرا ذرا سے دھچکوں سے اس کی بنیادوں میں تزلزل آجائے۔ یہ اس خدا کا نظام ہے جو تمام کائنات سے بے نیاز اور اپنی قوتوں میں بڑا مستحکم اور بردبار ہے۔

○.... ریا کاری (دوسروں کی نگاہ میں بڑا بننے) کی خاطر دولت خرچ کرنے کا نتیجہ کچھ نہیں۔

یایھا الذین امنوا لا تبطلوا صد قتکم بالمن و الاذی لا کالذی ینفق ماله راء الناس ولا یو من باللہ و الیوم الاخر ط فمثله کمثل صفوان علیته تراب فاصابه وابل فترکه صلدا ط لایقد دون علی شی ء مسما کسبوا ط واللہ لایھدی القوم الکفرین ○ (2/264)

اے جماعت مومنین! اگر تم نظام خداوندی کے قیام کے لئے کچھ دے کر احسان جتاتے پھرو اور دوسروں کے لئے مصیبت بن جاؤ تو اس سے تمہارا

marfat.com

انفاق تعمیری نتائج کے بجائے تخریبی نتائج پیدا کرنے کا موجب بن جائے گا۔ دیکھنا! تم ایسا نہ کرنا۔ یہ کچھ تو وہی شخص کر سکتا ہے جسے قوانین خداوندی کی صداقت اور مستقبل کی زندگی پر یقین نہ ہو۔ لیکن اس خیال سے کہ میں نے انہی لوگوں میں رہنا ہے' اس لئے ان سے بنا کر رکھنا ضروری ہے' اس مد میں کچھ دے دے۔ اس انفاق کی مثال یوں سمجھو' جیسے کسی سخت چٹان پر یونہی ذرا سی مٹی جم جائے (اور یوں دکھائی دے کہ وہ بڑی عمدہ زمین ہے جس میں اچھی کھیتی اگے گی۔ لیکن) جب اس پر بارش کا ایک تیز سا چھینٹا پڑے تو سب مٹی بہہ جائے اور نیچے چٹان کی چٹان باقی رہ جائے۔ اس طرح (ایک دانہ سے سینکڑوں دانے ملنا تو ایک طرف) فصل کاشت کرنے میں جس قدر محنت صرف ہوئی تھی وہ بھی اکارت چلی جائے یاد رکھو! جو لوگ قوانین خداوندی کی صداقت پر ایمان نہ رکھیں (اور محض لوگوں کے دکھلاوے کے لئے نیک کام' کریں تو) ان پر فلاح و سعادت کی راہیں کشادہ نہیں ہوتیں۔

(مفہوم القرآن - از - پرویز)

○.... انفاق کرتے وقت کسی اور جذبہ کی آمیزش تو ایک طرف' ذرا سی آلائش بھی نہ ہو کیونکہ اس سے انفاق کا عمل رائیگاں چلا جاتا ہے۔

والذین ینفقون اموالھم رئاء الناس وہ یومنون باللہ ولا بالیوم الاخر ط ومن یکن الشیطن لہ قرینا فساء قرینا ○ (4/38)

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو مال و دولت کو خرچ تو کرتے ہیں لیکن اس لئے نہیں کہ وہ خدا کے عالمگیر نظام ربوبیت کی صداقت' قانون مکافات عمل اور موت کے بعد زندگی کے مسلسل آگے بڑھنے پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ محض لوگوں میں اپنی نمود و نمائش کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ اس کا جذبہ محرکہ اپنے ایغو کی تسکین ہوتا ہے اور بس۔ سو ظاہر ہے کہ جس عمل کی بنیاد اس قسم کے پست جذبات پر ہو' اس کا نتیجہ کس طرح خوشگوار ہو سکتا ہے؟

marfat.com

وما ذا علیھم لو امنوا باللہ والیوم خر و انفقوا مسمار زقھم اللہ ط وکان اللہ بھم علیما ○ (4/39)

یہ محض نگاہ کا پھیر اور پست ذہنیت کا مظاہرہ ہے۔ ورنہ اگر یہ لوگ خدا کی متعین کردہ مستقل اقدار کی صداقت اور قانون مکافات پر یقین رکھتے اور دولت کو انہی مقاصد کے لئے صرف کرتے' نہ کہ اپنی نمود کی خاطر' تو ان پر کونسی قیامت ٹوٹ پڑتی؟ لیکن خدا کو خوب علم ہے کہ انسان کس جذبہ کے ماتحت کوئی کام کرتا ہے۔

ان اللہ لایظلم مثقال ذرہ وان تک حسننہ یقعفھا ویوت من لدنہ اجرا عظیما ○ (4/40)

اور چونکہ ہر عمل' اس مقصد کے مطابق نتیجہ پیدا کرتا ہے جس کے لئے وہ کیا جائے' اس لئے جو لوگ اپنی نمود و نمائش کے لئے دولت خرچ کرتے ہیں' اگر میزان خداوندی میں ان کے اس عمل کا کوئی وزن نہیں ہوتا تو یہ ان پر ظلم و زیادتی نہیں ہوتی۔ اللہ کسی پر ذرہ برابر ظلم اور زیادتی نہیں کرتا۔ انہوں نے لوگوں کو دکھانے اور ان میں بڑا بننے کے لئے یہ کچھ کیا۔ ان کا مقصد حاصل ہو گیا۔ اگر ان کا مقصد قانون خداوندی کی اطاعت ہوتا تو یہ ایسا حسن عمل تھا جس کا بدلہ ان کے صرف کردہ مال سے کئی گنا زیادہ ملتا۔ اس سے معاشرہ میں خوشگوار نتائج پیدا ہوتے اور ان کی اپنی ذات کی نشوونما ہوتی۔ یہ ہے وہ اجر عظیم جو قانون خداوندی کی رو سے ملتا ہے۔

(مفہوم القرآن - از - پرویز)

○.... انفاق کا جذبہ محرکہ "لوجہ اللہ" ہو کچھ اور نہ ہو۔

وما تنفقوا من جبر فلا نفسکم ط وما تنفقون الا ابتغاء وجہ اللہ ط وما تنفقوا من خیر یوف الیکم وانتم لا تظلمون ○ (2/272)

جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے اس کا فائدہ خود تمہاری اپنی ذات کو ہو گا بشرطیکہ یہ کچھ قانون خداوندی کے مطابق نظام ربوبیت کی تشکیل کے لئے خرچ کیا

marfat.com

جائے۔ اس کا جذبہ محرکہ کچھ اور نہ ہو۔ یوں جو کچھ تم خرچ کرو گے' وہ تمہیں پورا پورا واپس مل جائے گا۔ اس میں ذرہ برابر کمی نہیں ہو گی۔

○.... حرام کمائی سے "انفاق فی سبیل اللہ" ناجائز ہے۔

یایھا الذین امنوا انفقوا من طیبت ماکسبتم و مما اخرجنالکم من الارض (2/267)

اے ایمان والو! تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہو یا زمین کی پیداوار' اس میں طیب (پاکیزہ) کمائی کا انفاق کرو۔

○.... انفاق کے لئے افراط و تفریط سے بچ کر اعتدال کی راہ اختیار کی جائے۔

والذین اذا انفقو الم یسرفوا ولم یقترو ا دکان بین ذلک قوا ماہ

(25/67)

یہ لوگ اپنی ضروریات سے زائد دولت کو نوع انسان کی نشوونما کے لئے کھلا رکھتے ہیں (2/219) لیکن اس متاع کو اس نظم و ضبط کے ساتھ صرف کرتے ہیں کہ نہ کہیں ضرورت سے زیادہ خرچ ہو جائے اور نہ ہی کسی کی ضرورت رکی رہے۔ وہ افراط و تفریط سے بچ کر اعتدال کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

○.... ربوبیت عامہ کے لئے انفاق کی صورت یہ ہونی چاہئے کہ :

لانرید منکم جزاء و لا شکورا (76/9)

نہ ستائش کی تمنا نہ صلہ کی امید۔

نوع انسانی کی ربوبیت کیلئے اپنے مال و دولت کو کھلا رکھنے کا صلہ یہ ہے کہ

تثبیتا من انفسھم (2/265)

اس سے انسان کی ذات میں پختگی پیدا ہو جاتی ہے۔

لترلبن طیقا عن طبق ○ (84/19)

"جس سے یہ پھر اخروی زندگی کی مزید ارتقائی منازل طے کرنے کے قابل ہو جاتی ہے"۔

علامہ اقبالؒ نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

marfat.com

زندگانی ہے صدف قطرہ نیساں ہے خودی
وہ صدف کیا کہ جو قطرے کو گہر کر نہ سکے
ہو اگر خود نگر و خود گر و خود گیر خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے

تصریحات بالا سے واضح ہے کہ وہ افراد جن کا قرآنی تصور حیات پر ایمان ہو گا۔ ان کی ہر ممکن کوشش ہو گی کہ وہ اپنے مال و دولت میں سے زیادہ سے زیادہ نوع انسانی کی ربوبیت کے لئے کھلا رکھیں تاکہ ان کی ذات کی نشوونما ہو جائے اور اس طرح وہ حیات جاوداں حاصل کر لیں۔

marfat.com

قانون مکافات عمل

خدا کا وہ قانون جس کی رو سے انسان کا ہر عمل، ارادہ، حتیٰ کہ دل میں گزرنے والا خیال تک بھی اپنا نتیجہ مرتب کئے بغیر نہیں رہتا' قانون مکافات عمل کہلاتا ہے۔

سورہ النجم میں ہے کہ کائنات کا یہ محیرالعقول سلسلہ اس لئے سرگرم عمل ہے کہ انسان کے ہر عمل کا صحیح صحیح نتیجہ مرتب ہوتا چلا جائے۔

ولله ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض لا لیجزی الذین اساء والبما عملوا و یجزی الذین احسنوا بالحسنٰی ج○

"کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے' سب خدا کے پروگرام کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل ہے اور اس سے مقصد یہ ہے کہ جو لوگ غلط روش زندگی اختیار کریں انہیں ان کے کاموں کا بدلہ ملے اور جو لوگ حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کریں انہیں اس کا خوشگوار بدلہ ملے"۔

اس مقصد کے لئے ساری کائنات میں "خدا کے لشکر" (48/4) موجود ہیں جو ایک ایک فرد کے اعمال کی نگرانی کرتے اور اسے اس کے انجام تک پہنچاتے ہیں۔

سورہ الرعد میں ہے۔

علم الغیب والشھادۃ الکبیر المتعال ○ سوآء منکم من اسرالقول ومن جھر بہ و من ھو مستخف بالیل و سارب بالنھا ○ لہ معقبت من بین یدیہ و من خلفہ یحفظونہ من امراللہ (13/9-11)

خدا جانتا ہے جو کچھ تمہاری نگاہوں کے سامنے ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے۔ اس کا قانون مکافات بڑی قوتوں کا مالک ہے اور ایسے بلند مقام پر متمکن کہ اس

marfat.com

تک کسی کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا جو اس میں کسی قسم کا ردو بدل کرسے۔ اس کے قانون کی نگاہ اس قدر باریک میں ہے کہ تم میں سے کوئی شخص کسی بات کو چھپائے یا ظاہر کرے۔ کوئی شخص دن کی روشنی میں چلے پھرے یا رات کی تاریکیوں میں کچھ کرے۔ اس کے نزدیک سب یکساں ہے۔ ہر انسان کے آگے اور پیچھے ایسی نگران قوتیں متعین ہیں جو اس کے ہر عمل کا پیچھا کر کے اسے اس کے نتیجہ تک پہنچا دیتی ہیں اور یوں انسان کا ہر عمل خدا کی تعبیر کے مطابق محفوظ ہو جاتا ہے۔"

اس ریکارڈ کا نام وہ اعمالنامہ ہے جو ہر فرد کے ساتھ چپکا رہتا ہے۔

وکل انسان الزمنه طیره فی عنقه ط ونحرج له یوم القیمته لتبا یلقه منشورا ○ اقرا لتیک ط کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا ط ○ (17/13-14)

"ہر انسان کا اعمالنامہ مرتب ہو کر اس کی گردن میں لٹکا رہتا ہے۔ یہ لپٹی ہوئی کتاب ظہور نتائج کے وقت کھل کر سامنے آجائے گی اور اس انسان سے کہا جائے گا کہ تو اپنی کتاب آپ پڑھ' تمہارا حساب کرنے کے لئے باہر سے کسی محاسب کے بلانے کی ضرورت نہیں۔ خود تمہاری اپنی ذات' تمہارا محاسبہ کرنے کے لئے کافی ہے"۔

مومن کو اس کا یقین ہوتا ہے اور اسی سے وہ غلط اقدامات سے بچتا ہے۔ اسی لئے وہ ظہور نتائج کے وقت کہے گا کہ مجھے اس کا ہر وقت خیال رہتا تھا کہ انی ملق حسابیه ج○ (69/20) میرا حساب میرے سامنے آئے گا۔ اس کے برعکس جہنم میں جانے والا اپنے حساب کا پرت دیکھ کر چیخ اٹھے گا کہ یلیتنی لم اوت کتبیه ج○ ولم ادرما حسابیه ج○ (69/26)۔ اے کاش! یہ حساب کا پرت مجھے نہ دیا جاتا اور مجھے معلوم ہی نہ ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے! یہ ہیں وہ لوگ جن کی نگاہ ہمیشہ مفاد عاجلہ پر رہتی ہے۔ یعنی ان کا مسلک یہ ہوتا ہے کہ جس طریق سے بھی ہو سکے' دنیاوی مفاد حاصل کر لئے جائیں اور جب انہیں یہ مفاد حاصل ہو جاتے ہیں تو وہ مطمئن ہو جاتے ہیں کہ زندگی کا مقصد حاصل ہو گیا ہے۔

ان الذین لا یرجون لقاء ناور ضوابالحیوة الدنیا و اطما نوابها والذین

marfat.com

هم عن ایتنا غفلون لاO (10/7)

"جو لوگ ہمارے سامنے آنے کی توقع نہیں رکھتے اور مفاد دنیا ہی کو مقصود حیات سمجھ کر اس پر مطمئن ہو جاتے ہیں' وہ جائز اور ناجائز کی پرواہ ہی نہیں کرتے اور قوانین خداوندی کو پس پشت ڈال دیتے ہیں"۔

یہ لوگ اپنی مفاد پرستیوں کے نشہ میں بدمست' اپنی غلط روی میں آنکھیں بند کر کے آگے ہی آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں (10/11)۔ انہیں جائز اور ناجائز کی تلقین بڑی ناگوار گزرتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں کہ ہم سے کوئی باز پرس کرنے والا ہے۔ (انهم کانوا لاجون حسابا (78/27) حالانکہ خدا کا قانون مکافات ان کی گھات میں ہوتا ہے (ان جهنم کانت مرصادا 78/21) وہ نہایت اطمینان سے اپنی سرکشی اور جرائم پیشگی میں آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں تاآنکہ ان کے اعمال کے نتائج کے ظہور کا وقت آ جاتا ہے اور مکافات عمل کی محکم گرفت انہیں اس طرح اچانک دبوچ لیتی ہے کہ ان کے ذہن میں ہی نہیں آتا کہ ہوا کیا؟ (فیا تیهم بغتته و هم لایشعرون 26/202) یہ عذاب ایسے مقام سے آتا ہے جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ (واتهم العذاب من حیث لایشعرون (16/26) وہ اسے دیکھ کر بھاگنا چاہتے ہیں (فلما احستوابا سنا اذ هم منها یرکغون 21/12) لیکن انہیں آواز دی جاتی ہے کہ لاتر کضوا مت بھاگو۔ تم بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے (وارجعو الی ما اترفتم فیه دمساکنکم) تم پلٹ کر وہیں چلو جہاں تم نے ہر جائز و ناجائز طریقے سے دولت سمیٹ کر اپنے عیش و عشرت کا سامان اکٹھا کیا تھا۔ چلو انہی محلات میں جن کی تزئین و آرائش غریبوں کے خون جگر کی رنگینی سے کی گئی تھی۔ (لعلکم تسئلون 21/13) وہاں چلو تاکہ تم سے پوچھا جائے کہ یہ کچھ کس کی محنت سے بنا تھا اور تمہارا اس پر کیا حق تھا؟ تم سمجھتے تھے کہ تمہیں تمہاری ظلم کوشیوں اور عیش سامانیوں کے متعلق کوئی پوچھنے والا ہی نہیں۔ آج تم سے ان سب کے متعلق پوچھا جائے گا (ثم لتسئلن یومیذ عن النعیم 102/8) تم دولت کے انبار در انبار اکٹھے کرتے چلے جاتے تھے (انم کانوا قبل ذالک منسرفین 56/45) اور اپنی سرکش اور

marfat.com

جرائم پیشگی پر مصر تھے۔ (وکانوا یصرون علی الجنت العظیم 56/46) بجائے اس کے کہ تمہیں ارتکاب جرائم پر شرم آئے تم اپنی کامیابیوں اور کامرانیوں پر خوشیاں منانے اور اپنی دست درازیوں پر فخر کرتے تھے۔ (ذالکم بما کنتم تفرحون می الارض بغیر الحق وبما کنتم تمرحون (40/75) تم سے کہا گیا تھا کہ تم اپنی فاضلہ دولت سے غریبوں اور محتاجوں کی روزی کا بندوبست کرو لیکن تمہیں یہ اپنا فریضہ کبھی بھولے سے بھی یاد نہ آیا۔ غریب اور نادار فاقوں مر رہے تھے لیکن تمہیں ان کا کبھی خیال تک نہ آتا تھا۔ (ولم نک نطعم المسکین 74/44) تم انہیں محض اپنی باتوں سے خوش کر دیا کرتے تھے۔ تم سمجھتے تھے کہ محض باتیں بنانے سے تم اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جاؤ گے۔ (وکنا نخوض مع الخالعین 74/45)۔ تم عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ایک تنکا بھی نہیں توڑا کرتے تھے لیکن چاہتے یہ تھے کہ لوگ تمہاری تعریف و توصیف کے سپاسنامے تمہاری خدمت میں پیش کریں اور زندہ باد کے نعروں سے آسمان کو تھرتھرا دیں۔ (ویعبون ان یعغمه و ابما یفعلوا 3/87) تم لوگوں کی فلاح و بہبود کی بجائے دولت سمیٹنے کی فکر میں غلطاں و پیچاں رہتے تھے اور جو کچھ ہاتھ لگتا اسے تجوریوں میں جمع کر کے اس پر تالے نہیں مہریں لگا دیا کرتے تھے۔ (وجمع فاوعی 70/19) ہوس اقتدار اور خواہش زر اندوزی میں تم ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانا چاہتے تھے اور اس میدان مسابقت کا کوئی آخری کنارہ ہی نہ تھا جہاں پہنچ کر تم رک جاتے (التکاثر حتی زر تم المقابر 2-1/102) تم اس نشہ میں اس قدر بدمست ہو رہے تھے کہ تمہیں اس کا احساس تک نہیں ہوتا تھا کہ جو کچھ تم اس طرح جمع کرتے چلے جاتے ہو وہ مال و دولت نہیں، جہنم کی آگ ہے جس سے تم اپنے پیٹ بھر رہے ہو۔ (اولئک ما یا کلون فی بطو نهم الا لنار 2/174) اگر تمہاری آنکھوں پر سے ذرا بھی پردے سرک جاتے تو تم جہنم کی آگ کا فورا" مشاہدہ کر لیتے۔ (لترون الجعیم تم نز ونها عین الیقین 7-6/102) اس لئے کہ یہ جہنم کہیں دور نہ تھی۔ تمہیں چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھی۔ (و از جھنم لمعیطته بالکفرین 49/9) تم ایک ثانیہ کے لئے بھی اس کی نظروں سے اوجھل نہیں ہوئے تھے۔ (وما هم

marfat.com

عنها بغائبین 82/16) تم دولت سمیٹ سمیٹ کر اپنے بینک بیلنس کا حساب کیا کرتے تھے۔ (جمع مالا و عدده 104/2)۔ اور مطمئن تھے کہ یہ دولت تم پر کوئی آنچ نہیں آنے دے گی۔ (یحسب ان ماله اخلده 104/3) اب دیکھو کہ یہی نوٹوں کے بنڈل کس طرح وہ آگ بھڑکاتے ہیں جس کے شعلے تمہارے دلوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے (نار الله الموقدة التی تطلع علی لافدة 7-6/104)۔ اب اس آگ میں ان روپوں کو تپایا جائے گا جو تمہاری تحویل میں اس لئے دیئے گئے تھے کہ تم انہیں فلاح عامہ کے لئے صرف کرو لیکن تم نے انہیں باوا کی میراث سمجھ کر اپنے خزانے بھر لئے۔ انہیں تپایا جائے گا اور ان سے تمہیں داغ دیا جائے گا (یوم یحمٰی علیها ف نار جهنم فتلوی بها جبا هم و جنوبهم وظهود هم هذا ماکسنتر تم لانفسکم فنو قواما کنتم تکنزون 9/35) یہ اس لئے کہ اس کلنک کے ٹیکے سے تم دور سے پہچانے جاؤ کہ تم جرائم پیشہ ہو اور کسی شریف معاشرے میں رہنے کے قابل نہیں۔ (یعرف المجرمون بسیمهم 55/41) تم کام تو کرتے تھے مجرموں والا لیکن معاشرے میں بڑے شریف اور معزز بنے رہتے تھے۔ اب تمہارا حقیقی چہرہ جس پر ذلت اور رسوائیوں کی سیاہی چھا رہی ہے' بے نقاب ہو جائے گا۔ (وترهقهم ذلته .... کانما اعشیت و جو ههم قطعا من اللیل مظلما 10/27) اور تمہیں اس سے کہیں پناہ نہیں مل سکے گی۔ (مالهم من الله من عاصم 10/27) تم اگر چاہو کہ دنیا بھر کی دولت دے کر بھی اپنے کئے کی سزا سے بچ جاؤ تو ایسا نہیں ہو سکے گا۔ نہ ہی تمہاری جگہ تمہارا کوئی عزیز رشتہ دار تمہاری سزا بھگت سکے گا۔ جس نے کیا ہے اسی کو بھگتنا پڑے گا (یود المجرم لویفتدی من عذاب یومیذ ببنیه و صا حبته و اخیه و فصیلته التی تویه من فی الارض جمیعا ثم ینجیه کلا 15-11/70) نہ ہی کسی کی سفارش چل سکے گی (فما تنفعهم شفاعته الشافعین 74/48) تم یہ نہ سمجھو کہ جو کچھ تم نے کیا ہے اس کا ہمیں ثبوت نہیں ملے گا۔ تمہارا اعمال نامہ تمہارے سامنے ہے اسے خود پڑھ لو (اقراء کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا 17/14)۔

اس کے برعکس جو لوگ خدا کے قانون مکافات کی رو سے اپنے اعمال کے ان

marfat.com

دیکھے نتائج کو اپنی نگاہوں کے سامنے رکھتے ہیں اور غلط اعمال کے عواقب سے خائف رہتے ہیں' ان کے لئے ہر قسم کی تباہیوں سے بچنے کا سامان ہے اور ان کی محنتوں کے نہایت شاندار نتائج ہیں۔ (ان الذین یخشون ربھم بالغیب لھم منفرۃ و اجر کبیر ○ 67/12)۔

انسانی دنیا میں جہاں ہر فرد کے اعمال کے نتائج خدا کے قانون مکافات کے مطابق مرتب ہوتے ہیں وہاں اقوام کا مستقبل بھی اسی کی رو سے متعین ہوتا ہے۔ سورہ یٰسین میں ہے۔

الم یرو اکم اتھلکنا قبلھم من القرون انھم الیھم لا یرجعون ○ و ان کل لما جمیع لدینا محضرون ع○ (36/31-32)

"کیا یہ لوگ اس حقیقت پر غور نہیں کرتے کہ ان سے پہلے کتنی قومیں تھیں جنہیں ہم نے تباہ کر دیا' اس لئے کہ وہ ان لوگوں کی طرف رجوع نہیں کرتی تھیں جو انہیں قوانین خداوندی کی طرف دعوت دیتے تھے بلکہ ان کی ہنسی اڑاتی تھیں۔ لہٰذا' اقوام سابقہ ہوں یا قوم مخاطب' ان سب کو اپنے انجام و مال کے لئے ہمارے قانون مکافات کے سامنے حاضر ہونا ہے"۔

قرآن نے بتایا ہے کہ خدا کے قانون مکافات کی رو سے وہ نظام جس میں دوسروں کی محنت کو لوٹا کھسوٹا جائے' جس میں کمزوروں اور ناتوانوں کو ہدف جور و ستم بنایا جائے' جس میں سلب و نہب اور استحصال قوم کا غالب شعار ہو' وہ نظام کبھی قائم نہیں رہ سکتا۔ وہ نظام بھی نیست و نابود ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ اس کی حامل قوم بھی تباہ و برباد۔ قرآن اس دعاوی کی تائید میں اقوام گزشتہ اور امم سابقہ کے احوال و ظروف بیان کرتے ہوئے ہر صاحب علم و بصیرت کو دعوت غور و فکر دیتا ہے کہ جب انہوں نے اپنے ہاں ظلم پر مبنی نظام معیشت قائم کیا تو وہ تباہ و برباد ہو گئیں' تو کیا وہی روش زندگی آج بھی اسی قسم کا نتیجہ پیدا نہ کرے گی؟

سب سے پہلے قوم عاد کو لیجئے جس کی طرف حضرت ہودؑ مبعوث ہوئے تھے۔ اس قوم کو رزق کی کس قدر فراوانیاں حاصل تھیں اور اس کے بل بوتے پر انہوں نے

marfat.com

خلق خدا پر کس طرح گوشہ عافیت تنگ کر رکھا تھا' اس کے ضمن میں قرآن کریم میں ہے۔

اتبنون بکل ریح ایتہ تعبثون لاO تتخذون مصانع لعلکم تخلدون جO و اذا بطشتم بطشتم جبارین جO فاتقواللّٰہ واطیعون جO واتقو الذی امد کم بما تعلمون جO امد کم بانعام وبنین جO و جنت وعیون جO انی اخاف علیکم عذاب یوم عظیم طO (26/128-135)

(مفہوم) "حضرت ہودؑ نے ان سے کہا کہ ذرا دیکھو کہ تمہیں اس وقت سامان زیست کس قدر فراواں حاصل ہے۔ مال مویشی کی کثرت' قبیلے کے افراد کی بہتات' لہلہاتے باغات' ان کی سیرابی کے لئے آب رواں کے چشمے۔ (یہ سب خدا کے عطا کردہ ذرائع رزق ہیں جسے اس نے تمام انسانوں کی پرورش کے لئے پیدا کیا تھا۔ لیکن تم اسے کمزوروں اور ناداروں پر ظلم کرنے کے لئے استعمال کرتے ہو 26/130)۔ تمہاری حالت یہ ہے کہ تم اپنی بڑائی کے اظہار کے لئے اونچی اونچی پہاڑیوں پر' اس قسم کے میموریل (یادگاریں) بناتے ہو جن کا کوئی مصرف نہیں۔ (ان سے بھلا نوع انسانی کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟)۔ اور تم طرح طرح کے ساز و سامان (اور اسلحہ وغیرہ) بناتے ہو (اس لئے نہیں کہ اس سے ظلم کی روک تھام کرو' بلکہ) اس لئے کہ کمزوروں پر تمہارے آہنی پنجے کی گرفت ڈھیلی نہ ہونے پائے اور تمہارا غلبہ و اقتدار اور جور و استبداد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائم رہے۔ تم اس روش کو چھوڑ دو اور قوانین خداوندی کی نگہداشت کرو۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر تم نے یہ روش نہ چھوڑی تو تم پر سخت تباہی آجائے گی"۔

اس طبقہ کی طرف سے پھر اس کا جو ردعمل سامنے آیا اس کا ذکر کرتے ہوئے قرآن نے کہا۔

قالوا سوآء علینا اوعظت امرلم تکن من الواعظین لاO ان ھذا الاخلق الاولین لاO وما نحن بمعذبین جO فکذبوہ فاھلکنھم ط 139-26/136)

(انہوں نے یہ سب کچھ سنا اور نہایت طنز اور حقارت سے کہا کہ آپ کے اس وعظ کا شکریہ! ہمیں اس کی ضرورت نہیں) ہمارے لئے تمہارا وعظ و نصیحت کرنا یا نہ

marfat.com

کرنا' برابر ہے۔(خدا' اس کا قانون مکافات' تباہیوں اور بربادیوں کا عذاب' جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو' دھمکاتے ہو' یہ سب) پرانے زمانے کے لوگوں کے من گھڑت افسانے ہیں۔ ہم پر کوئی تباہی نہیں آئے گی۔ چنانچہ اس طرح انہوں نے ہودؑ کی ایک ایک بات کو غلط بتایا اور جھوٹ ٹھیرایا۔ نتیجہ اس کا یہ کہ ہمارے قانون مکافات نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔"

وہ کوئی جاہل اور گنوار قوم نہیں تھی۔ ان کے پاس۔

"سننے کے لئے کان' دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سمجھنے سوچنے کے لئے دل و دماغ تھے۔ لیکن جب انہوں نے قوانین خداوندی کی اس طرح مخالفت کی تو ان کی سماعت و بصارت و قلب' ان کے کسی کام نہ آئے۔ ان کا علم و عقل انہیں تباہی سے نہ بچا سکا۔ جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ (46/26)۔

------------O------------

قوم عاد کے بعد ہمارے سامنے قوم ثمود آتی ہے جس کی طرف حضرت صالحؑ دعوت انقلاب لے کر آئے تھے۔ وہ زمانہ گلہ بانی کا تھا۔ معیشت کا مدار مویشیوں پر تھا۔ اور ان مویشیوں کی زندگی کا مدار چراگاہوں اور پانی کے چشموں پر تھا۔ اس قوم کے بالا دست طبقہ نے ان ذرائع پرورش کو اپنی ملکیت میں لے رکھا تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ کمزوروں کے جانوروں کو ان میں گھسنے نہیں دیا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت صالحؑ نے ان کی اس باطل روش کے خلاف اعلان انقلاب کیا۔

سورہ اعراف میں ہے :۔

والی ثمود اخا هم صلحا قال یقوم اعبد والله مالکم من اله غیره ط قد جاء تکم بینته من ربکم ط هذه ناقته الله لکم ایته فذ روها تاکل فی ارض الله ولا تمسوها بسوء فیاخذ لم عذاب الیم ○ (7/73)

اسی طرح ہم نے قوم ثمود کی طرف' ان کے بھائی بندوں میں سے صالحؑ کو بھیجا۔ اس نے بھی ان سے یہی کہا کہ تم صرف قوانین خداوندی کی اطاعت کرو۔ اس کے سوا کوئی قوت ایسی نہیں جس کی محکومیت اختیار کی جائے۔ تمہارے پاس' تمہارے

marfat.com

نشوونما دینے والے کی طرف سے، واضح دلائل و قوانین آ چکے ہیں۔ (اس وقت تمہارے معاشرہ کی کیفیت یہ ہے کہ تم نے خدا کی طرف سے دیئے ہوئے سامان زیست —— چراگاہوں، نخلستانوں، پانی کے چشموں وغیرہ —— کو بڑے بڑے لوگوں کی ملکیت قرار دے رکھا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ غریب آدمی اور ان کے مال مویشی سب تمہارے رحم و کرم پر جیتے ہیں۔ خدا کے نظام ربوبیت کا تقاضا یہ ہے کہ رزق کے سرچشمے ہر ایک کے لئے حسب ضرورت کھلے رہیں اور سب کے جانور، اپنی اپنی باری پر ان سے سیراب ہوں۔ (26/155-156) 91/13۔ (وہ اس پر رضامند ہو گئے تو صالحؑ نے ان سے کہا کہ اس بات کا عملی ثبوت، کہ تم واقعی اپنے اقرار پر کاربند رہو گے، یہ ہے کہ) یہ ایک اونٹنی ہے جس کے متعلق یہ سمجھو کہ یہ کسی کی ملکیت نہیں —— خدا کی زمین اور خدا کی اونٹنی —— میں اسے کھلا چھوڑتا ہوں کہ یہ چراگاہ میں چرے۔ اگر تم نے اسے آزاد چرنے دیا تو یہ اس بات کی نشانی ہو گی کہ تم اپنے عہد پر پابند ہو۔ اگر تم نے اسے کوئی تکلیف پہنچائی تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ تم میرے تجویز کردہ معاشی پروگرام پر کاربند نہیں رہ سکتے۔ اس کا نتیجہ تمہارے لئے الم انگیز تباہی ہو گا۔

نعقرو الناقتہ و عتواعن امر ربھم وقالوا یصلح ائتنا بماتعد نالن کنت من المرسلین ○ (7/77)

(قوم کے سرمایہ داروں نے ماننے کو تو اسے مان لیا لیکن جب دیکھا کہ غریبوں کے مویشی اور ان کے جانور سب برابر کر دیئے گئے ہیں تو ان کے سینوں میں حسد و رقابت کی آگ بھڑک اٹھی) انہوں نے غم و غصہ سے پاگل ہو کر اس اونٹنی کو مار ڈالا اور یوں ثابت کر دیا کہ وہ خدا کے نظام ربوبیت کی مخالفت سے باز نہیں آئیں گے۔ اور صالحؑ سے کہا کہ اگر تم واقعی خدا کے پیغمبر ہو تو جس عذاب کی تم دھمکی دیتے ہو، اسے لا کر دکھاؤ۔

واخزالذین ظلموا الصیحتہ فاصبحوا فی دیار ھم جثمین ○ کان لم یغنوا فیھا ط (11/67-68)

اور ان سرکش لوگوں کو ایک زور کی کڑک (اور زلزلہ 7/78) نے آلیا۔ اور

marfat.com

وہ اپنے گھروں میں بے حس و حرکت پڑے رہ گئے۔ اور وہ گھر اس طرح ویران ہو گئے گویا یہ لوگ ان میں کبھی بسے ہی نہ تھے۔ (مفہوم القرآن۔ از ۔ پرویز)

اسی طرح قوم مدین کی طرف، حضرت شعیبؑ مبعوث ہوئے۔ اس قوم کی معیشت گلہ بانی بھی تھی اور کاروباری بھی۔ ان کے زرعی نظام کی کیفیت کیا تھی؟ اس کا اندازہ حضرت موسیٰؑ کے اس واقعہ سے لگائیے جو اس بستی سے باہر پیاؤ پر پیش آیا:۔

ولما و ردماء مدین وجد علیه امته من الناس یسقون آ ووجدمن دونهم امراتین قنودن ج قال ماخطبکما ط تالتاه نستفعی حتی یصر رالرعاء و ابونا شیخ کبیبرO (28/23)

جب وہ (موسیٰؑ) مدین کے پیاؤ پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ کچھ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں۔ لیکن کچھ دور، دو لڑکیاں ہیں جو اپنی بکریوں کو روک رہی ہیں کہ وہ پیاؤ کی طرف بڑھنے نہ پائیں۔ موسیٰؑ نے ان لڑکیوں سے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ دوسرے لوگ اپنی بکریوں کو پانی پلا رہے ہیں۔ تمہاری بکریاں پیاس کی وجہ سے، پانی کی طرف دوڑ دوڑ کر آنا چاہتی ہیں۔ لیکن تم انہیں روک رہی ہو کہ وہ پانی کی طرف نہ جانے پائیں!

انہوں نے کہا کہ جب تک یہ چرواہے اپنی بکریوں کو پانی پلا کر نہ لے جائیں، ہم اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلا سکتیں۔ (اس لئے کہ یہ لوگ بڑے بڑے جتھوں کے مالک اور صاحب قوت ہیں اور ہمارا کوئی آدمی نہیں) صرف ایک باپ ہے جو بہت بوڑھا ہے۔ (مفہوم القرآن۔ از ۔ پرویز)

فسقی لهما ثم تولی الی الظل (28/24)

(موسیٰؑ بالا دستوں کی اس دھاندلی اور اور کمزوروں کی بے بسی کو کس طرح برداشت کر سکتا تھا؟) وہ اٹھا اور ان غریب لڑکیوں کی بکریوں کو ہانک کر گھاٹ پر لے گیا اور انہیں پانی پلا دیا اور پھر اسی درخت کے نیچے آکر بیٹھ گیا۔

یہ تھی قوم مدین کی زرعی معیشت کی حالت۔ جہاں تک ان کی کاروباری زندگی

marfat.com

کا تعلق ہے' ان کی کیفیت وہی تھی جو ہر سرمایہ دار قوم کی ہوتی ہے۔ سورہ ھود میں ہے۔

والی مدین اخاھم شعیبا ط قال یقوم اعبدواللہ مالکم من الہ غیرہ ط ولا تنقصوا المکیال و المیزان انی ارلکم بخیرو انی اخاف علیکم عذاب یوم محیط ○ (11/84)

اسی طرح ہم نے قوم مدین کی طرف' ان کے بھائی بند' شعیبؑ کو بھیجا۔ اس نے بھی ان سے یہی کہا کہ تم صرف خدا کی محکومیت اختیار کرو۔ اس کے سوا تمہارے لئے کوئی صاحب اقتدار نہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس وقت تو تم بڑے خوشحال ہو' لیکن تم نے اپنے معاشرہ میں' سخت معاشی ناہمواریاں پیدا کر رکھی ہیں۔ اس حالت کو بدلو اور اپنے ناپ تول کے پیمانوں کو پورا رکھو۔ ہر ایک کو اس کا پورا پورا حق دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو مجھے خطرہ ہے کہ تم پر ایسی تباہی آجائے گی جو تم سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیگی۔
(مفہوم القرآن۔ از۔ پرویز)

ویقوم او فوالمکیال والمیزان بالقسط ولا تبخسوا الناس اشیاء ھم ولا تعثوا فی الارض مفسدین ○ (11/85)

اے میری قوم کے لوگو! اپنے معاشی نظام کی بنیاد' عدل و انصاف پر رکھو اور کسی کے حق میں کمی نہ کرو۔ ایسا کرو گے تو ملک میں سخت ناہمواریاں پیدا ہو جائیں گی اور معاشرہ تہس نہس ہو جائے گا۔

بقیت اللہ خیرلکم ان کنتم مؤمنین ج○ وما انا علیکم بحفیظ○ (11/86)

یاد رکھو! (جو کچھ تم اس طرح فریب کاری اور سلب و نہب سے جمع کر لیتے ہو' اگرچہ وہ بظاہر بہت کچھ نظر آتا ہے' لیکن وہ تمہارے لئے قطعا" نفع بخش نہیں ہو سکتا)۔ ثبات و دوام صرف ان مفادات کے لئے ہے جو قانون خداوندی کے مطابق حاصل کئے جائیں ---- اور خدا کا قانون یہ ہے کہ ثبات و دوام اسے حاصل ہو سکتا ہے جو نوع انسان کے لئے منفعت بخش ہو۔ (13/17) لیکن یہ بات تمہاری سمجھ میں اس وقت آسکتی ہے جب تم خدا کے قانون کی صداقت کو تسلیم کرو۔ (اگر تم اس پر یقین

marfat.com

نہیں رکھتے تو اسے تم سے جبراً" نہیں منوایا جا سکتا) اس لئے کہ میں تم پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا گیا۔

قالوا یشعیب اصلو تک تامرک ان نترک مایعبد اباؤ نا او ان نفعل فی اموالنا مانشواء ط انک لانت الحلیم الرشیلہ ○ (11/87)

انہوں نے کہا کہ اے شعیبؑ! (تم جو کچھ کہتے تھے اس سے ہم نے سمجھا تھا کہ تم صرف پوجا پاٹ کا کوئی اپنا طریق لے کر آئے ہو۔ اس لئے ہم نے اس سے کچھ تعرض نہیں کیا تھا۔ ہمارے ذہن میں تھا کہ ہم اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر پوجا پاٹ کرتے رہیں گے۔ تم اپنے طریق پر کرتے رہو۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ معاملہ صرف پوجا پاٹ کا نہیں۔ تیری صلوٰۃ صرف پرستش نہیں۔ یہ تو ہماری روزمرہ کی عملی زندگی کے ان شعبوں میں بھی دخیل ہو رہی ہے جن کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں) کیا تیری صلوٰۃ تجھ سے یہ کہتی ہے کہ ہم ان معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے اسلاف کرتے چلے آئے ہیں۔ اور یہ کہ نہ ہم' جس طرح ہمارا جی چاہے دولت حاصل کریں اور نہ ہی جس طرح جی چاہے اسے خرچ کریں؟ چہ خوب! اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے آباء و اجداد' جن سے یہ موجودہ نظام منتقل ہو کر چلا آرہا ہے' سب ظالم اور جاہل تھے اور عقل و فہم۔ تحمل اور بردباری' غریبوں کی ہمدردی اور غمخواری سب تمہارے حصے میں آگئی ہے!

قال یقوم ارء یتم ان کنت علی بینتہ من ربی درزقنی منہ رزقا حسنا ط وما اریدان اخالفکم الی ماانھکم عنہ ط ان ارید الا الہ صلاح مااستطعت ط (11/88)

شعیبؑ نے کہا کہ اے میری قوم! ذرا اس پر غور کرو کہ میرے پروردگار نے عقل و بصیرت کے نمایاں راستے میرے سامنے کشادہ کر دیئے ہوں۔ اور لوٹ کھسوٹ بددیانتی اور بے ایمانی سے حاصل کردہ روزی کے بجائے مجھے نہایت عمدہ خوشگوار اور حلال و طیب روزی عطا کی ہو۔ (تو میں اس کے بعد بھی تمہیں صحیح راستے کی طرف آنے کی دعوت نہ دوں؟)۔ نہ ہی میں ایسا کر سکتا ہوں کہ جن باتوں سے میں تمہیں

marfat.com

روکتا ہوں' انہیں خود اختیار کر لوں۔ میں جو کچھ دوسروں سے کہتا ہوں خود اس کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ میں تو اس کا تہیہ کر چکا ہوں کہ جہاں تک میرے بس میں ہو گا' میں تمہارے غلط نظام معاشرہ کی اصلاح کروں گا۔

ویقوم لایجرمنکم شقاقی ان یصیبکم مثل ما اصاب قوم نوح او قوم ھو او قوم صلح ط وما لوط منکم ببعیدہ ○ (11/89)

اے میری قوم! دیکھنا! میری مخالفت میں تم کوئی ایسی بات نہ کر بیٹھنا جس سے تمہارا بھی وہی حشر ہو جائے جو نوحؑ ' ہودؑ یا صالحؑ کی قوم کا ہوا تھا۔ یا قوم لوطؑ کا سا حال' جس سے تم اچھی طرح باخبر ہو کیونکہ وہ کچھ زیادہ عرصہ کی بات نہیں۔

واستغفروا ربکم ثم تربوا الله ان ربی رحیم و دود ○ (11/90)

تم اپنی موجودہ غلط روش کے تباہ کن نتائج سے اس طرح بچ سکتے ہو کہ تم' اس راستے کو چھوڑ کر' خدا کے راستے کی طرف آجاؤ' اور سلب و نہب کے موجودہ نظام کی جگہ خدا کا نظام ربوبیت قائم کر کے' اس سے اپنی حفاظت کا سامان طلب کرو —— وہ نظام خداوندی نہایت شفقت آمیز انداز سے سامان مرحمت عطا کرتا ہے"۔

(مفہوم القرآن ۔ از ۔ پرویز)

بہرحال' جب قوم نے دیکھا کہ معاملہ آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے' تو انہوں نے دھمکیاں دینی شروع کر دیں۔

قال الملا الذین استکبرو امن قومه لنخرجنک یشعیب و الذین امنوا معک من قریتنا اور لتعودن فی ملتنا ط(7/88)

اس قوم کے سرمایہ دار طبقہ نے' جو قوت کے نشہ میں بدمست ہو رہے تھے' کہا کہ اے شعیبؑ! دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہو گی۔ یا تو تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو پھر سے وہی قدیم مذہب اختیار کرنا ہو گا جسے چھوڑ کر وہ تمہارے ساتھ ہو لئے ہیں' ورنہ ہم' تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو اپنی بستی سے نکال دیں گے —— اب تم خود سوچ لو کہ تمہیں کیا کرنا ہے؟۔

اس پر شعیبؑ نے اپنے رب سے دعا کی کہ:

marfat.com

ربنا افتح بيننا و بين قومنا بالحق و انت خير الفتحين○(7/89)

اے ہمارے نشوونما دینے والے! تو اپنے قانون مکافات کی رو سے' ہم میں اور ہماری قوم میں کھلا کھلا آخری فیصلہ کر دے۔ تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

ولحا جاء امرنا نجینا شعیبا و الذین امنوا معه برحمته منا واخذت الذین ظلموا الصیحته فاصبحوا فی دیار هم جشمین ○ کان لم یغنوا فیها ط (11/94-95)

چنانچہ جب ظہور نتائج کا وقت آگیا تو ہم نے شعیبؑ اور اس کے رفقاء کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے' اپنی رحمت کے مطابق بچالیا اور جن لوگوں نے سرکشی اختیار کر رکھی تھی انہیں زلزلہ کے سخت عذاب نے گھیر لیا اور جب صبح ہوئی تو دیکھا گیا کہ وہ اپنے گھروں میں بے حس و حرکت پڑے تھے۔ اور ان کے گھر اس طرح ویران ہو چکے تھے گویا ان میں کبھی کوئی بسا ہی نہ تھا۔ (مفہوم القرآن۔ از۔ پرویز)

------------○------------

معاشی فساد کی بنیاد سرمایہ دارانہ ذہنیت ہے۔ قرآن کریم نے قارون کو اس ذہنیت کے نمائندہ کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔ سورہ قصص میں اس کی "فساد انگیزی" کی تفصیل ان الفاظ میں آئی ہے۔

ان قارون کان من قوم موسٰی فبغی علیهم و اتینه من الکنوز ما ان مفاتحه لتنوا بالعصبته اولی القوة اذ قال له قومه لاتفرح ان الله لایحب الفرحین ○ (28/76)

اس کی زندہ شہادت قارون کی سرگزشت ہے۔ وہ قوم موسیٰؑ ہی کا ایک فرد تھا' لیکن اپنی دولت کے بل بوتے پر خود اپنی قوم کے افراد پر بڑی زیادتی کرتا تھا۔ (ہر سرمایہ دار کی طرح' ان کا خون چوستا تھا) چنانچہ اس طرح اس کے پاس اتنی دولت جمع ہو گئی کہ اس کے خزانوں کو ایک طاقتور جماعت بھی بمشکل اٹھا سکتی تھی۔ (یا اس کی حفاظت کے لئے ایک مضبوط' زور آور جماعت کی ضرورت تھی)۔

(اس دولت کے نشہ نے اسے بدمست کر دیا تھا) چنانچہ اس کی قوم (کے

marfat.com

باہوش طبقہ) نے اس سے کہا کہ تم اس مال و دولت پر اس قدر اتراؤ نہیں۔ اس کا نتیجہ خراب ہو گا۔ یہ روش قانون خداوندی کی رو سے' پسندیدہ نہیں۔

وابتغ فیما اتک اللہ الدارالا خرۃ ولا تنس نصیبک من الدنیا واحسن کما احسن اللہ الیک ولا تبغ الفساد فی الارض ط ان اللہ لا یحب المفسدین ○ (28/77)

ہم یہ نہیں کہتے کہ تم مال و دولت کو تیاگ کر تارک الدنیا بن جاؤ۔ ہرگز نہیں۔ ہم کہتے یہ ہیں کہ تم اس سے بھی فائدہ اٹھاؤ' لیکن اسے نہ بھولو کہ زندگی صرف اسی دنیا کی زندگی نہیں جس میں انسان کا منتہائے نگاہ مال و دولت جمع کرنا ہے اور بس۔ زندگی اس کے بعد بھی ہے۔ اس مال و دولت سے تم اپنی اس زندگی کو بھی خوشگوار بناؤ۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس طرح خدا نے تمہاری ہر کمی کو پورا کر کے تمہاری زندگی کو حسین بنا دیا ہے' اسی طرح تم دوسروں کی کمی کو پورا کر کے' ان کی زندگی کو بھی حسین بنا دو۔ اور معاشرہ میں ناہمواریاں مت پیدا کرو ---- کہ تم امیر سے امیر تر بنتے جاؤ اور دوسرے لوگ غریب سے غریب تر ہوتے چلے جائیں۔ اسی کو فساد کہتے ہیں اور فساد پیدا کرنے والوں کو خدا کبھی پسند نہیں کرتا --- اور یہ ظاہر ہے کہ جو روش' قانون خداوندی کی رو سے پسندیدہ نہیں اس کا نتیجہ تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

قال انما اوتیتہ علی علم عندی ط اولم یعلم ان اللہ قد اھلک من قبلہ من القرون من ھوا شدمنہ قوۃ و اکثر جمعا ط ولا یسئل عن ذنوبھم المجرمون ○ (28/78)

اس نے ان سے کہا کہ تم لوگوں کو میرے معاملات میں دخل دینے کا کیا حق ہے؟ یہ دولت میں نے اپنی ہنرمندی اور چابک دستی سے کمائی ہے۔ اس لئے اسے جس طرح میرا جی چاہے صرف کروں۔ اس میں خدا کے قانون کا کیا عمل دخل ہے' اور کسی کو مجھ سے باز پرس کرنے کا کیا حق ہے؟

اے کاش! اسے معلوم ہوتا کہ اسی قسم کی ذہنیت اور روش نے اس سے پہلے

marfat.com

کتنی قوموں کو تباہ کر دیا تھا جو اس سے زیادہ قوت و حشمت کی مالک تھیں اور انہوں نے مال و دولت بھی اس سے کہیں زیادہ جمع کر رکھا تھا! خدا کے قانون مکافات نے انہیں تباہ کر دیا۔ ان کے یہ جرائم اس قدر بدیہی اور نمایاں تھے کہ اس کی بھی ضرورت نہ پڑی کہ ان جرائم کے متعلق کچھ پوچھ گچھ کی جائے --- (وہ تباہی ان جرائم کا فطری نتیجہ تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ سرمایہ داری نظام کی بنیادوں میں خرابی کی صورت پنہاں ہوتی ہے)۔

فخرج علی قومه فی زینته ط قال الذین یریدون الحیوة الدنیا
ملیب لنا مثل ما اوتی قارون لا انه لذو حظ عظیم ○ (28/79)

ایک طرف یہ لوگ تھے جو قارون کو زندگی کی صحیح روش اختیار کرنے کی نصیحت کرتے تھے۔ دوسری طرف وہ لوگ بھی تھے جن کے پیش نظر صرف اسی دنیاوی زندگی کے مفاد تھے' ان کی کیفیت یہ تھی کہ جب قارون' کروفر اور شان و شوکت سے باہر نکلتا تو وہ بڑی حسرت سے کہتے کہ اے کاش! جو کچھ قارون کو ملا ہے ہمیں بھی ایسا کچھ مل سکتا! یہ بڑا ہی خوش نصیب ہے۔

وقال الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب الله خیر لمن امن و عمل
صالحا ولا یلقها الا الصبرون ○ (28/80)

لیکن جن لوگوں کو خدا نے حقیقت کا علم عطا کر رکھا تھا وہ ان سے کہتے کہ کمبختو! تم کس فریب میں مبتلا ہو۔ (اس کی شان و شوکت تو جھوٹے نگوں کی میناکاری ہے) حقیقی خیر و برکت کا موجب وہ مال و اسباب ہوتا ہے جو قانون خداوندی کے مطابق ملتا ہے اور وہ ملتا ہے ان لوگوں کو جو اس کے قوانین کی صداقت پر یقین کامل رکھیں اور ایسے کام کریں جن سے معاشرہ کے بگڑے ہوئے حالات سنوریں اور اس طرح خود ان کی اپنی ذات میں بھی سنوار پیدا ہو۔ لیکن اس کے لئے بڑے استقلال اور استقامت کی ضرورت ہے۔ (انسان' آئین و ضوابط اور دیانت و امانت کے اصولوں کو چھوڑ کر دولت کمانا چاہئے تو چند دنوں میں خزانے بھر سکتا ہے۔ لیکن قاعدے اور قانون کے مطابق کام کرنے سے' دولت حاصل ہونے میں وقت لگتا ہے'۔اس لئے یہ مرحلہ

marfat.com

بڑا صبر آزما ہوتا ہے لیکن اس کا نتیجہ تباہی اور اس کا انجام خوشگواری ہوتا ہے)۔

فخسفنابہ و بدارہ الارض فما کان لہ من فئۃ ینصرونہ من دون اللہ وما کان من المنتصرین ○ (28/81)

چنانچہ جب قارون کی بد کرداریوں کے نتائج کے ظہور کا وقت آگیا' تو ہم نے اسے اور اس کے مال و متاع سے بھرے ہوئے گھر کو تباہ کر دیا۔ اور اس وقت کوئی گروہ ایسا نہ نکلا جو قانون خداوندی کے مقابلہ میں اس کی مدد کر سکتا۔ نہ ہی اس سے خود ہی ایسا ہو سکا کہ وہ اس تباہی سے بچ نکلتا۔ (سرمایہ دار کی اقبال مندی کے زمانے میں ایسا نظر آتا ہے کہ ایک لشکر ہے جو اس کی خاطر اپنی جان تک قربان کر دے گا۔ لیکن جب اس پر ادبار آتا ہے تو ایک شخص بھی اس کا ساتھ دینے والا نہیں ہوتا۔ نہ ہی اس کی ہنرمندی اسے اس تباہی سے بچا سکتی ہے)۔

واصبح الذین تمنوا مکانہ بالا مس یقولون ویکان اللہ یبسط الرزق لمن یشاء من عبادہ ویقدر لولا ان من اللہ علینا لخسف بنا ویکانہ لایفلح الکفرون ع ○ (28/82)

وہ تباہ ہو گیا اور جو لوگ ابھی کل تک اس کے "مقام بلند" کی آرزو کیا کرتے تھے' کہنے لگے کہ فی الواقعہ ہماری غلط نگہی تھی جو ہم قارون کے مال و دولت پر رشک کیا کرتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ مال و دولت کی تنگی اور فراوانی خدا کے قانون کے مطابق ہوتی ہے۔ جو شخص جس قسم کی روش اختیار کرتا ہے' اس کے مطابق نتیجہ سامنے آجاتا ہے۔ اگر ہم پر اللہ کا احسان نہ ہوتا (اور ہم بھی وہی روش اختیار کر لیتے جسے قارون نے اختیار کیا تھا) تو آج ہم بھی اسی طرح تباہ و برباد ہو جاتے۔ اب ہم نے یہ بات علیٰ وجہ البصیرت دیکھ لی ہے کہ جو لوگ دولت کو دبا چھپا کر رکھتے ہیں' اور اسے محتاجوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے کھلا نہیں رکھتے' وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

تلک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا ط والعاقبۃ للمتقین ○ (28/83)

marfat.com

کامیاب وہی ہے جس کا مستقبل کامیاب ہو ــــــ اس زندگی میں بھی اور اس کے بعد کی زندگی میں بھی ــــ اور یہ کامیابی انہی کو حاصل ہو سکتی ہے جو یہ نہیں چاہتے کہ سارا مال و دولت سمیٹ کر معاشرہ میں ناہمواریاں پیدا کریں اور پھر اس دولت کے بل بوتے پر' اپنے لئے سوسائٹی میں ایسا مقام حاصل کر لیں جو قانون اور ضابطہ کی دسترس سے بالا ہو۔

یاد رکھو! انجام کار' کامرانی اور خوشگواری صرف ان کے لئے ہے جو زندگی کے ہر معاملہ میں قانون خداوندی کی نگہداشت کرتے ہیں۔

من جاء بالحسنته فله خیر منھا ج ومن جاء بالسیته فلا یجزی الذین عملوا السیات الا ماکانوا یعملون ○ (28/84)

اور وہ قانون یہ ہے کہ جو قوم معاشرہ میں حسن کارانہ انداز سے توازن قائم رکھے گی' انہیں ان کی کوششوں سے بھی زیادہ صلہ ملے گا لیکن جو قوم ناہمواریاں پیدا کرے گی' ان کے یہی اعمال تباہیاں اور بربادیاں بن کر ان کے سامنے آجائیں گے

(مفہوم القرآن ۔ از ۔ پرویز)

———————○———————

حضرت داؤدؑ کے زمانے میں عام معاشی نظام کس قسم کا تھا' اسے قرآن کریم نے ایک قصہ کی شکل میں (تمثیلی رنگ میں) بیان کیا ہے۔ نظام سرمایہ داری کی بنیاد اس پر ہے کہ بڑا سرمایہ' چھوٹی پونجی کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اور اس طرح امیر' امیر تر اور غریب' غریب تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن کریم میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت داؤدؑ کے پاس ایک مقدمہ آیا جس میں:۔

ان ھذا اخی له تسع و تسعون نعجته ولی نعجته واحدۃ فقال اکفلنیھا و عزنی فی الخطاب ○ (38/23)

(مستغیث نے کہا کہ لو سنو) یہ میرا بھائی ہے (اب دیکھو کہ یہ بھائی ہو کر مجھ سے برتاؤ کیا کرتا ہے؟)۔ اس کے پاس ننانوے (99) دنبیاں ہیں اس لئے بڑا خوشحال ہے اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے جو میری معاش کا واحد سہارا ہے۔ (اب بجائے

marfat.com

اس کے کہ یہ اپنے غریب بھائی کی کچھ مدد کرے) مجھ سے کہتا ہے کہ اپنی ایک دنبی بھی مجھے دیدے۔ (چونکہ امیر آدمی ہے اور صاحب اثر بھی۔ اس لئے) باتوں میں مجھے دبا لیتا ہے (اور دوسرے لوگ بھی اس کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں --- یہ ہے میرے اس بھائی کا رویہ! اب بتاؤ کہ اس کا یہ مطالبہ جائز ہے یا ناجائز)۔

قال لقد ظلمک بسوال نعجتک الی نعاجبه ط ان کثیرا من الخلطاء لبیغی بعفهم علی بعض الا الذین امنوا وعملوا الصلحت و قلیل ماهم وظن داؤد انما فتنه فاستغفر ربه وخرر آکعا و اناب ○

(34/24)

داؤدؑ نے کہا کہ اس شخص کا یہ مطالبہ کہ اپنی ننانویں دنبیوں کو سو بنا لے اور تیرے پاس ایک دنبی بھی نہ رہنے دے' سراسر ظلم اور زیادتی پر مبنی ہے حقیقت یہ ہے کہ لوگ جب بھی مل جل کر رہتے یا باہمی شراکت سے کاروبار کرتے ہیں' تو ان میں سے اکثر کی حالت یہ ہوتی ہے کہ دوسروں پر زیادتی کرتے رہتے ہیں۔ ایسا کچھ وہ لوگ نہیں کرتے جو قوانین خداوندی پر ایمان رکھتے اور معاشرہ کو سنوارنے والے کام کرتے ہیں --- لیکن ایسے لوگ بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔

(داؤدؑ نے جب اس معاملہ کی گہرائی پر غور کیا تو یہ حقیقت اس کی سمجھ میں آگئی کہ معاملہ صرف ان دنبیوں کا نہیں۔ یہ اس غلط معاشی نظام کا سوال ہے جس میں بڑا سرمایہ' چھوٹے سرمایہ کو اپنی طرف کھینچتا چلا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ امیر' امیر تر اور غریب' غریب تر ہوتا جاتا ہے اور دن بدن' معاشرہ کے ان دو طبقات میں بعد' زیادہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ اس نے محسوس کیا کہ یہ اس کا فریضہ ہے کہ اس غلط معاشی نظام کو صحیح خطوط پر متشکل کرے) یہ بڑا مشکل کام تھا۔ اس کے لئے اس نے اپنے رب سے سامان حفاظت طلب کیا --- ایسی بلند ہمت جس سے وہ تمام مخالفتوں کا مقابلہ کر سکے --- اور اس نے تہیہ کر لیا کہ وہ قوانین خداوندی کے مطابق معاشرہ کی اصلاح کر کے رہے گا۔

یدا ود انا جعلنک خیفته فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا

marfat.com

تتبع الھدی فیضلک عن سبیل اللہ ط ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب ع○ (38/26)

چنانچہ ہم نے اس سے کہہ دیا کہ (تم بالکل اطمینان اور بے خوفی سے معاشرہ کی اصلاح کرو) ہم نے تمہیں ملک میں حکومت عطا ہی اس لئے کی ہے کہ تم لوگوں کے معاملات کے فیصلے حق کے ساتھ کرو --- یعنی قوانین خداوندی کی رو سے' عدل و انصاف کے مطابق --- اور کسی کے خیالات اور جذبات کا اتباع (اور رعایت) مت کرو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو یہ لوگ تمہیں صحیح راستے سے بھکا دیں گے --- یاد رکھو! لوگ صحیح راستے سے اس لئے بھک جاتے ہیں کہ وہ ہمارے قانون مکافات کو فراموش یا نظرانداز کر دیتے ہیں اس کا نتیجہ سخت تباہی ہوتا ہے۔

(مفہوم القرآن ۔ از ۔ پرویز)

---------------○---------------

قرآن نے ان قوموں کے انفرادی تذکرہ کے بعد' یہ ہیئت مجموعی کہا۔

ذلک من انباء القری نقصه علیک منھا قائم و حصیبله ○ وما ظلمنھم ولکن ظلموا انفسھم فما اغنت عنھم الھتھم التی یدعون من دون اللہ من شی لما جاء امر ربک ط ومازا دوھم غیر تتبیب ○ وکذالک اخذ ربک اذا اخذا لقری وھی ظالمته ط ان اخذة الیم شدید ○ ان فی ذلک لایته لمن خاف عذاب الاخرة ط

(11/100-103)

"یہ اقوام گزشتہ میں سے چند ایک کی سرگزشت ہے جسے ہم نے تم سے بیان کیا ہے۔ ان میں سے کچھ آبادیاں تو ابھی تک موجود ہیں' اور باقی اجڑ چکی ہیں (تم نے ان کے حالات سے دیکھ لیا ہو گا کہ) ہم نے ان پر کسی قسم کی زیادتی نہیں کی۔ انہوں نے خود ہی اپنے اوپر زیادتی کی تھی۔ سو جب ان کے اعمال کے ظہور کا وقت آگیا تو وہ جن غیر خداوندی قوتوں کے احکام کی اطاعت کیا کرتے تھے اور انہیں اپنا خدا سمجھے بیٹھے تھے' وہ ان کے کسی کام بھی نہ آسکیں۔ ان کی اطاعت اس سے زیادہ کچھ نہ کر سکی کہ

marfat.com

الٹا ان کی تباہی کا موجب بن جائے۔

(لہٰذا' تاریخ کے ان نوشتوں سے تم اس محکم اصول کو یاد رکھو کہ) جب بھی کوئی قوم ظلم و سرکشی پر اتر آئے تو وہ خدا کے قانون مکافات عمل کی گرفت میں آجاتی ہے اور یہ گرفت بڑی سخت اور الم انگیز ہوتی ہے۔

اقوام گزشتہ کی ان داستانوں اور قانون مکافات کے اس غیر متبدل اصول میں اس قوم کے لئے واضح دلائل ہیں جو مستقبل کی تباہ کاریوں اور بربادیوں کے احساس سے خائف رہتی ہے اور اس سے بچنا چاہتی ہے۔"

(مفہوم القرآن - از - پرویز)

یہ محض اقوام سابقہ کے کوائف و اخبار نہیں بلکہ جو قوم بھی اس قسم کی روش اختیار کرے گی' اس کا انجام اسی قسم کا ہو گا۔ فرمایا۔

فان للذین ظلموا ذنوبا مثل ذنوب اصحبهم (51/59)

"ہر زمانے کے ظالمین کا انجام وہی ہو گا جو ان سے پہلے کے ظالمین کا ہوا تھا۔"

قرآن نے یہ بھی واضح کر دیا کہ ظالمین (افراد ہوں یا اقوام) اپنی طرف سے بے شک پورا پورا انتظام کر لیں کہ ان پر کہیں سے تباہی نہ آنے پائے لیکن ان کی ان تمام احتیاطی تدابیر کے علی الرغم ان پر تباہی کا عذاب ان راستوں سے آجائے گا جو ان کی عقل و شعور تک میں بھی نہ ہوں گے۔

قد مکر الذین من قبلهم فاتی الله بنیانهم من القواعد علیهم السقف من فوقهم و اتهم العذاب من حیث لا یشعرون (16/26)

(جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں کوئی نئی بات نہیں) ان سے پہلی قوموں نے بھی اسی قسم کی ڈپلومیسی اختیار کی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قوانین خداوندی نے ان کے نظام کی عمارت کی بنیادوں تک کو ہلا دیا اور اس کی چھتیں ان کے اوپر آگریں۔ انہوں نے اپنی طرف سے ہر ممکن تدبیر کر رکھی تھی کہ ان کا نظام تباہ نہ ہو لیکن ان پر تباہی و بربادی کا عذاب ان راستوں سے آپہنچا جو ان کی عقل و شعور میں نہیں تھے۔

marfat.com

(مفہوم القرآن - از - پرویز)

خدا کے قانون مکافات کی رو سے عمل اور اس کے نتیجہ کے محسوس شکل میں سامنے آنے میں ایک مدت ہوتی ہے' جسے مہلت کا وقفہ کہا جاتا ہے۔ ہر عمل کا نتیجہ تو اس کے ساتھ ہی مرتب ہونا شروع ہو جاتا ہے لیکن وہ محسوس شکل میں ایک مدت کے بعد جاکر سامنے آتا ہے۔

وہ تحسین الله نما فلا عما یعمل الظلمون طO انما یوخر هم لیوم تشخص فیه الایصار O مهطعین مقنعی رو سهم لایرتد الیهم طرفهم وافد تهم هوآء طO (14/42-43)

تم اس کا وہم و گمان تک بھی نہ کرو کہ یہ ظالم اور سرکش لوگ جو کچھ کر رہے ہیں' ہم اس سے بے خبر ہیں۔ (ہمارا قانون مکافات سب کچھ دیکھ رہا ہے) لیکن یہ وقفہ مہلت کا ہے۔ جب ظہور نتائج کا وقت آجائے گا اس وقت تباہیوں کو اپنے سامنے بے نقاب دیکھ کر ان کی حالت یہ ہو جائے گی کہ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔ ان کے ڈھیلے باہر نکل آئیں گے۔ افراتفری کا یہ عالم ہو گا کہ یہ ادھر ادھر دیکھے بغیر منہ اٹھائے بدحواس بھاگے چلے جائیں گے (سب ان کا ساتھ چھوڑ جائیں گے حتیٰ کہ) ان کی نگاہ بھی کاشانہ چشم میں لوٹ کر نہیں آئے گی۔ ان کے دل امید سے خالی ہو جائیں گے۔ یاس انگیز تاریکیاں ان پر بری طرح سے چھا جائیں گی۔

دوسرے مقام پر اس قانون تدریج و امہال کی حکمت بھی بیان کر دی۔

ولویوا خذالله الناس بظلمهم ماترک عیها من دآبته ولکن یوخر هم الی اجل مسمی فاذاجاء اجلهمه لیتا خرون ساعته ولا یستقد مونO (16/61)

(اگر کائنات کے ارتقاء میں تدریجی قانون کارفرما نہ ہوتا اور) خدا کا قانون مکافات لوگوں کے ظلم و زیادتی پر ان کی فوری گرفت کر لیا کرتا تو صفحہ ارض پر کوئی چلنے والا (انسان) نظر نہ آتا۔ لیکن وہ ایسا نہیں کرتا بلکہ انہیں مقررہ تاریخی منازل تک پہنچانے کے لئے ان کے انجام کو موخر کر دیتا ہے اور جب وہ اپنے مستقر تک پہنچ

marfat.com

جاتے ہیں تو اس کے بعد نہ ایک ثانیہ کی دیر ہوتی ہے' نہ سویر۔ (ان کے اعمال کا آخری فیصلہ کن نتیجہ سامنے آجاتا ہے)۔

مہلت کے وقفہ سے دراصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہلاکت سے باز آفرینی کا موقع بہم پہنچایا جائے۔

افلم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلھم ط کانوا اکثر منھم واشد قوۃ و اثارا فی الارض فما اغنی عنھم ما کانوا یکسبون ○ فلما جاءتھم رسلھم بالبینت فرحوا بما عندھم من العلم وحاق بھم ما کانوا بہ یستھزءون ○ فلما راوا باسنا قالوا امنا باللہ وحدہ و کفرنا بما کنا بہ مشرکین ○ فلم یک ینفعھم ایمانھم لما راوا باسنا ط (40/82-85)

(اگر یہ لوگ اس امر کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں کہ ظلم و تعدی سے قومیں کس طرح تباہ ہوا کرتی ہیں تو ان سے کہو کہ) ذرا دنیا میں چلو پھرو اور دیکھو کہ جو قومیں تم سے پہلے ہو گزری ہیں' ان کا انجام کیا ہوا۔ وہ تعداد میں بھی ان سے زیادہ تھے اور قوت میں بھی ان سے بڑھ چڑھ کر۔ انہوں نے زمین سے پیدا ہونے والے سامان زیست پر بھی ان سے کہیں زیادہ تصرف حاصل کر رکھا تھا لیکن ان کا مال و دولت اور ان کی ہنر مندی اور کاریگری' انہیں ان کے غلط اعمال کے تباہ کن نتائج سے بالکل نہ بچا سکا۔ وہ سب دھرے کا دھرا رہ گیا۔

جب ان کے پاس ان کے رسول واضح احکام خداوندی لے کر آئے تو انہوں نے ان کی تکذیب کی اور اپنے علم و ہنر پر نازاں رہے۔ (کہا یہ کہ تم غلط کہتے ہو کہ ہماری موجودہ روش ہمیں تباہ کر دے گی۔ ہمیں کوئی تباہ نہیں کر سکتا۔ ہم نے سب بندوبست کر رکھا ہے)۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس تباہی کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے' اس نے انہیں آ دبوچا۔ جب انہوں نے اس تباہی کو اپنے سامنے کھڑا دیکھا تو چلا اٹھے اور کہنے لگے کہ ہم خدائے واحد پر ایمان لاتے ہیں اور جن ہستیوں کو ہم اس کا شریک سمجھتے تھے' ان سے انکار کرتے ہیں لیکن اس ایمان نے انہیں کچھ فائدہ نہ دیا جسے وہ'

marfat.com

عذاب کو سامنے دیکھ کر لائے تھے۔ (ایمان وہی نفع بخش ثابت ہو سکتا ہے جو ظہور نتائج سے پہلے لایا جائے کیونکہ اس صورت میں ہنوز وقت ہوتا ہے کہ انسان تعمیری کاموں سے سابقہ تخریبی اعمال کے مضر اثرات کا ازالہ کر سکے)۔ (مفہوم القرآن از پرویز)

دوسرے مقام پر کہا۔

وهم يصطرخون فيها ربنا اخرجنا نعمل صالحا الذی کنا نعمل اولم نعمر کم مایتذ کر فیہ من تذکر و جاء کم النذیر فذوقوا فما للظلمین من نصیر ○ (35/37)

" (اس وقت نہ تو ان کا ایمان کچھ کام دے سکے گا اور نہ ہی ان کا چیخنا چلانا کچھ کفایت کر سکے گا) یہ مدد کے لئے چیخیں چلائیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ایک بار یہاں سے نکال دے' پھر دیکھ کہ ہم کس طرح اپنی سابقہ روش کے خلاف' تیرے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اچھے کام کرتے ہیں۔

ان سے کہا جائے گا کہ کیا تمہیں اتنی عمر نہیں دی گئی تھی کہ تم میں سے جو ہمارے قانون کے مطابق' نصیحت حاصل کرنا چاہتا وہ اس کے لئے کافی ہو جاتی؟ اور پھر تمہارے پاس وہ رسولؐ بھی آیا تھا جو تمہیں پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ تمہاری روش تمہیں تباہی کے جہنم کی طرف لے جائے گی لیکن تم نے اس کی ایک نہ مانی۔ سو اب تم اپنے اعمال کے نتائج بھگتو۔ اب کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ ظلم کرنے والوں کا کوئی مددگار نہیں ہو سکتا۔"

غلط روش کے نتیجہ میں جو تباہی آتی ہے وہ ان لوگوں تک محدود نہیں رہتی جو اس غلط روش کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ وہ ساری کی ساری قوم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا کرتی ہے۔ اس سے وہی لوگ بچ سکتے ہیں جو غلط نظام کو مسترد کر کے اس کی جگہ صحیح نظام قائم کر لیں۔

سورہ الانفال میں ہے۔

واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ واعلموا ان اللہ شدید العقاب ○ (8/25)

marfat.com

"اس تباہی سے اپنے آپ کو (قبل از وقت) بچاؤ کہ جب وہ آتی ہے تو پھر انہی لوگوں تک محدود نہیں رہا کرتی جنہوں نے ظلم کیا تھا۔ وہ سارے کے سارے معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا کرتی ہے۔ اس لئے کہ خدا کا قانون اپنی نتیجہ خیزی میں بڑا سخت واقع ہوا ہے"۔

قانون مکافات کی یہی وہ سختی ہے جس کے پیش نظر قرآن نے اپنی مخاطب قوم سے کہا۔

وکم قصمنا من قریتہ کانت ظالمتہ و انشانا بعدھا قوما اخرین (21/11)

"اگر تم نے اپنی زندگی کا نقشہ قرآن کے مطابق مرتب کر لیا تو تمہیں رفعت و عظمت حاصل ہو جائے گی۔ اگر اس کے خلاف چلے تو تم بھی اسی طرح تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ جس طرح) ہم نے (تم سے پہلے) کتنی ایسی قوموں کو تباہ کر دیا جنہوں نے ظلم اور ناانصافی پر کمر باندھ رکھی تھی۔ وہ تباہ ہو گئیں اور ان کی جگہ دوسری قوموں نے لے لی"

معاشی نقطہ نظر سے' تباہی و بربادی کے عذاب سے محفوظ رہنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ نظام سرمایہ داری کی جگہ قرآنی نظام ربوبیت کا قیام عمل میں لایا جائے لیکن ایسا صرف اسی صورت ممکن ہے کہ جب افراد معاشرہ کا اس بات پر ایمان ہو کہ وہ اپنے ہر عمل کے لئے اللہ کے حضور جوابدہ ہیں۔ اسی کو بالفاظ دیگر قانون مکافات عمل کہا جاتا ہے جس کا سلسلہ مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔

marfat.com

حیات آخرت

حیات بعد الممات (انسان کی طبعی موت کے بعد کی آخری زندگی) قرآنی نظام ربوبیت کے پروگرام کی لاینفک کڑی اور قانون مکافات عمل پر یقین کا فطری اور لازمی نتیجہ ہے۔

قرآنی تصور حیات کی رو سے "انسانی ذات" نہ تو طبعی ارتقاء کی پیداوار ہے اور نہ ہی ان طبعی قوانین کے تابع جس کے مطابق انسانی جسم کی مشینری زندہ اور مصروف عمل رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جسم کی موت سے انسانی ذات کا خاتمہ نہیں ہو جاتا بلکہ یہ اس کے بعد بھی باقی رہتی ہے اور موت کے بعد اس طبعی زندگی سے اخروی زندگی میں داخل ہوتی ہے جہاں اس کے مستقبل کا فیصلہ ہوتا ہے۔

اسی حقیقت کو قرآن نے سورہ السجدہ میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم ثم الی ربکم ترجعون (32/11)

ان سے کہو کہ ہماری کائناتی قوتیں جن کے تابع تمہارا جسمانی نظام کارفرما ہے' تمہیں آہستہ آہستہ موت کی طرف لئے جا رہی ہیں۔ اس طرح ایک دن تمہاری مشین چلنے سے رک جائے گی لیکن اس سے تمہارا جسم ہی ضائع ہوتا ہے انسانی ذات فنا نہیں ہو جاتی۔ وہ آگے بھی جاتی ہے اور جو اعمال تم نے دنیا میں کئے تھے' ان کے مطابق اس کا مستقبل مرتب ہوتا ہے"۔ (مفہوم القرآن - از - پرویز)

وہ لوگ جن کی ذات کی باقاعدہ نشوونما ہو چکی ہو گی وہ جنت کے مستحق ہوں گے اور جن کی ذات کی نشوونما میں کمی رہ گئی ہو گی' ان کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔

فمن ثقلت موازینہ فاولئک هم المفلحون ۞ ومن خفت موازینہ فا

marfat.com

والیک الذین خسروا انفسهم فی جهنم خلدون ○ (23/102-103)

اس دن جن کی صلاحیتوں کا پلڑا بھاری ہو گا وہی لوگ کامیاب و کامران ہوں گے۔ اور جن کا وہ پلڑا ہلکا ہو گا ان کی ذات کی نشوونما میں کمی رہ گئی ہو گی' لہذا وہ اگلے درجے میں جانے کے قابل نہیں ہوں گے۔ اس لئے ہمیشہ جہنم (یعنی جمود کی کیفیت) میں رہیں گے۔

اہل جہنم کا تعارف

وہ لوگ جو عذاب جہنم میں مبتلا ہوں گے ان میں سے چند کا تعارف درج ذیل ہے۔

○..... دولت کو محض اپنے مفاد کے لئے جمع کرنے اور اسے منفعت عامہ کے لئے صرف نہ کرنے والے۔

قد عوامن ادبر وتولی○ جمع فاوعی○ ان الانسان خلق ھلوعا○ اذا مسه الشر جزوعا○ و اذا مسه الخیر منوعا○ (70/17-21)

جہنم کچھ دور نہیں۔ وہ تو آوازیں دے دے کر بلا رہی ہے ہر اس شخص کو جو اس نظام کی طرف سے منہ موڑ کر بھاگتا اور گریز کی راہیں نکالتا ہے یعنی جو مال و دولت کو ربوبیت عامہ کے لئے کھلا نہیں رکھتا بلکہ اسے تھیلی میں جمع کرتا ہے اور پھر اس کا منہ اوپر سے کس کر باندھ دیتا ہے (ذرا غور کرو کہ انسان جب وحی کی راہ نمائی کو چھوڑ کر حیوانی سطح پر زندگی بسر کرتا ہے تو) وہ کس قدر تنگ دل' بھوکا اور بے صبرا ہو جاتا ہے۔ بے صبری کا یہ عالم کہ ذرا سی تکلیف پہنچے تو واویلا مچانا شروع کر دیتا ہے۔ تنگ دل ایسا کہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی "ہے نہیں ہے نہیں" کی رٹ لگاتا رہتا ہے اور نیت کا بھوکا ایسا کہ جب مال و دولت ہاتھ آجائے تو وہ اس کی ضرورت سے کتنا ہی وافر کیوں نہ ہو' اس میں سے ایک پائی بھی کسی ضرورت مند کو نہیں دیتا۔ (مفہوم القرآن - از - پرویز)

marfat.com

○..... جو دولت جمع کرتا اور پھر اسے گنتا رہے اور اس طرح ننانوے کے پھیر میں پڑ جائے۔

ویل لکل ھمزۃ لمزۃ لا○ الذی جمع مالا و عددہ لا○ یحسب ان مالہ اخلدہ ج○ کلا لینبذن فی الحطمۃ ○ وما ادراک ما الحطمۃ ط ○ نار اللہ الموقدۃ لا○ التی تطلع علی الا فدۃ ط○ انھا علیھم مو صدہ لا○ فی عمد ممددۃ ع○ (104/1-9)

(اے رسولؐ! تم ان لوگوں سے برملا کہہ دو کہ) وہ شخص تباہ و برباد ہو کر رہے گا جس کی زندگی کا مقصد ہی یہ ہو کہ دوت اکٹھی کرتا رہے اور پھر گنتا رہے کہ اب کتنا روپیہ جمع ہو گیا اور اب کتنا --- یعنی وہ ننانوے کے پھیر میں پڑ جائے۔ (70/18)۔ ایسے شخص کی ذہنیت یہ ہو جاتی ہے کہ اگر قوم میں کوئی مصلح پیدا ہو جو سرمایہ داری کے نظام کے خلاف کچھ کہے تو یہ اس میں ہزار عیب نکالے گا، نکتہ چینی کرے گا، طعن و تشنیع تک اتر آئے گا، کوشش کرے گا کہ اس کے ساتھیوں میں پھوٹ پیدا کر دے۔ اس سے پوچھو کہ کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ مصیبتوں سے بچاتا رہے گا؟ اگر وہ ایسا سمجھتا ہے تو یہ اس کا زعم باطل ہے۔ اس کے مال کو ناکارہ شے کی طرح اس تباہی کے جہنم میں جھونک دیا جائے گا جو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی۔ اور یوں وہ کسی کام کا نہیں رہے گا۔ (9/35) تجھے خدا سے بڑھ کر اور کون بتا سکتا ہے کہ یہ تباہی کا جہنم کیا ہے؟ یہ خدا کے قانون مکافات کی بھڑکائی ہوئی وہ آگ ہے جس کے شعلے دلوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ یہ آگ ان بڑے بڑے ستونوں میں بند کر کے رکھی ہوئی ہے جنہیں یہ لوگ (اپنی غلط نگہی اور خود فریبی سے) زندگی کے سہارے اور حیات جاوید کے آسرے سمجھے بیٹھے ہیں۔ (یعنی ان کا مال و دولت جس پر انہیں اس قدر بھروسہ ہے، خود ہی وہ آگ ہے جو ان کی متاع حیات کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دے گی)۔ (مفہوم القرآن از پرویز)

marfat.com

○..... جو مال و دولت وراثت میں ملے' یہ سمجھنے والا کہ وہ اس کا واحد مالک ہے۔ پھر سرمائے کے زور پر ایسا انتظام کرنے والا کہ دوسروں کے گاڑھے پسینے کی کمائی چاروں طرف سے سمٹ سمٹا کر اس کے پاس آتی چلی جائے۔

وتا کلون التراث اکلا لما لاO و تحبون المال حبا جما طO

(89/19-20)

جو کچھ باپ دادا سے وراثت میں ملتا ہے اسے بھی سمیٹ کر کھا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ایسی تدابیر کرتا رہتا ہے کہ دوسروں کا مال بھی ادھر ادھر سے سمٹ سمٹا کر اس کی طرف اس طرح چلا آئے جس طرح وادی کا تمام پانی نشیب زمین کی طرف بہہ کر آجاتا ہے (یعنی ایسا نظام قائم کرتا ہے جس میں چھوٹے چھوٹے سرمائے' بڑے سرمایہ کے اندر جذب ہوتے چلے جائیں اور اس طرح دولت چند افراد کے پاس مرتکز ہو کر رہ جائے)۔

○..... جو دوسروں کا مال ناجائز طریقوں سے کھا جائے۔

یایھا الذین امنواہ تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکونون تجارۃ عن تراض منکم ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما O ومن یفعل ذلک عدوانا و ظلما فسوف نصیتہ نارا ط (4/29-30)

اے ایمان والو! تم ایسا نہ کرنا کہ دوسروں کا مال ناجائز طور پر کھا جاؤ۔ معاشرہ میں ضروریات زندگی کی چیزوں کا مبادلہ ہوتا ہے۔ اس کا انتظام باہمی رضا مندی سے ہونا چاہیے۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تم اپنے آپ کو تباہ کر لو گے۔ خدا یہ چاہتا ہے کہ تم سب کی نشوونما ہوتی رہے۔ ایسی کھلی تاکید کے بعد بھی جو قوم اپنا کاروبار اس انداز پر رکھے گی کہ ہر شخص دوسرے کے حق میں کمی کرے اور اپنی حد سے تجاوز کر جائے تو وہ معاشرہ بہت جلد تباہیوں کی آگ سے جھلس کر رہ جائے گا۔

○..... علماء و مشائخ جو لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں اور اپنی مفاد پرستیوں کی وجہ سے لوگوں کو خدا کے راستے کی طرف آنے سے روکتے ہیں۔

marfat.com

یایها الذین امنوا ان کثیرا من الاحبار و الرهبان لیاکلون اموال الناس بالباطل و یصدون عن سبیل الله والذین یکنزون الذهب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل الله فبشرهم بعذاب الیم ○ یوم یحمی علیها فی نار جهنم فتکوی بها جباههم و جنوبهم و ظهورهم هذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ○ (9/34-35)

"ان کے علماء و مشائخ میں سے جنہیں یہ خدائی درجہ دیتے ہیں' اکثر کی یہ حالت ہے کہ وہ جھوٹ اور فریب سے لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں اور ان کی انتہائی کوشش یہ ہوتی ہے کہ لوگ خدا کے راستے کی طرف نہ آنے پائیں (کیونکہ اس سے ان کی پیشوائیت اور اقتدار ختم ہو جاتا ہے)۔

اے رسولؐ! تم ان کے ان علماء و مشائخ کو اور ان کے ساتھ ان لوگوں کو جو (ان کی خود ساختہ شریعت کی آڑ میں' نظام سرمایہ داری کو منشائے خداوندی کے عین مطابق سمجھ کر) سونے چاندی (دولت) کے ڈھیر جمع کرتے رہتے ہیں اور اسے نوع انسان کی بہبود کے لئے عام نہیں کرتے' الم انگیز عذاب کی خبر سنا دو۔

اس مال کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اور اس سے ان کی پیشانیاں' ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ مال جسے تم نے تنہا اپنے لئے جمع کر رکھا تھا (اور دوسروں کو اس سے محروم کر رکھا تھا) سو جو کچھ تم نے یوں جمع کر رکھا تھا اس کا اب مزا چکھو"۔

○..... جو لوگ معاشرہ میں تنہا رہ جائیں ان کی عزت نہ کرنے والا۔ لوگوں کو اس کی ترغیب نہ دلانے والا کہ محتاجوں اور مسکینوں کے سامان رزق کا بندوبست کرنا چاہئے۔

عن المجرمین ○ ما سلککم فی سقر ○ قالوا لم نک من المصلین ○ ولم نک نطعم المسکین ○ وکنا نخوض مع الخائضین ○ وکنا نکذب بیوم الدین ○ حتی اتٰنا الیقین ○

marfat.com

(74/41-47)

ان مجرمین سے جو تباہیوں کے عذاب میں مبتلا ہوں گے' پوچھنے والے پوچھیں گے کہ وہ کونسے ایسے جرائم تھے جن کی وجہ سے تم جہنم میں آپہنچے۔ وہ کہیں گے کہ تفصیل تو اس اجمال کی طول طویل ہے لیکن مختصر الفاظ میں یوں سمجھو کہ ہم ان لوگوں میں شامل نہ ہوئے جنہوں نے نظام صلوٰۃ قائم کیا اور ہم ان لوگوں کے رزق کا سامان نہیں کرتے تھے جو کمائی کرنے کے قابل نہیں رہتے تھے۔ ہم کرتے کراتے کچھ نہیں تھے لیکن اپنے جیسوں کے ساتھ مل کر باتیں بڑی بڑی بنایا کرتے تھے اور اس بات کو جھٹلاتے تھے کہ ایک دن ہمارے اعمال کے نتائج تباہی بن کر ہمارے سامنے آئیں گے۔ ہم اسی روش پر قائم رہے تاآنکہ یہ تباہی حقیقت بن کر ہمارے سامنے آگئی۔

○..... جو لوگ رزق کے سرچشموں پر سانپ بن کر بیٹھ جائیں اور خالی نمازیں پڑھ کر سمجھ لیں کہ ہم مصلین ہو گئے۔

ارءیت الذی یکذب بالدین ○ فذلک الذی یدع الیتیم ○ ولا یحض علی طعام المسکین ○ فویل للمصلین ○ الذین هم عن صلاتهم ساهون ○ الذین هم یراءون ○ ویمنعون الماعون ○

(107/1-7)

کیا تو نے اس شخص کی حالت پر بھی غور کیا جو زبان سے تو اسلام کا اقرار کرتا ہے لیکن عملاً" دین کی تکذیب کرتا ہے (دین کا مقصد یہ تھا کہ معاشرہ میں جو شخص بے یارو مددگار رہ جائے اسے محسوس تک نہ ہونے پائے کہ وہ تنہا اور بے کس ہے اور اگر کسی وجہ سے کسی کی کوئی ضرورت رک جائے تو اسے فورا" پورا کر دیا جائے لیکن) اس دیندار کی حالت یہ ہے کہ جو شخص بے یار و مددگار رہ جائے' یہ اسے دھکے دیتا ہے اور محتاجوں کی مدد نہ خود کرتا ہے نہ دوسروں کو ایسا کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ کام تو ایسے کرتا ہے' لیکن اپنے آپ کو "دیندار" ظاہر کرنے کے لئے نمازیں بہت پڑھتا

marfat.com

ہے۔ اسی قسم کے نمازی ہیں جن کی نمازیں ان کی تباہی کا باعث بن جاتی ہیں اس لئے کہ یہ نمازیں پڑھ کر اپنے آپ کو فریب دے لیتے ہیں (یا دوسروں کو فریب دیتے ہیں) کہ یہ بڑے متقی' پرہیز گار ہیں۔ انہیں اس کا پتہ ہی نہیں کہ صلوٰۃ کا مقصد کیا ہے؟ اس کا مقصد تھا ایک ایسے معاشرہ کا قیام جس میں تمام افراد قوانین خداوندی کا اتباع کریں اور عالمگیر انسانیت کو سامان نشوونما بہم پہنچتا رہے۔ یہ اس کی اس غرض و غایت سے تو غافل رہتے ہیں اور اس کے محسوس ارکان (قیام' رکوع' سجود وغیرہ) کی ادائیگی کے بعد سمجھ لیتے ہیں کہ ہم فریضہ خداوندی سے سبکدوش ہو گئے (9/54)۔ ان کی اس خود فریبی کا نتیجہ ہے کہ یہ ایک طرف نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور دوسری طرف رزق کے ان سرچشموں پر جنہیں بہتے پانی کی طرح ہر ایک کی ضروریات کے لئے کھلا رہنا چاہئے' بند لگا کر ان پر اپنا قبضہ جما لیتے ہیں اور اس طرح ضرورت مندوں کو سامان زیست سے محروم کر دیتے ہیں۔ (یوں یہ تکذیب دین کرتے اور ننگ اسلام بنتے ہیں)۔

عذاب جہنم کا تعارف

اہل جہنم پھر جس قسم کے عذاب میں مبتلا ہوں گے اس کا اجمالی سا تعارف درج ذیل ہے۔

ظہور نتائج کا وقت وہ حقیقت ثابتہ ہے جب ہر انسان کا فیصلہ اس کے اعمال کے مطابق ہو گا۔ وہ لوگ جو نظام خداوندی سے سرکشی برتتے ہیں' ان کا انجام تباہی و بربادی کا وہ جہنم ہے' جس کی وسعتوں کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں۔ فرمایا۔

وجاءت كل نفس معها سائق وشهيد ○ لقد كنت في غفلة من
هذا فكشفنا عنك غطاءك فبصرك اليوم حديد ○ وقال قرينه
هذا ما لدي عتيد ○ ألقيا في جهنم كل كفار عنيد ○ مناع للخير
معتد مريب ○ الذي جعل مع الله إلها آخر فألقياه في العذاب

marfat.com

اشدید ○ (50/21-26)

"ظہور نتائج کے وقت ہر شخص اپنے اعمال کا نتیجہ سننے کے لئے اس طرح حاضر عدالت ہو گا کہ (اس کے اعمال کے محافظ اس کے ساتھ ہوں گے) ایک اسے پیچھے سے ہانک رہا ہو گا اور دوسرا اس کی نگرانی کر رہا ہو گا۔ اس سے کہا جائے گا کہ تو اس زندگی کے متعلق غفلت میں پڑا رہا۔ سو آج ہم نے تیری آنکھوں پر پڑے ہوئے پردے اٹھا دیئے ہیں اور تیری نگاہ اس قدر تیز کر دی گئی ہے (کہ وہ محسوسات کی تمام دیواروں کو چیر کر سابقہ زندگی کے اعمال کے غیر محسوس اور غیر مرئی نتائج تک بلا روک ٹوک پہنچ رہی ہے۔ وہ سب تیرے سامنے بے نقاب ہیں) اس کا ریکارڈ کیپر جو اس کے ساتھ آ رہا تھا (یعنی خود نفس انسانی) کہے گا کہ یہ ہے میرے پاس اس کا ریکارڈ جو بالکل تیار اور ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ چنانچہ اس ریکارڈ کے مطابق ہر ایک کا فیصلہ ہو گا اور جو لوگ ضد اور تعصب کی بنا پر قوانین خداوندی سے انکار کرتے اور سرکشی برتتے تھے انہیں جہنم میں پہنچا دیا جائے گا۔ یعنی ان لوگوں کو جو مال و دولت کو روک کر رکھتے تھے (اور اسے نوع انسان کی نشوونما کے لئے عام نہیں کرتے تھے)۔ جو نظام خداوندی سے سرکشی برتتے تھے اور قانون مکافات کے بارے میں شک اور اضطراب میں پڑے رہتے تھے۔ اور جو خدا کے اقتدار و اختیار کے ساتھ اور قوتوں کا اختیار و اقتدار تسلیم کرتے اور ان کی محکومیت اور اطاعت اختیار کرتے تھے۔ ان سب کے متعلق فیصلہ ہو گا کہ انہیں جہنم کے سخت تباہ کن عذاب میں مبتلا کر دو۔"

جہنمی کے بارے حکم ہو گا کہ اسے گرفتار کر لو۔ کہیں بھاگ نہ جائے۔ اس کے گلے میں طوق، ہاتھوں میں ہتھکڑیاں، اور پاؤں میں بیڑیاں ڈالو اور اسے جہنم میں پہنچا دو (خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ ثم فی سلسلۃ ذرعھا سبعون ذراعا فاسلکوہ 69/30-32) یعنی تنگ و تاریک کوٹھری میں بند کر دو (و اذا القوا منھا مکانا ضیقا مقرنین .... 25/13) خود نہیں جاتا تو اسے گھسیٹ کر لے جاؤ (خذوہ فاعتلوہ الی سواء الجحیم 44/47) جس طرح جانوروں کو ہانک کر لے جاتے ہیں۔ (ونسوق المجرمین الی جھنم وردا 19/86) یہ خطرناک قسم کا مجرم ہے، اس لئے

marfat.com

اس پر ایسے داروغے مقرر کرو جو مضبوط اور سخت قسم کے واقعہ ہوں (علیھا ملائکتہ غلاظ شداد 66/6) ایسے کہ جو کچھ ان سے کہا جائے اس کے مطابق فوراً عمل کریں اور اس میں ذرا بھی کوتاہی یا سرتابی نہ کریں (لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون مایومرون 66/6)۔

وہاں جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی (و اذا الجحیم سعرت 81/12) اور جب اس کی آگ ذرا ٹھنڈی ہونے لگے گی تو اسے اور زیادہ تیز کر دیا جائے گا (کلما خبت زدنھم سعیرا ○ 17/97)۔ وہ آگ اہل جہنم کے چہروں کو جھلسا دے گی (23/104) اس کا دھواں اور شعلے ہر طرف سے محیط ہوں گے (55/35) وہ شعلہ فگن آگ کلیجہ کو کھینچ کر نکال باہر کرے گی (انھا لظی نزاعۃ للشوی ○ 16-15/70) اس کے دھوئیں کا سایہ تین شاخوں والا ہو گا جس سے کہیں جائے پناہ نہیں مل سکے گی۔ وہ اتنے بڑے بڑے شعلے پھینکے گی گویا وہ بلند عمارات ہیں یا زرد اونٹ (33-30/70) اس میں اہل جہنم کو ڈال کر اسے اوپر سے بند کر دیا جائے گا (90/20) اس طرح ان کے اوپر اور نیچے سب آگ ہی آگ ہو گی (39/16) وہ آگ کھالوں کو پگھلا دے گی۔ جب ان کی ایک جلد (کھال) جل جائے گی تو اس کی جگہ دوسری کھال بدل دی جائے گی اور اس طرح وہ مسلسل عذاب میں ماخوذ رہیں گے (4/56)۔ اہل جہنم کے کپڑے بھی آگ سے قطع کئے جائیں گے۔ ان کے سروں پر سے کھولتا ہوا پانی بہایا جائے گا۔ اس سے ان کی کھال اور انتڑیاں گل جائیں گی۔ وہ پانی کے لئے واویلا مچائیں گے تو انہیں تلچھٹ جیسا پانی ملے گا جو ان کے منہ جھلسا دے گا (18/29)۔ اس سے ان کی انتڑیاں کٹ جائیں گی (47/15) اس کھولتے ہوئے پانی سے بڑی الم انگیز اذیت پہنچے گی (6/70) وہ اسے گھونٹ گھونٹ کر کے پئیں گے لیکن اس کے باوجود وہ حلق سے نیچے نہیں اترے گا (17-16/14)۔ ان کے چاروں طرف اس قسم کا کھولتا ہوا پانی ہو گا (55/44) اس کھولتے ہوئے پانی میں ابلنا اور آگ میں جلنا' اس سے ان کی تواضع ہو گی (94-93، 56)۔ اس کے ساتھ ہی جھلسا دینے والی لو۔ کھولتا ہوا پانی اور سیاہ دھوئیں کے سائے ہوں گے۔ پینے کو وہ مشروب جو نہ ٹھنڈا ہو نہ نفع بخش (فی سموم و حمیم

marfat.com

لا ○ و ظل من یحموم ○ لا بارد و لا کریم ○ (56/42-44)۔ ان کی یہ حالت کیوں ہو گی؟ اس لئے کہ وہ دوسروں کی کمائی پر عیش پرستی اور تن آسانی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ (انھم کانوا قبل ذلک مترفین ○ (56/45) اور اگرچہ انہیں بار بار سمجھایا جاتا تھا لیکن وہ اس مجرمانہ روش زندگی پر بڑے اصرار سے جمے رہتے تھے۔ اسے کسی طرح بھی چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوتے تھے۔ (و کانوا یصرون علی الحنث العظیم ○ 56/46)۔

جہنم میں اس قدر چیخ و پکار ہو گی کہ کوئی کسی دوسرے کی بات نہیں سن سکے گا (لھم فیھا زفیر و ھم لا یسمعون 21/100)۔ جہنم تو سب کے لئے ایک ہی ہو گا لیکن جرائم کی نوعیت کے اعتبار سے مختلف مجرموں کے لئے داخلے کے دروازے مختلف ہوں گے۔ (وان جھنم لموعدھم اجمعین لھا سبعۃ ابواب لکل باب منھم جزء مقسوم 15/44) سنگین مجرموں کو اس میں بھی بیڑیوں میں جکڑ کر رکھا جائے گا (ان لدینا انکالا 73/12) کھانے کے لئے وہاں وہ کچھ ملے گا جو حلق میں اٹک کر رہ جائے۔ نہ اگلا جائے نہ نگلا جائے (وطعاما ذا غصۃ 73/13) ایسا کہ جس سے نہ شکم سیری ہو، نہ ہی وہ جزو بدن بن سکے (لا یسمن ولا یغنی من جوع 88/7)۔ بڑے بڑے "معززین" جو حرام کی کمائی سے ناز و نعمت میں پلے تھے۔ اس کھانے کو دیکھ کر تلملا اٹھیں گے۔ ان سے کہا جائے گا کہ تم مجرم ہو کر سوسائٹی میں بڑے شریف اور معزز بنتے تھے۔ اب تمہیں یہ ذلت کی روٹی کھانی ہو گی (ذق انک انت العزیز الکریم 44/49)۔ وہ عذاب اور یہ روٹی چند دنوں میں ان کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دے گی (لواحۃ للبشر 74/28) وہ ساری چربی پگھلا کر رکھ دے گی جو مفت کی کھا کھا کر چڑھائی گئی تھی (لا تبقی ولا تذر 74/29) غرضیکہ حالت وہاں یہ ہو گی کہ ان کا شمار نہ مردوں میں ہو گا نہ زندوں میں (لا یموت فیھا ولا یحیی 20/74) انہیں ہر طرف سے موت آتی دکھائی دے گی لیکن اس سے ان کی جان نہیں نکلے گی (یاتیہ الموت من کل مکان وما ھو بمیت 14/17)۔ حتیٰ کہ مجرمین ناک سے لکیریں تک نکالیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں ایک دفعہ یہاں سے نکال کر کام کرنے کا موقع دیا جائے، پھر

marfat.com

آپ دیکھئے گا کہ ہم کیسے اچھے کام کرتے ہیں۔ (رب ارجعون لا○ لعلی اعمل صالحا فیما ترکت 100-23/99) جواب ملے گا کہ اب جو تم کہتے ہو کہ ہمیں اگر دوبارہ موقع ملے تو ہم صحیح راستے پر چل کر دکھائیں۔ تم یہ بتاؤ کہ تمہیں پہلی زندگی میں کوئی کم موقع ملا تھا؟ اور پھر تمہارے پاس وہ رسولؐ بھی آگیا تھا جو تمہیں پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ تمہاری روش تمہیں تباہی کے جہنم کی طرف لے جائے گی لیکن تم نے اس کی ایک نہ سنی۔ سو اب تم اپنے اعمال کے نتائج بھگتو۔ اب کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ (غریبوں پر) ظلم کرنے والوں کا کوئی مددگار نہیں ہو سکتا۔ (ربنا اخرجنا نعمل صالحا غیر الذی کنا نعمل اولم نعمر کم ما یتذکرو فیہ من تذکرو جاء کم النذیر فذو قوافحا للظلمین من نصیر ع○ 35/37)۔ اس طرح وہ وہاں سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں پائیں گے (لا یحلون عنہا محیصا 4/121) وہ ہزار چاہیں گے کہ اس عذاب سے نکل جائیں لیکن وہ وہاں سے نکل نہیں سکیں گے اس لئے کہ وہ عذاب ہمیشہ رہنے والا ہے (یریدون ان یخر جوان النار وما ھم بعحار جین منہا ولھم عذاب مقیم 5/37) جہنم سے نکلنا تو ایک طرف اس کے عذاب میں ذرا سی بھی تخفیف نہیں ہو گی اور اس طرح ان پر ابدی مایوسی چھا جائے گی (لایفتر عنہم و ھم فیہ مبلسون ج○ 43/75) وہ جہنم کے داروغہ مالک سے کہیں گے کہ خدا سے کہو کہ وہ ہمارا خاتمہ ہی کر دے۔ وہ کہے گا کہ یہاں موت نہیں آ سکتی اس لئے تمہیں اسی حالت میں رہنا ہو گا (و نادو یمٰلک لیقض علینا ربک قال انکم ما کثون 43/77) اس وقت حق سے انکار کرنے والا شدت اضطراب سے تنگ آ کر چیخ اٹھے گا کہ اے کاش! میں زندگی اور شعور' احساس اور ذمہ داری کا حامل انسان ہونے کے بجائے مٹی کا تودہ ہوتا (تو اس عذاب سے بچ جاتا)۔ (ویقول الکفر یلیتنی کنت ترابا 78/40)۔

اکیلے اکیلے مجرموں کے بعد پھر جتھوں' گروہوں اور پارٹیوں کی باری آئے گی۔ یہ گروہ اور پارٹیاں ان تمام جرائم میں ایک دوسرے کی ہمراز اور دمساز تھیں۔ لیکن اب ان کی یہ کیفیت ہو گی کہ جب کوئی ایک پارٹی جہنم میں داخل ہو گی تو وہ

marfat.com

دوسری پارٹی پر لعنت بھیجے گی (کلما دخلت امۃ لعنت اختہا 7/38)۔ وہاں سب پارٹیاں اکٹھی ہو جائیں گی۔ ان میں ان کے سرغنے بھی ہوں گے اور لیڈروں کے پیچھے چلنے والے، ان کے ایجنٹ، گماشتے اور کارندے بھی۔ اس وقت ان کے عوام کہیں گے کہ اے ہمارے نشوونما دینے والے! ہم نے اپنے ان لیڈروں کی جو ہم میں بڑے بنے ہوئے تھے، اطاعت کی تو انہوں نے ہمیں زندگی کے صحیح راستے سے بہکا دیا۔ لہٰذا، اے ہمارے پروردگار! تو انہیں دہری سزا دے۔ (قالوا ربنا انا اطعنا سادتنا و کبراء نا فاضلونا السبیلا ○ ربنا اتھم ضعفین من العذاب 68-33/67)۔ اس کے جواب میں لیڈران اپنے متبعین سے کہیں گے کہ تم خواہ مخواہ کی باتیں کیوں بنا رہے ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں تھا کہ قوانین خداوندی کا تقاضا کیا ہے اور اس کی خلاف ورزی کے نتائج کیا ہوا کرتے ہیں؟ اگر تمہارے دل میں قانون شکنی اور مفاد پرستی کا جذبہ نہ ہوتا تو ہم تمہیں ان جرائم پر کیسے آمادہ کر سکتے تھے؟ اس لئے اس میں ہمارا کیا قصور؟ تم خود مجرم تھے اور مجرم ہو۔ (قال الذین استکبروا للذین استضعفوا انحن صددنکم عن الھدی بعد اذ جاء کم بل کنتم مجرمین 34/32) اس پر عوام ان لیڈروں سے کہیں گے کہ تم کیا کہہ رہے ہو کہ تم نے ہمیں اس سے نہیں روکا تھا اور ہم نے خود ہی اس سے انکار کیا تھا! تم رات دن اس قسم کی چالبازیاں اور فریب کاریاں کرتے رہتے تھے جن سے ہم اس صحیح راستے کے قریب تک نہ پھٹک سکیں تم اس قسم کے قانون بناتے رہتے تھے جن سے ہم قوانین خداوندی سے انکار کرنے پر مجبور ہو جائیں اور اس کے احکام کے ساتھ دوسروں کے احکام کو شریک کریں (33/67) (وقال الذین استضعفوا للذین استکبروا بل مکر الیل والنھار اذ تامروننا ان نکفر باللہ و نجعل لہ اندادا 34/33)۔ غرضیکہ اس میں بڑے جھگڑے ہوں گے۔ آخر الامر، ان لیڈروں کے متبعین ان سے کہیں گے کہ چھوڑو اور سب باتوں کو۔ اب کچھ ایسی تدبیر کرو جس سے اس سزا میں کچھ کمی ہو جائے ورنہ ہم تو یہیں ختم ہو جائیں گے۔ (فیقول الضعفٰؤ للذین استکبرو انا کنا لکم تبعا فھل انتم مغنون عنا نصیبا من النار 40/47) وہ لیڈر کہیں گے کہ ہم خود تمہارے ساتھ پھنسے ہوئے ہیں

marfat.com

اس لئے ہم تمہارے لئے کیا کر سکتے ہیں۔ یہاں لیڈر اور عامی میں کوئی فرق نہیں۔ اب کوئی کسی کے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ (قال الذین استکبرو انا کل فیہا..... 48/40)۔ اب چیخنے چلانے سے کچھ حاصل نہیں۔ اب تو اس عذاب کو جھیلنا ہی پڑے گا اب گریز کی کوئی راہ نہیں (سواء علینا اجزعنا ام صبرنا مالنا من محیص 21/14) اس وقت تمہارے مقابلہ میں ہماری پوزیشن اس لئے بڑی تھی کہ ہمارے پاس دولت زیادہ تھی اور قوت ہمارے ہاتھ میں تھی۔ لیکن تمہیں معلوم ہے کہ نہ تو ہمارا مال و دولت کسی کام آسکا ہے اور نہ ہی ہمارا وہ غلبہ اور اقتدار باقی رہا ہے۔ (ماأغنی عنی مالیہ ج○ ھلک عنی سلطنیہ 29-28/69)۔

یہ ہے اس عذاب جہنم کا تعارف جس سے کوئی کسی کو نہیں بچا سکے گا حتیٰ کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس بھی نہیں۔ فرمایا۔

افمن حق علیہ کلمۃ العذاب افانت تنقذ من فی النار ○ (39/19)

جو خدا کے قانون مکافات کے مطابق عذاب کا مستوجب قرار پاگیا۔ اے رسولؐ! کیا تو اسے اس سے بچا سکتا ہے۔

اہل جنت کا تعارف

جہاں تک اہل جنت کا تعلق ہے تو یہ وہ سعادت مند افراد ہوں گے جن کی ذات کی باقاعدہ نشوونما ہو چکی ہو گی۔

سورہ النساء میں ہے۔

ومن یعمل من الصلحت من ذکر اوانثی وھو مومن فاولیک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون نقیرا (4/124)

"جو بھی اعمال صالحہ کرے اور وہ مومن ہو --- خواہ مرد ہو یا عورت --- وہ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے اعمال کے نتائج میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں کی جائے گی۔"

یہ وہ جنت ہے جو نہ مانگنے سے ملتی ہے نہ بطور بخشش، نہ کسی کی سفارش سے

marfat.com

ملتی ہے نہ بطور انعام۔ یہ انسان کے اپنے اعمال کا فطری نتیجہ ہوتی ہے۔ فرمایا

ان تلکم الجنته اوذثتموا اھا بما کنتم تعملون ○ (7/43)

یہ ہے وہ جنت جس کے تم خود اپنے اعمال کے بدلے میں مالک بنائے گئے ہو۔

خالد بن فیھا ابدا طO (98/8)۔

(اس جنت میں مومنین) ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔

وعدالله حقا و من اصدق من الله قیلا ○ (4/122)

یہ خدا کا پکا اور سچا وعدہ ہے اور خدا سے زیادہ بات کا سچا کون ہو سکتا ہے؟

لا یذو قون فیھا الموت الا الموتته الاولی (45/56)

اس موت کے بعد جو ان کے طبیعی جسم پر دنیا میں واقع ہوئی تھی' انہیں پھر موت نہیں آئے گی۔

جنت کی آسائشیں

جہاں تک جنت کی آسائشوں اور راحتوں کا تعلق ہے تو اس کی تمام تفاصیل کو قرآن کریم نے اس حسین اجمال میں سمٹا دیا ہے کہ۔

لھم فیھا مایشاء ون طO (16/31)

انہیں اس میں جو چاہیں گے ملے گا۔

دوسرے مقام پر بات اس سے بھی آگے چلی گئی ہے جہاں کہا۔

لھم مایشاء ون فیھا ولدینا مزید ○ (50/35)

وہ جو کچھ چاہیں گے انہیں وہ ملے گا بلکہ ہمارے پاس ان کے لئے اس سے بھی زیادہ ہے۔

جنتی زندگی کی ان آسائشوں اور راحتوں کا مقصد کیا ہو گا؟ اس کا ذکر کرتے ہوئے قرآن نے کہا۔

و حسنت مرتفقا عO (18/31)

زندگی کی یہ خوشگواریاں انسانیت کے لئے مزید ارتقائی منازل طے کرنے کے

marfat.com

لئے متوازن سہارا بنیں گی۔

اسی حقیقت کو قرآن نے سورہ زمر میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

لھم غرف من فوقھا غرف مبنیتہ تجری من تحتھا الانھرا وعد اللہ
لا یخلف اللہ المیعاد ○ (39/20)

"اہل جنت کے لئے زندگی کی کشادگیاں اور فراوانیاں۔ بلندیاں اور سرفرازیاں اور مدارج بالائے مدارج ہیں وہ جوں جوں ارتقائی منازل طے کرتے جائیں گے' ان کا مقام بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے گا۔ ان کے حسن عمل کی شادابیوں میں کبھی کمی اور افسردگی نہیں آئے گی۔ یہ خدا کے قانون ربوبیت کا حتمی اور اٹل نتیجہ ہے جس کے خلاف کبھی نہیں ہو سکتا۔"

اسی لئے کہا گیا ہے کہ۔

وسارعوا ابی مغفرۃ من ربکم و جنتہ عرضھا السموات والارض○ (3/133)

"(تاخیر مت کرو اور) جلدی سے اپنے نشوونما دینے والے کے سایہ حفاظت میں پہنچ جاؤ اور اس جنت کو حاصل کر لو جو کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے۔"

یاد رہے کہ مستقبل سنوارنے کا موقع صرف اسی دنیا کی زندگی میں ہے۔ خوش بخت ہیں وہ انسان جو اس نادر موقع کو غنیمت سمجھیں اور اپنے قصر جنت کی بنیاد کی اینٹ اپنے حسن عمل کے ہاتھوں بلا توقف و بلا تاخیر رکھ دیں کہ چانس آخری ہے اور معلوم نہیں کہ موت کا بلاوا کس دن آجائے۔

وانفقوا من مارزقنکم من قبل ان یاتی احد کم الموت فیقول رب
لولا اخرتنی الی اجل قریب لا فامیدق و اکن من الصحلحین ○ ولن
یوخیر اللہ نفسا اذا جاء اجلھا ○ تعملون۔ (63/10-11)

جو کچھ تمہیں اللہ نے دیا ہے اسے نظام ربوبیت کے قیام کے لئے کھلا رکھو' قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کے سامنے موت آکھڑی ہو اور وہ حسرت و یاس سے کہے کہ اے میرے نشوونما دینے والے' اگر تو مجھے تھوڑی سی مہلت بھی دے دیتا تو

marfat.com

میں اپنے دعوئے ایمان کو اپنے عمل سے سچ کر دکھاتا اور اس طرح ان لوگوں میں شامل ہو جاتا جو تیرے متعین کردہ صلاحیت بخش پروگرام کی تکمیل میں سرگرم عمل رہتے ہیں اور یوں انسانیت کو اور خود اپنی ذات کو سنوارتے ہیں۔ لیکن خدا کا اٹل قانون یہ ہے کہ جب کسی کی موت آجائے تو پھر اسے مہلت نہیں ملا کرتی۔ (اس لئے جو کچھ تمہیں کرنا ہے اس میں تاخیر مت کرو) اللہ تمہارے ہر کام سے باخبر ہے۔

(مفہوم القرآن از پرویز)

marfat.com

2- اقراء

انقلاب قرآنی کا راستہ

قرآنی تعلیم کا مقصود منتہی یہ ہے کہ عالمگیر سطح پر نظام ربوبیت کا قیام عمل میں آجائے۔ (53/42) یہی وہ مقصد عظیم ہے جس کے حصول کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا۔

فسبح باسم ربک العظیم ع○ (56/96)

"(اے رسولؐ!) تم اپنے نشوونما دینے والے کے بلند و بالا نظام ربوبیت کو **متشکل** کرنے کے لئے بھرپور کوشش کرو"۔

تاکہ معاشرے میں ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ۔

فاما الیتیم فلا تقهر ط○ واما السا لل فلا تنهر ط○ و اما بنعمته ربک فحدث ع○ (93/9-11)

جو فرد بے یار و مددگار' تنہا رہ جائے' اسے کوئی دبا اور دھتکار نہ سکے اور نہ ہی کوئی ضرورت مند ایسا حقیر سمجھا جائے کہ ارباب ثروت کی جھڑکیاں اسے قابل نفرت مقام تک پہنچا دیں - (ان کے اس حقارت آمیز سلوک سے' اسے خود اپنی ذات سے نفرت پیدا ہو جائے)۔ تم اس بات کا عام چرچا کرتے چلے جاؤ کہ خدا نے زندگی کی جو آسائشیں اور نعمتیں پیدا کی ہیں' وہ اس لئے نہیں کہ ان پر ایک گروہ قابض ہو کر بیٹھ جائے اور عام انسانیت ان سے محروم ہو جائے۔ ان کے دروازے ہر ضرورتمند کے لئے یکساں طور پر کھلے رہنے چاہئیں۔ (41/10)۔

marfat.com

عالمگیر سطح پر نظام ربوبیت کا قیام چونکہ ایک تحریک (یعنی منظم جدوجہد) کے ذریعے ہی ممکن ہے' اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا۔

واخفض جناحک للمومنین ○ (15/88)

"جو لوگ اس جدید پروگرام پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوں انہیں اپنے بازوؤں کے نیچے سمیٹ لیجئے"۔

فاصداع بما تومز (15/94)

"اور اس طرح اپنی جماعت کی جداگانہ تشکیل کر لیجئے"۔

اس کے ساتھ ساتھ اہل ایمان کو بھی یہ تاکید کر دی کہ۔

یایها الذین امنوا التقو الله وکو نوامع الصدقین ○ (9/119)

"اے ایمان والو! تمہیں بھی چاہئے کہ تم قوانین خداوندی کی پوری پوری نگہداشت کرو۔ (لیکن یاد رکھو ایسا انفرادی طور پر ممکن نہیں اس کے لئے تمہیں) صادقین کی جماعت کے ساتھ رہنا ہو گا"۔

اس جماعت میں شامل ہونے کے بعد پھر تمہاری کیفیت یہ ہونی چاہئے کہ۔

ان صلاتی ونسکی و محیای ومما نی لله رب العلمین○ (6،163)

"میرے تمام فرائض زندگی اور ان کے ادا کرنے کے طور طریقے۔ میرا مرنا اور جینا سب خدا کے عالمگیر نظام ربوبیت کی تکمیل کے لئے وقف ہے"۔

ان آیات خداوندی کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ اگر آج' عالمگیر سطح پر قرآنی نظام ربوبیت کا قیام عمل میں لانا ہے تو اس کے لئے ایک ایسی جماعت کا ہونا ضروری ہے۔ جو ان افراد پر مشتمل ہو جو۔

کونوا ربنیین بما کنتم (3،79)

خدا کے نظام ربوبیت کے علمبردار ہوں۔

(میری رائے میں) امت مسلمہ کو قرآنی نظام ربوبیت کی عملی تشکیل کے لئے جس تحریک کے ذریعے مصروف عمل ہونا چاہئے اس کا نام ہے۔

marfat.com

I. Q. R. A.

(INCULCATION OF QURANIC)

(REVOLUTIONARY ASPECTS)

اقراء

(انقلاب قرآنی کا راستہ)

رکن اقراء

نوع انسانی کا ہر فرد جو۔

(1) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ط پر **ایمان لائے۔**

(2) قرآن کو اللہ کی عطا کردہ واحد ' مکمل ' غیر متبدل اور محفوظ ضابطہ حیات مانے۔ (6/116) ـ (15/9)

(3) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی آخرالزماں مانے۔ (33/40)

(4) ہر قسم کی مذہبی' سیاسی لسانی' نسلی اور علاقائی گروہ بندیوں سے باقاعدہ انکار کرے۔ (30/31-32)

نوٹ: اقراء کا قیام 1984ء میں عمل میں آیا۔

marfat.com

3- عبوری دور میں نظام ربوبیت کا قیام

قرآن کریم اپنے پیش کردہ نظام ربوبیت کو بتدریج نافذ کرتا ہے۔ یعنی وہ انسانی معاشرہ کو اس نظام کے منتہی تک منزل بمنزل پہنچاتا ہے۔ اس لئے اس نے ہر منزل کے لئے الگ الگ ہدایات دی ہیں۔ عبوری دور میں جہاں اس نے سود خوری کے نتائج سے متنبہ کیا ہے (2/275)۔ دولت جمع کرنے کے ہلاکت انگیز عواقب سے ڈرایا ہے (9/24)۔ وصیت (2/180) اور میراث سے متعلقہ احکام دیئے ہیں۔ اسراف (6/142) اور تبذیر (17/27) سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ ضرورت مند افراد کو قرض حسنہ (5/12) اور صدقہ (2/271) دینے کا حکم دیا ہے' وہاں اس مقام کے لئے بھی رہنمائی دی ہے کہ جہاں نظام ربوبیت اپنی مکمل شکل یعنی العفو (2/219) میں نافذ ہو جائے۔

اس تدریجی رہنمائی کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کرام نے اپنے دور کے تقاضوں کے مطابق جس طرح قرآنی نظام ربوبیت قائم کیا' اسے ایک مثال کے ذریعے سمجھاتے ہوئے قرآن نے کہا۔

کزرع اخرج شطئه فازره فاستغلظ فاستوی علی سوقه یعجب الزراع لیغیظ بهم الکفار وعدالله الذین امنوا وعملوا الصلحت منهم مغفرة و اجرا عظیما ○ (48/29)

انہوں نے اس نظام خداوندی کو جس طرح قائم کیا اور پروان چڑھایا ہے' اس کی مثال یوں سمجھو کہ جب عمدہ بیج سے شگوفہ پھوٹتا ہے تو اس کی پہلی کونپل بڑی نرم و نازک ہوتی ہے۔ پھر جوں جوں اس کی جڑ مضبوط ہوتی جاتی ہے' اس کی نال موٹی ہوتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ اتنی مضبوط ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے سہارے آپ محکم اور

marfat.com

استوار طریق پر قائم ہو جاتی ہے (اس میں خوشے لگتے ہیں اور خوشوں میں دانے پڑ کر سخت اور مضبوط ہو جاتے ہیں۔ یوں وہ ننھا سا بیج پکی ہوئی فصل میں تبدیل ہو جاتا ہے)۔ جب کاشتکار اپنی محنت کو اس طرح ثمربار ہوتے دیکھتا ہے تو وجد و مسرت سے جھوم اٹھتا ہے۔ لیکن یہی چیز اس کے مخالفین کے سینے پر سانپ بن کر لوٹنے لگ جاتی ہے۔

اسی طرح اللہ ہر اس جماعت کو جو اس کے قوانین کی صداقت پر ایمان لا کر' اس کے بتائے ہوئے پروگرام پر عمل پیرا ہوتی ہے' اس امر کا وعدہ دیتا ہے۔ (یعنی یہ اس کا قانون ہے) کہ ان کی کوششوں کا ننھا سا بیج' تمام خطرات سے محفوظ رہے گا اور ان کی کھیتی پک کر بہترین ثمرات کی حامل ہو جائے گی (24/55)۔ (لیکن اس کے لئے اس قسم کی محنت اور استقامت کی ضرورت ہو گی جس قسم کی محنت اور استقامت کا ثبوت کسان دیتا ہے --- تخم صالح۔ قوانین فطرت سے مطابقت۔ مسلسل محنت اور استقلال و استقامت' کھیتی کے برومندی کے لئے یہ تمام شرائط لاینفک ہیں)۔

(مفہوم القرآن از پرویز)

تدریجی اصول کی توجیہہ کرتے ہوئے قرآن نے کہا۔

لنثبت به فو ادک ور تلنه ترتیلا ○ (25/32)

(اے رسولؐ!) اس قرآن کو بتدریج اس لئے نازل کیا گیا ہے کہ اس پر ساتھ کے ساتھ عمل ہوتا جائے اور اس طرح اس کے خوشگوار نتائج' تمہارے لئے تقویت اور ثبات قلب کا موجب بنتے جائیں۔

عبوری دور میں نظام ربوبیت کے قیام سے مراد' نظام سرمایہ داری' ملوکیت اور مذہبی پیشوائیت کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے معاشرہ کے اندر ایک ایسا قرآنی معاشرہ تشکیل دینا ہے جو ان سعادت مند افراد پر مشتمل ہو گا جو دوسروں کی محنت کا استحصال کرنے سے اجتناب اور اپنے مال و دولت کو برضا و رغبت نوع انسانی کی ربوبیت کے لئے کھلا رکھیں گے۔

سورہ البلد میں ہے۔

marfat.com

وھدینه النجدین ○ فلا اقتحم العقبه ○ وما ادراک ما العقبه ○ فک رقبه ○ او اطعام فی یوم ذی مسغبه ○ یتیما ذا مقربه ○ اومسکینا ذا متربه ○ ثم کان من الذین امنوا وتواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمه ○ اولئک اصحب المیمنه ○ (90/10-18)

ہم نے وحی کے ذریعے' صحیح اور غلط راستے' ابھار اور نکھار کر بتا دیئے ہیں۔ (انسانی ذرائع علم اور وحی کی روشنی --- دونوں)۔ ان دو راستوں میں سے ایک راستہ ذاتی مفاد پرستی کا ہے۔ یعنی جس طریق سے بھی ہو سکے' دوسروں کی محنت کا ماحصل غصب کر لینا اور یوں تن آسانی اور عیش پرستی کی زندگی بسر کرنا --- انسان کی عقل حیلہ جو اس سے کہتی ہے کہ یہ راستہ بڑا آسان ہے' اسے اسی کو اختیار کرنا چاہئے۔ اس کے مقابلہ میں دوسرا راستہ بڑا محنت طلب اور صبر آزما ہے۔ یوں سمجھو گویا یہ پہاڑ کی گھاٹی پر چڑھنا ہے' جس میں قدم قدم پر انسان کی سانس پھول جاتی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ اس میں ہر قدم انسان کو بلندی کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ پہاڑ کی گھاٹی کا سا راستہ کیا ہے؟ اسے تمہیں خدا سے بہتر کون سمجھا سکتا ہے۔ سنو! یہ راستہ یہ ہے کہ انسان صرف اپنی فکر ہی نہ کرے' بلکہ جہاں دیکھے کہ کوئی انسانی گردن کسی دوسرے کے شکنجے میں جکڑی ہوئی ہے' اسے اس سے آزاد کرائے۔ یعنی سب سے پہلے کرنے کا کام یہ ہے کہ ایسا نظام قائم کیا جائے جس میں کوئی انسان کسی دوسرے کا محکوم۔ مطیع اور زیردست نہ رہے۔ ہر ایک گردن اٹھا کر چلے۔ ہر ایک کو جسمانی' ذہنی اور قلبی آزادی حاصل ہو (اس پر قوانین خداوندی کے سوا' کسی کی پابندی نہ ہو)۔ دوسرے یہ کہ جس دور میں مستبد قوتیں' رزق کے سرچشموں کو اپنی ملکیت میں لے کر عوام کے لئے بھوک اور درماندگی کو عام کر دیں' وہ نظام ان لوگوں کے رزق کی فکر کرے جو معاشرہ میں ہزارہا انسانوں کے قریب رہتے ہوئے بھی' اپنے آپ کو تنہا اور بے یارو مددگار پائیں۔ یا ان لوگوں کے رزق کی' جنہیں اس حالت تک پہنچا دیا گیا ہو کہ وہ محض روٹی کی خاطر مٹ میں رلتے رہیں۔ (یعنی سرمایہ داروں کے محتاج رہ کر ان کے لئے محنت و مشقت کے کام کرتے رہیں)۔

marfat.com

یہ راستہ بڑا دشوار گزار اور یہ منزل بڑی کٹھن ہے لیکن اس پر چل کر انسان ان لوگوں میں شامل ہو جاتا ہے جو خدا کے نظام ربوبیت پر یقین رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کو تاکید کرتے رہتے ہیں کہ وہ اس باب میں ثابت قدم رہیں اور خدا کے عطا کردہ سامان نشوونما میں دوسروں کو بھی شریک کریں۔ یہ ان لوگوں کا گروہ ہے جو صاحب یمن و سعادت ہیں۔

(مفہوم القرآن از پرویز)

عبوری دور میں قرآنی نظام ربوبیت کے قیام کے لئے' داعیان نظام ربوبیت جس معاشی پروگرام پر عمل پیرا ہوں گے' اس کی تفصیل اگلے صفحات پر بیان کی گئی ہے۔

داعیان نظام ربوبیت کے یقین محکم اور عمل پیہم کا نتیجہ کیا ہو گا؟ اس کا ذکر کرتے ہوئے قرآن نے کہا۔

والذین امنوا و عملوا الصلحت و امنوا بما نزل علی محمد و ھو الحق من ربھم کفر عنھم سیاتھم واصلح بالھم ○ (47/2)

"جو لوگ اس نظام کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں یعنی وہ اس ضابطہ زندگی (قرآن) پر ایمان رکھتے ہیں جو محمدؐ پر نازل کیا گیا ہے اور جو ان کے نشوونما دینے والے کی طرف سے حقیقت ثابتہ ہے اور خدا کے متعین کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہوتے ہیں' ان کے اس یقین محکم اور عمل پیہم کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ان کے معاشرہ کی ناہمواریاں دور ہو جائیں گی اور ان کی صلاحیتیں نشوونما پا کر ان کی حالت سنوار دیں گی"۔

(مفہوم القرآن از پرویز)

وہ معاشرہ جو خدا کے قانون ربوبیت کے مطابق متشکل ہو گا' اسے قرآن نے مثالی معاشرہ (یعنی جنت) کہہ کر پکارا ہے۔ اس جنت کی اور خصوصیات کے علاوہ سب سے بڑی خصوصیت رزق کی فراوانی ہو گی۔ اس میں ہر ایک کو سامان نشوونما مسلسل اور متواتر ملتا رہے گا۔ (ولھم رزقھم فیھا بکرۃ و عشیا) وہاں نہ کوئی جگر پاش مشقت ہو گی نہ ذہنی کاوش اور نفسیاتی افسردگی (لا یمسنا فیھا [illegible]

marfat.com

لغوب 35/35) اس میں نہ بھوک ستائے گی نہ لباس کی فکر پریشان کرے گی۔ نہ پیاس وجہ اضطراب ہو گی۔ نہ دھوپ سے محروم رہنے کے سامان (یعنی گھر) سے محرومی ہو گی۔ (لکنالک الا تعبوع فیھا ولا تعری لاO و انک لا تظمو فیھا ولا تضحی 20/118-119)۔ چونکہ اس معاشرہ میں رزق کے لئے باہمی چھینا جھپٹی نہیں ہو گی' اس لئے ان کے دلوں میں بغض' کینہ' عداوت' سازش' مکر و فریب کے شعلہ بار جذبات بھی نہیں اٹھیں گے۔ (ونزعنا مافی صدور ھم من غل 7/43) وہاں نہ خارجی خطرات وجہ اندیشہ ہوں گے نہ دل میں حزن و ملال ہو گا۔ (فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون 6/48)۔ حتیٰ کہ بڑے سے بڑا جانکاہ حادثہ بھی ان کے دل میں کسی قسم کا خدشہ پیدا نہیں کر سکے گا۔ (لا یحزنھم الفزع الاکبر 21/103)۔ خوف و حزن سے محفوظ و مامون ہونے کی وجہ سے انہیں بڑی قلبی طمانیت حاصل ہو گی جس کے لئے وہ بارگاہ خداوندی میں سجدہ شکرانہ بجالائیں گے اور کہیں گے۔

الحمدلله الذی اذھب عنا الحزن ان ربنا الغفور شکور (35/34)

کس قدر در خور حمد و ستائش ہے خدا کا یہ نظام جس نے ہماری تمام پریشانیوں اور افسردگیوں کو دور کر دیا اور ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ یہ نظام تخریبی عناصر سے حفاظت کا سامان بھی اپنے اندر رکھتا ہے اور محنتوں کے بھرپور نتائج بھی عطا کرتا ہے۔

-----------O-----------

marfat.com

4- ملکی سطح پر نظام ربوبیت کا قیام

ملت اسلامیہ کا نظام ربوبیت پر ایمان اور پھر عبوری دور میں اس کے پروگرام کے مطابق عمل پیرا ہونے کا نتیجہ اسلامی حکومت کے قیام کی شکل میں سامنے آئے گا اور یہ سب کچھ خدا کے اس ابدی قانون کے مطابق ہو گا جس میں کہا گیا ہے کہ :

وعدالله الذین امنوا منکم و عملوالصلحت یستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا ط (24/55)

"جو لوگ تم میں سے ایمان لائیں گے اور خدا کے مقرر کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہوں گے تو خدا کا ان سے وعدہ ہے کہ وہ انہیں اس دنیا میں حکومت[1] عطا کرے گا جس طرح ان اقوام کو عطا کی تھی جو ان سے پہلے ہو گزری ہیں۔ نیز یہ وعدہ کہ وہ (استخلاف فی الارض کے ذریعے) ان کے اس نظام زندگی کو متمکن کر دے گا جسے اس نے ان کے لئے تجویز کیا ہے اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ان کا خوف امن سے بدل جائے گا"۔

1۔ اس آیت خداوندی سے یہ حقیقت واضح ہے کہ اسلامی حکومت بزور شمشیر یا دوسرے باطل ہتھکنڈوں کے زور پر قائم نہیں کی جاتی بلکہ یہ "ایمان و اعمال صالحہ" (یعنی عبوری دور میں قرآنی پروگرام پر عمل پیرا ہونے) کا فطری نتیجہ ہوتی ہے۔

marfat.com

خدا کی اس وعدہ ایفائی پر ملت اسلامیہ بارگاہ خداوندی میں اپنا سرنیاز جھکا دے گی اور کہے گی۔

الحمدلله الذی صدقنا وعده واورثنا الارض تتبوا من الجننه حیث نشاء فنعم اجرا لعلمین ○ (39/74)

"کس قدر درخور حمد و ستائش ہے خدا کی وہ ذات جس نے ان وعدوں کو جو اس نے ہمارے ساتھ کئے تھے، پورا کیا اور ہمیں اس طرح اس ملک کا وارث بنا دیا کہ ہمیں اس "جنت" میں پورا پورا اختیار و اقتدار حاصل ہے۔ کام کرنے والوں کا یہ کیسا اچھا صلہ ہے؟"

قرآن کے نزدیک اسلامی حکومت کا قیام مقصود بالذات نہیں بلکہ یہ ایک مقصد کے حصول کا ذریعہ ہے اور وہ مقصد ہے نظام صلواۃ کا قیام اور تمام نوع انسان کو سامان نشوونما بہم پہنچانا۔

سورہ الحج میں ہے۔

الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوۃ و اتوالزکوۃ (22/41)

"یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ہم نے انہیں ملک میں حکومت عطا کی تو یہ نظام صلوٰۃ قائم کریں گے (تاکہ تمام افراد معاشرہ قوانین خداوندی کا اتباع کرتے چلے جائیں) اور تمام نوع انسان کو سامان نشوونما بہم پہنچائیں گے۔"

ملکی سطح پر قرآنی نظام ربوبیت کا قیام دو ادوار میں مکمل ہو گا۔

سنہری دور

اسلامی حکومت کے قیام کی صورت میں "اقراء" کی پالیسی درج ذیل ہو گی۔

"اقراء" میں شامل افراد، اپنے وسائل رزق بہ رضا و رغبت اسلامی مملکت کی تحویل میں دے دیں گے (8/1) تاکہ وہ ان کا ایسا انتظام کر سکے کہ جس سے افراد انسانیہ کی ضروریات زندگی اور ان کی مضمر صلاحیتوں کی نشوونما کے لئے سامان و ذرائع فراہم ہو سکیں۔

marfat.com

2 - وہ افراد جو "اقراء" میں شامل نہیں ہوں گے' ان کے وسائل رزق اسلامی مملکت اپنی تحویل میں زبردستی نہیں لے گی۔

3 - اسلامی مملکت' اپنے زیر تحویل رزق کے سرچشمے اور وسائل پیداوار' پیداوار کی بولی پر' ٹھیکے پر دے گی۔

4 - اکٹھا کام کرنے والے برابر حصہ لیں گے۔

فرمان ربی ہے۔

واللہ فضل بعضکم علی بعض فی الرزق فما الذین فضلوا برادی رز قھم علی ماملکت ایما نھم فھم فیہ سواء ط افبنعمتہ اللہ یجحدون

(16/71)

یہ حقیقت ہے کہ مختلف افراد میں' اکتساب رزق (کمانے کی) صلاحیتوں میں فرق خدا کی طرف سے ہے۔ ایک کو ایک قسم کی صلاحیت زیادہ حاصل ہوتی ہے' دوسرے کو دوسری قسم کی صلاحیت۔ (یہ اس لئے کہ دنیا میں مختلف قسم کے کام ہوتے ہیں جن کے لئے مختلف قسم کی صلاحیتوں کی ضرورت ہوتی ہے (43/32)۔ لیکن جن لوگوں کو اس طرح معاشی فضیلت حاصل ہو جاتی ہے' وہ زائد پیداوار کو ان لوگوں کی طرف نہیں لوٹاتے جو ان کے زیر ہدایت کام کرتے ہیں اور جنہیں اکتساب رزق کی کم استعداد دی گئی ہے۔ وہ ایسا اس لئے نہیں کرتے کہ ان کا ذہن اس تصور کو قبول نہیں کرتا کہ اس طرح سب لوگ خدا کی عطا کردہ معاشی سہولتوں میں برابر کے شریک ہو جائیں۔ (30/28) جو لوگ ایسا نہیں کرتے وہ درحقیقت خدا کی طرف سے دی ہوئی نعمتوں کے خلاف محاذ پیدا کرتے ہیں (جس کا نتیجہ تباہی کے سوا کچھ نہیں)۔

5 - تمام انتظامات و اختیارات مختلف شعبہ ہائے زندگی میں جسمانی اور ذہنی محنت کرنے والے افراد کے پاس ہوں گے۔

6 - بلاسعی و عمل کسی کو کچھ نہیں ملے گا (53/29)۔

marfat.com

7 - ہر قابل کار شخص محنت کر کے روزی کمانے کا قانوناً" مکلف ہو گا۔

8 - افراد معاشرہ اپنی محنت کی کمائی میں سے بچت کر سکیں گے لیکن انہیں اپنی بچت شدہ رقم کو ایسی نجی ملکیت کی صورت دینا ممنوع ہو گا کہ جو دوسروں کی محنت کا استحصال کرنے یا ان کی محنت سے پیدا کردہ زائد پر قبضہ کرنے کا ذریعہ بن سکے۔

9 - افراد معاشرہ کے ذوق کے تنوع اور ضروریات زندگی کے انتخاب اور استعمال پر کوئی پابندی نہیں ہو گی (بجز اس پابندی کے جسے قرآن نے حرام قرار دیا ہے 7/32)۔

10 - روزمرہ کی عام مستعملہ اشیاء بطور ترکہ آگے منتقل ہو سکیں گی۔

11 - اقتصادی فساد مستوجب سزا ہو گا۔

12 - بوڑھے مرد و زن' بیواؤں اور معذوروں کی کفیل اسلامی مملکت ہو گی۔

13 - بے روزگاروں کو باعزت الاؤنس دیا جائے گا جسے وہ برسر روزگار ہونے کے بعد ادا کریں گے۔

14 - یتیموں کی ضروریات' اسلامی مملکت پوری کرے گی لیکن یہ ادھار ہو گا جسے بچے برسر روزگار ہونے کے بعد ادا کریں گے۔

15 - تجارت سے مراد ہو گا اشیائے ضروریہ کی مناسب تقسیم کا انتظام۔

16 - نظام مواخات میں شامل افراد اپنی محنت کی کمائی کو (عبوری اور سنہری دور دونوں میں) "نظام زکوٰۃ" کے قیام کے لئے کھلا رکھیں گے۔

17 - اسلامی مملکت کا بنیادی فریضہ ایتائے زکوٰۃ ہے یعنی افراد معاشرہ کو سامان نشوونما بہم پہنچانا۔ اس مقصد کے پیش نظر اس کی تمام متعینہ آمدنی زکوٰۃ یعنی ذریعہ نشوونما کہلائے گی۔

18 - زکوٰۃ کے مصارف اسلامی مملکت کا بجٹ مقرر و متعین کرے گا جس میں حسب ضرورت تبدیلی ہوتی رہے گی۔

marfat.com

جنتی دور

ارشاد خداوندی ہے۔

ثم نفعخ فیه اخرٰی فاذا هم قیام ینظرون ○ واشترقت الارض بنور ربها ووضع الکتب وجای بالنبین والشهداء و قفی بینهم بالحق وهم لایظلمون ○ (70-69/39)

"پھر دوسری بار جب قرآنی انقلاب کا بگل بجے گا تو انسانیت اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جائے گی۔ اور لوگ خدا کی ربوبیت عامہ کو اپنے سامنے بے نقاب دیکھ لیں گے۔ اس وقت زمین (انسانی معاشرہ) خدا کی عالمگیر ربوبیت کے نور سے جگمگا اٹھے گی اور ہر معاملہ خدا کے ضابطہ قوانین کے مطابق طے ہو گا۔ اس طرح زندگی کا وہ نقشہ مرتب اور مکمل ہو کر سامنے آجائے گا جس کے لئے انبیاء آتے رہے' اور جماعت مومنین جس کی شہادت دیتی رہی۔ (جنتی دور میں) لوگوں کے تمام معاملات کے فیصلے حق کے ساتھ ہوں گے اور کسی پر کسی قسم کی زیادتی نہیں ہو گی۔ نہ ہی کسی کے حق میں کمی کی جائے گی۔ ہر شخص کو اس کے کام کا پورا پورا صلہ ملے گا۔ کسی کا کوئی کام نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے پائے گا"۔

1 - جنتی دور میں ملت اسلامیہ اور اسلامی مملکت کے مابین ایک عظیم معاہدہ ہو گا جس کی رو سے:

ان الله اشتری من المومنین انفسهم و اموا لهم بان لهم الجنته ط (9/11)

"مومنین اپنی جان اور مال اللہ (یعنی اسلامی مملکت) کے سپرد کر دیں گے اور

marfat.com

اس کے بدلے میں اسلامی مملکت انہیں جنتی زندگی کی ضمانت دے گی"۔

اس معاہدہ کے تحت ملت اسلامیہ اپنی اکتسابی اور وہبی استعدادوں کے ماحصل کو اسلامی مملکت کے سپرد کر دے گی اور اس کے بدلے میں اسلامی مملکت' افراد معاشرہ کی ضروریات زندگی اور نشوونما ارتقاء کے دیگر ضروری اسباب و ذرائع فراہم کرنے کی ذمہ داری پورا کرے گی۔

اس عظیم معاہدہ کے متعلق رب کائنات کا ارشاد ہے۔

ومن اوفی بعهد ○ من الله فاستبشرو ابیبعکم الذی بایعتم به ط وذلک هوالفوز العظیم ○ (9/111)

اور یہ ظاہر ہے کہ اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کو پورا کرنے والا کوئی نہیں۔ سو (اے ملت اسلامیہ!) تم اس سودے پر جو تم نے اللہ (یعنی اسلامی مملکت) سے کیا ہے' خوش ہو جاؤ۔ اس لئے کہ یہی زندگی کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

فمن نکث فا انما ینکث علی نفسه ج و من اوفی بما عهد عليه الله فسيوتيه اجرا عظيما ع○ (48/10)

(یاد رکھو!) اب جو شخص اس معاہدہ کو توڑے گا تو اس کا نقصان خود اسی کو ہو گا۔ لیکن جو اللہ سے کئے ہوئے عہد کو نبھائے گا تو اللہ اسے (اس دنیا اور اخروی دنیا دونوں میں) اجر عظیم عطا کرے گا۔

اس عظیم معاہدہ کے تحت اصول ربوبیت درج ذیل ہو گا۔

کام اہلیت کے مطابق ------- دام ضرورت کے مطابق۔

استحقاق رزق میں بقدر ضرورت کا اصول کیوں ضروری ہے' اس پر روشنی ڈالتے ہوئے قرآن نے کہا۔

والله جعل لكم من انفسكم از واجا و جعل لكم من از واجكم بنين و حفدة و رزقكم من الطيبت ط افبالباطل يومنون و بنعمت الله هم يكفرون لا○ و يعبدون من دون الله مالا يملک لهم رزقا من السموت و الارض شيئا ولا يستطيعون ج○ فلا تضربوا لله الامثال

marfat.com

ط ان اللہ یعلم و انتم لا تعلمون○ (16/72-74)

(غور کرو کہ تم اپنے گھر کے اندر کس اصول (ربوبیت) پر کار بند رہتے ہو؟) اللہ نے تم میں سے تمہارے جوڑے پیدا کر دیئے۔ اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لئے بیٹے پیدا کئے۔ پھر ایسے لوگ بھی ہیں جو گھر کے کاکاج میں تمہارے مدد گار ہوتے ہیں۔ (تو تم ان سب میں کھانے پینے کی چیزوں کی تقسیم کس طرح کرتے ہو؟ کیا اسی اصول کے مطابق نہیں کہ کھانے والے پوری پوری محنت سے کماتے ہیں اور پھر خاندان میں ہر فرد کی ضرورت کے مطابق' رزق تقسیم ہو جاتا ہے۔ ہمارا نظام ربوبیت یہ چاہتا ہے کہ تم پوری کی پوری نوع انسانی کو ایک خاندان سمجھو' اور جس طرح ایک خاندان میں تقسیم کار اور تقسیم رزق کرتے ہو' اسی طرح پوری انسانی برادری میں کرو)۔ لیکن لوگ کرتے یہ ہیں کہ انسانی معاشرہ میں اس صحیح اور تعمیری نظریہ کے بجائے غلط اور تخریبی نظریہ کو اختیار کر لیتے ہیں اور اس طرح خدا کی عطا کردہ نعمتوں کی ناسپاس گزاری کرتے ہیں۔

(ظاہر ہے کہ جب سامان رزق اور انسانی صلاحیتیں' خدا کی عطا کردہ ہیں' تو رزق کی تقسیم بھی اسی کے متعین کردہ پروگرام کے مطابق ہونی چاہئے)۔ لیکن لوگوں کی حالت یہ ہے کہ وہ غیر خداوندی نظام و قوانین کی اطاعت اختیار کر لیتے ہیں۔ حالانکہ وہ قوتیں نہ تو کائنات میں سامان رزق پر کچھ کنٹرول رکھتی ہیں اور نہ ہی انہیں اس کی استطاعت ہے (کہ وہ کسی کو خاص صلاحیتیں عطا کر سکیں) سو تم اپنے غلط معاشی نظام' کو خدا کے متعلق' اپنی خود ساختہ مثالوں (تصورات) کے ذریعے صحیح ثابت کرنے کی کوشش نہ کرو --- (مثلاً" یہ کہہ کر کہ اگر خدا کا منشاء یہی تھا کہ رزق میں سب انسان یکساں حقدار ہوں' تو اسے چاہئے تھا کہ تمام انسانوں کو یکساں صلاحیتیں دیدیتا۔ اکتساب رزق کی استعداد میں اختلاف کے معنی یہ ہیں کہ استحقاق رزق میں اختلاف ہو۔ کوئی مفلس رہے کوئی تونگر ہو) --- خدا کے متعلق اس قسم کے تصورات قائم نہ کرو۔ وہ جانتا ہے کہ اختلاف استعداد کیوں رکھا گیا ہے اور استحقاق رزق میں بقدر ضرورت کا اصول کیوں ضروری ہے۔ تم ان باتوں کی کنہ و حقیقت سے واقف نہیں،

marfat.com

ہو۔ اس لئے ان پر معترض ہوتے ہو۔ (مفہوم القرآن از پرویز)

ضمناً عرض کرتا چلوں کہ یہ اصول ربوبیت (کام اہلیت کے مطابق --- دام ضرورت کے مطابق) اللہ کے آخری پیغمبر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ ہے۔ اسی لئے تو لیوس مارگن کو کہنا پڑا تھا کہ:

"کام اہلیت کے مطابق ----- دام ضرورت کے مطابق۔ یہ اصول مارکس اور لینن کا عطا کردہ نہیں۔ اصل میں یہ بات پیغمبرؐ صحرا نے کہی تھی۔ ان کا یہ قول مجھے (الاوسط' بیہقی' مسند کبیر' العرجون القدیم) میں لکھا ہوا ملا ہے کہ:

"لوگو تمام دولت اللہ کی ہے اور میں (یعنی اسلامی نظام) اس کا تقسیم کرنے والا ہوں۔ تم تمام اللہ کے بندے ہو اور تمہارے اعمال کا نگران و محاسب بھی وہی ہے۔ اسی کے احکام کو مدنظر رکھو۔ اسے سمیع و بصیر سمجھو اور کام کرتے رہو۔ نکمے اور نکھٹو نہ بنو۔ مقدور بھر محنت کرو اور میں تمہیں اتنا دوں گا جتنی تمہاری ضرورت ہو گی"۔

مارکس اور لینن نے بھی یہی کہا تھا مگر ان سے خدا کا تصور چھین لینے کی جو غلطی سرزد ہوئی اس نے سوشلزم کو سرمایہ داری کا حصہ بنا دیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ مارکس اور لینن کے دعوے چار دن میں ختم ہو گئے مگر پیغمبرؐ صحرا کا قائم کردہ نظام ریگزار عرب میں مدتوں مثالی معاشرہ کی تابانیوں میں جلوہ گر رہا۔

(HAVES AND HAVE NOTS BY LEWIS MORGAN : P 41)

2 - کرنسی کی بجائے رسید کے ذریعے کام کاج چلیں گے۔

3 - کرنسی بطور پیمانہ کے استعمال ہو گی۔

4 - رسیدیں چھپی ہوئی ہوں گی جس کے چار رنگ ہوں گے۔

(i) پیلا (ii) سبز (iii) گلابی اور (iv) سفید

(i) پیلے رنگ والی رسید' آدمی / سٹور کیپر رکھے گا۔

(ii) سبز رنگ والی رسید' بنک کو بھیجی جائے گی۔

(iii) گلابی رنگ والی رسید' ناظم حلقہ اخوت کو بھیجی جائے گی۔

(iv) سفید رنگ والی رسید' خریدار اپنے پاس رکھے گا۔

marfat.com

5 - ہر فرد اپنی منقولہ اور غیر منقولہ اثاثوں کی فہرست کی چار نقول تیار کروائے گا۔ ایک متعلقہ فرد خود رکھے گا۔ دوسری بنک کو۔ تیسری سٹور کو اور چوتھی ناظم حلقہ اخوت کو بھیجی جائے گی۔ فہرست سوئی سلائی تک ہو گی۔ ناظم حلقہ اخوت یہ چیک کرے گا کہ اس میں کچھ کمی بیشی تو نہیں رہ گئی۔

6 - بنک میں ہر فرد کا کام۔ آمدن اور خرچ درج کیا جائے گا۔

7 - خرید و فروخت کی رسید روزانہ بنک اور ناظم حلقہ اخوت کے دفاتر میں پہنچائی ہوں گی جو اس کا اندراج اپنے اپنے رجسٹرز میں کریں گے۔

8 - ہر فرد کو اپنا حساب کتاب مکمل رکھنا ہو گا۔

9 - ہر فرد کے ریکارڈ کو حکومت کا نمائندہ آکر چیک کیا کرے گا کہ اندراج ٹھیک کیا گیا ہے یا نہیں۔

10 - سال کے آخر پر حکومت ہر فرد کی آمدن اور خرچ کی تفصیل شائع کرے گی۔

11 - ہر چیز کے بھاؤ ایک سال پہلے مقرر ہوں گے۔

12 - زیادہ سے زیادہ کوشش کی جائے گی کہ ہر فرد کو تازہ بہ تازہ اشیاء ملیں۔

13 - ہر فرد کی جائز ضرورت پوری کی جائے گی۔

14 - اگر کسی فرد کی کوئی چیز گم ہو جاتی ہے یا چوری ہو جاتی ہے تو وہ اپنے ناظم حلقہ اخوت کو لکھ کر دے گا کہ فلاں چیز کیسے گم ہو گئی یا چوری ہو گئی۔ اس فرد کو دوسری چیز لینے کا حق ہو گا بشرطیکہ اس کی غفلت نہ پائی گئی۔ اگر وہ فرد اپنی چیز کی حفاظت نہیں کرتا تو اس کو وہ چیز دوبارہ نہیں ملے گی۔

15 - کسی چیز کا بے فائدہ ضیاع جرم ہو گا اور ایسا کرنے والے کو سزا دی جائے گی۔

16 - غیر ملکی کرنسی' اسلامی مملکت کے اندر نہیں چل سکے گی اور اگر کسی فرد کے پاس پائی گئی تو وہ سزا کا مستحق ہو گا۔

marfat.com

17 - ملت اسلامیہ صرف اسلامی ممالک کی تیار کردہ اشیاء کو ہی استعمال کرے گی کیونکہ قرآن کے نزدیک ہر وہ چیز جسے غیر اللہ کی طرف منسوب کیا جائے، حرام ہے۔

فرمان ربی ہے۔

انما حرم عليكم الميتته و الدم و لحم الخنزير وما اهل به بغير الله (2/173)

اللہ نے تم پر چار چیزیں حرام قرار دی ہیں۔ مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور ہر وہ چیز جسے اللہ کے سوا کسی اور کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

دوسرے مقام پر کہا۔

فكلوا مما ذكر اسم الله عليه ان كنتم بايته مومنين ○ (6/119)

جس چیز پر اللہ کا نام لیا جائے اسے ہی کھاؤ (یا استعمال کرو) یہ اس بات کی علامت ہو گی کہ قوانین خداوندی پر تمہارا ایمان ہے۔

نوٹ۔ جنتی دور کے لئے ابھی مزید پالیسیوں کے لکھنے کی گنجائش موجود ہے۔

-----------○-----------

marfat.com

اقراء

کاپی نمبر..........

(سٹور)

سٹور کی جاری کردہ رسید

خریدار کا مکمل پتہ	تاریخ	بنک اور اکاؤنٹ نمبر	مال دینے والے کا مکمل پتہ

برائے مہربانی درج ذیل اشیاء دی جائیں

یہ حصہ خریدار پر کرے

یہ حصہ آدمی/سٹور کیپر پر کرے

اشیاء کی تفصیل	پیمانہ	ضرورت	سامان جو دیا گیا	سامان کا بھاؤ	سامان کی قیمت	اندراج	کیفیت	خصوصی بات

زیادہ رقم کی غیر معمولی اشیاء کی خریداری کیلئے پر کیا جائے

ناظم حلقہ اخوت (ضامن)	مال دینے والا کا مکمل پتہ	گواہ نمبر1 رکن حلقہ اخوت کا پتہ اور دستخط	گواہ نمبر2 رکن حلقہ اخوت کا پتہ اور دستخط	وصول کنندہ کے دستخط

marfat.com

5۔ عالمگیر سطح پر نظام ربوبیت کا قیام

عالمگیر سطح پر نظام ربوبیت کے قیام کے لئے اسلامی مملکت درج ذیل اصول قرآنی پر عمل پیرا ہو گی۔

ما ینفع الناس فیمکث فی الارض لا (13/17)

"دنیا میں بقا اسی عمل کے لئے ہے جس میں تمام نوع انسانی کی منفعت ہو"۔

اس اصول قرآنی کے تحت، اسلامی مملکت، اپنی دولت اور فطرت کی قوتوں کے ماحصل کو عالمگیر انسانیت کے لئے (بلالحاظ رنگ، نسل، زبان، مذہب، قوم اور ملک) کھلا رکھے گی تاکہ کاروان انسانیت اپنی منزل مقصود کی طرف شاداں و فرحاں گامزن ہو جائے۔

جب عالمگیر انسانیت، نظام ربوبیت کو اپنا نصب العین حیات قرار دے لے گی تو پھر عالمگیر سطح پر نظام سرمایہ داری کی جگہ نظام ربوبیت کا قیام عمل میں آجائے گا۔ اسی چیز کو قرآن کریم نے سورہ المطففین میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

ویل للمطففین ○ الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون ○ واذ اکانو ھم او وزنو ھم یخسرون ○ الایظن اولیک انھم مبعوثون ○ لیوم عظیم ○ یوم یقوم الناس لرب العلمین ○ (83/1-6)

تاجرانہ ذہنیت اور سرمایہ دارانہ نظام کا انجام تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس ذہنیت کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ دوسروں سے اپنے واجبات پورے لئے جائیں لیکن جب ان کے واجبات دینے کا وقت آئے تو ترازو میں ڈنڈی مار دی جائے۔ دوسروں سے کام پورا لیا جائے لیکن اس کا معاوضہ کبھی پورا نہ دیا جائے۔ محنت کرنے والوں کو

marfat.com

کم از کم دیا جائے اور خود زیادہ سے زیادہ کمایا جائے۔ چیزوں ہی کی نہیں' بلکہ خود انسانوں کی قیمت متعین کرتے وقت بھی یہی خیال رہے' اور کوشش یہ کی جائے کہ ان کی صلاحیتیں دبی' سمٹی' سکڑی اور بندھی رہ جائیں۔ انہیں پوری جولانی کا موقعہ ہی نہ ملنے پائے۔ انہیں اتنا ہی ابھرنے دیا جائے جتنا سرمایہ لگانے والے کے لئے مفید ہو۔ انہیں اس سے زیادہ آزادی دی ہی نہ جائے۔

کیا یہ لوگ اس زعم باطل میں مبتلا اور اس خیال خام میں مدہوش ہیں' کہ یہ نظام ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایسا ہی رہے گا۔ اس کو کوئی بدل نہیں سکے گا؟ ان کا یہ فریب نفس ہے۔ وہ وقت آئے گا کہ جن لوگوں کو انہوں نے یوں اقتصادی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے' وہ انہیں راستے سے ہٹا کر آزادی حاصل کر لیں گے۔ اور اس طرح وہ انقلاب عظیم واقع ہو گا جس میں عالمگیر انسانیت' خدا کا نظام ربوبیت قائم کرنے کے لئے اٹھ کھڑی ہو گی۔

(مفہوم القرآن از پرویز)

دوسرے مقام پر کہا۔

کلا اذا دکت الارض دکا دکا ○ وجاء ربک والملک صفا صفا ○

(89/21-22)

(نظام سرمایہ داری کے پجاریوں سے کہہ دو کہ تمہارا یہ نظام ہمیشہ ہمیشہ باقی نہیں رہ سکتا۔ وہ دور آئے گا کہ) جب اس اونچ نیچ کو مٹا کر' معاشی ہمواریاں پیدا کر دی جائیں گی۔ اور تیرے خدا کا نظام ربوبیت' کائناتی قوتوں کو صف در صف' اپنے جلو میں لئے زمین پر متمکن ہو جائے گا۔ (یعنی اس نظام میں' فطرت کی قوتوں کا ماحصل کسی خاص گروہ یا خاص قوم کی قوت اور دولت میں اضافہ کرنے کے بجائے' عالمگیر انسانیت کی نشوونما کے لئے وقف ہو گا)۔"

اور اس طرح۔

واشرقت الارض بنور ربھا (39/69)

زمین خدا کے عالمگیر ربوبیت کے نور سے جگمگا اٹھے گی۔

اور انسان' نظام ربوبیت کے حیات آفرین نتائج دیکھ کر بے اختیار پکار اٹھے گا۔

marfat.com

فللہ الحمد رب السموات و رب الارض رب العلمین ○ (45/36)

"تمام حمد و ستائش اس خدا کے لئے ہے جس کی ربوبیت کا ظہور کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں ہو رہا ہے اور جس کی ربوبیت کا نور تمام اقوام عالم میں جگمگا رہا ہے"۔

اس وقت یہ حقیقت سامنے آئے گی کہ قرآن نے کس طرح کہا تھا کہ۔

ھوالذی ارسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الذین کلہ (61/9)

"خدا وہ ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ضابطہ ہدایت دے کر بھیجا ہے یعنی اس نظام زندگی کو دے کر جو یکسر حقیقت پر مبنی ہے تاکہ یہ نظام دنیا کے تمام باطل نظاموں پر غالب آئے۔"

اور اس ختم و یقین کے ساتھ اعلان کیا تھا کہ۔

ویستنبونک احق ھو ط قل ای و ربی انہ لحق وما انتم بمعجبرین○ (10/53)

یہ لوگ تجھؐ سے پوچھتے ہیں کہ جس انقلاب کی بابت تم ہم سے دن رات کہتے ہو' کیا وہ سچ مچ واقعہ ہو کر رہے گا۔ ان سے کہو کہ ہاں! میرے خدا کا قانون ربوبیت اس پر شاہد ہے کہ وہ انقلاب واقع ہو کر رہے گا۔ تم اس کے قانون کو شکست نہیں دے سکتے۔ تم اس انقلاب کو روک نہیں سکتے یہ واقعہ ہو کر رہے گا۔

شب گریزاں ہو گی آخر جلوہ خورشید سے!
یہ چمن معمور ہو گا نغمہ توحید سے!!
(اقبالؒ)

----------○----------

marfat.com

قرآنی طریقہ انقلاب

نظام خداوندی کو عملاً" متشکل کرنے اور نافذ کرنے کے لئے جو طریقہ کار اختیار کیا جائے گا وہ درج ذیل نکات پر مشتمل ہے۔

1 ۔ نظام خداوندی کا قیام چونکہ مقصود بالذات نہیں بلکہ انسانی ذات کی نشوونما کے حصول کا ذریعہ ہے اور انسانی ذات کی نشوونما کی صورت یہ ہے کہ ہر وہ عمل جو انسان سے سرزد ہوتا ہے' نفس انسانی پر اپنا اثر مرتب کرتا ہے۔ ذریعہ کا اختیار کرنا بھی چونکہ ایک عمل ہے اس لئے نظام خداوندی اپنے تدریجی مراحل میں ہو یا مقام تکمیل میں' اس کی عملی تشکیل اور نفاذ کے لئے ایسے ذرائع استعمال نہیں کئے جائیں گے جو مستقل اقدار خداوندی کے خلاف ہوں گے۔

2 ۔ نظام خداوندی کو آئینی اور جمہوری طریقوں سے عملی شکل دی جائے گی۔

3 ۔ نظام خداوندی چونکہ قلب و دماغ کی کامل رضا مندی سے تسلیم کیا جانے والا نظام ہے (18/29) لہٰذا اس نظام کو کسی فرد یا ملک پر طاقت اور دوسرے باطل ہتھکنڈوں کے زور پر زبردستی نافذ نہیں کیا جائے گا۔ (2/256)۔

4 ۔ وہ افراد انسانیہ جو اس نظام کے اندر داخل ہو جائیں گے' انہیں اس نظام کے اصول و ضوابط اور لائحہ عمل کے مطابق زندگی گزارنا لازمی ہو گا۔

5 ۔ جہاں تک قوت کے استعمال کا تعلق ہے تو اس کی ضرورت اس وقت پڑے گی جب مفاد پرست گروہ نظام خداوندی کے قیام کی عملاً" مزاحمت کرے گا یا اس نظام کو تباہ و برباد کرنے کی کوشش کرے گا لیکن اس میں بھی کسی خلاف انسانیت حرکت کا کوئی دخل نہیں ہو گا۔

marfat.com

نظام مواخات

انما المومنون اخوۃ (49/10)

مومن آپس میں بھائی ہیں۔

جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ نے رنگ، نسل، زبان، ذات برادری اور جغرافیائی تفریق کے غیر فطری امتیازات کو ختم کر کے قرآن کے سائے تلے عالمگیر اخوت کو فروغ دیا تھا انہی بنیادوں پر پھر سے "اقراء" نظام مواخات قائم کرے گی۔

نظام مواخات کا تنظیمی ڈھانچہ

نظام مواخات کا تنظیمی ڈھانچہ درج ذیل نکات پر مشتمل ہو گا۔

1۔ "اقراء" کی پوری تنظیم ساٹھ یونٹس[1] پر مشتمل ہو گی۔

2۔ ہر یونٹ مختلف حلقہ ہائے اخوت پر مشتمل ہو گا۔

3۔ ہر حلقہ اخوت کم از کم تین افراد پر مشتمل ہو گا۔

4۔ ایک فرد بیک وقت ایک ہی حلقہ اخوت میں شامل ہو سکتا ہے۔

5۔ مرد اور عورتیں علیحدہ علیحدہ حلقہ اخوت تشکیل دے سکتے ہیں۔

6۔ مرد اور عورتیں اکٹھے بھی حلقہ اخوت تشکیل دے سکتے ہیں۔ (9/71)

1۔ ملاحظہ ہو اقراء کا دستور

marfat.com

7۔ حلقہ اخوت کا انتظامی نگران "ناظم حلقہ اخوت" کہلائے گا۔

8۔ "ناظم حلقہ اخوت" کا انتخاب' اراکین حلقہ اخوت میں سے ہو گا۔

9۔ یونٹ کی سطح پر جو مجلس شوریٰ قائم ہو گی وہ متعلقہ ناظمین حلقہ ہائے اخوت پر مشتمل ہو گی۔

10۔ یونٹ صدر کا انتخاب' اراکین مجلس شوریٰ (یعنی ناظمین حلقہ ہائے اخوت) میں سے ہو گا۔

11۔ ناظم حلقہ اخوت اور یونٹ صدر کا انتخاب مرکزی صدر کی طرز پہ ہو گا۔

نظام مواخات میں شمولیت کی اہلیت

نظام مواخات میں شامل ہونے کا اہل وہ رکن اقراء ہے جو:

(i) رکنیت کی شرائط پر پورا اترے۔

(ii) "اقراء" کے نظم کی پابندی کرے اور

(iii) قرآنی نظریہ زندگی کی صداقت کو اپنی روح میں اس طرح حلول کر چکا ہو کہ احکام خداوندی کی اطاعت اس کا قلبی تقاضا بن جائے۔

نظام مواخات میں شمولیت کا طریقہ کار

نظام مواخات میں شمولیت کا طریقہ کار درج ذیل ہے۔

1۔ "رکن اقراء" سب سے پہلے متعلقہ یونٹ الیکشن کمشنر کو نظام مواخات میں شمولیت کے لئے درخواست دے گا جس میں وہ ان تین حلقہ ہائے اخوت کے نام ترجیحی بنیادوں پر لکھے گا جس میں سے کسی ایک میں شامل ہونے کا وہ خواہش مند ہے۔

2۔ یونٹ الیکشن کمشنر اس بات کا بغور جائزہ لینے کے بعد کہ متعلقہ "رکن

marfat.com

اقراء" نظام مواخات میں شمولیت کی اہلیت پر پورا اترتا ہے' اس کو نظام مواخات میں شامل کرنے کا انتظام کرے گا۔

3 ۔ "رکن اقراء" کی نظام مواخات میں شمولیت خفیہ رائے دہی کے طریقہ سے ہو گی۔

4 ۔ رائے دہی کی تاریخ جگہ اور وقت کا فیصلہ یونٹ الیکشن کمشنر' ناظم حلقہ اخوت کے مشورہ سے کرے گا۔

5 (i) 2/3 حاضر اراکین حلقہ اخوت کی تائید کی صورت میں "رکن اقراء" کو اس کے تجویز کردہ پہلے حلقہ اخوت میں شامل کر لیا جائے گا۔

(ii) اگر "رکن اقراء" پہلے حلقہ اخوت سے مطلوبہ تائید حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوتا تو الیکشن کمشنر اسے دوسرے حلقہ اخوت میں شامل کرنے کا انتظام کرے گا۔

(iii) اگر "رکن اقراء" دوسرے حلقہ اخوت سے بھی مطلوبہ تائید حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوتا تو پھر الیکشن کمشنر اسے تیسرے حلقہ اخوت میں شامل کرنے کا انتظام کرے گا۔

(iv) لیکن اگر تیسری دفعہ بھی ایسی ہی صورت پیش آتی ہے تو "رکن اقراء" کو اس حلقہ اخوت میں شامل کر لیا جائے گا کہ جس سے اسے زیادہ اعتماد کے ووٹ ملے ہوں گے۔

6 ۔ یونٹ کے کسی ایک حلقہ اخوت کو چھوڑ کر دوسرے حلقہ اخوت میں شامل ہونے کا طریقہ کا درج ذیل ہے۔

(i) سب سے پہلے رکن حلقہ اخوت' ناظم کو حلقہ اخوت چھوڑنے کی وجوہات سے تحریراً" آگاہ کرے گا۔

(ii) ناظم اگر متعلقہ فرد کے حلقہ اخوت کو چھوڑنے کی وجوہات سے اتفاق کرتا ہے تو وہ اس کا نام اپنے حلقہ اخوت سے خارج کر کے اس کی اطلاع یونٹ الیکشن کمشنر کو دے گا۔

marfat.com

(iii) یونٹ الیکشن کمشنر پھر دیئے گئے طریقہ کار کے مطابق متعلقہ فرد کو دوسرے حلقہ اخوت میں شامل کرنے کا انتظام کرے گا۔

7 ۔ ایک یونٹ کے نظام مواخات کو چھوڑ کر دوسرے یونٹ کے نظام مواخات میں شامل ہونے کا طریقہ کار درج ذیل ہے۔

(i) سب سے پہلے رکن حلقہ اخوت' ناظم کو حلقہ اخوت چھوڑنے کی وجوہات سے تحریراً" آگاہ کرے گا۔

(ii) ناظم اگر متعلقہ فرد کے حلقہ اخوت کو چھوڑنے کی وجوہات سے اتفاق کرتا ہے تو وہ اس کا نام حلقہ اخوت سے خارج کر کے اس کی اطلاع یونٹ الیکشن کمشنر کو دے گا جو پھر متعلقہ فرد کا نام اپنے یونٹ سے خارج کر کے اس کی اطلاع اس یونٹ کے الیکشن کمشنر کو دے گا جس کے نظام مواخات میں شامل ہونے کا وہ خواہشمند ہے۔

(iii) دوسرے یونٹ کا الیکشن کمشنر پھر دیئے گئے طریقہ کار کے مطابق متعلقہ فرد کو نظام مواخات میں شامل کرنے کا انتظام کرے گا۔

8 ۔ "اراکین اقراء" پہلے سے موجود حلقہ ہائے اخوت میں شامل ہونے کے بجائے اپنا علیحدہ حلقہ اخوت بھی تشکیل دے سکتے ہیں۔

9 ۔ وہ فرد جو نظام مواخات' کو از خود چھوڑنا چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ متعلقہ ناظم کو نظام مواخات چھوڑنے کی درخواست دے۔ کلیرنس سرٹیفکیٹ کے بعد اس کا نام "نظام مواخات" سے خارج کر دیا جائے گا جس کی اطلاع پھر یونٹ الیکشن کمشنر کو دی جائے گی۔

10 ۔ نظام مواخات کو از خود چھوڑنے والے فرد کو نظام مواخات میں دوبارہ شامل کیا جا سکتا ہے لیکن اس سے پہلے احتسابی کمیٹی اس بات کا بغور جائزہ لے گی کہ کہیں اس فرد نے نظام مواخات کو اس لئے تو نہیں چھوڑا تھا کہ وہ اپنے کسی غلط کام کو مواخات کے نظم سے باہر رہ کر سرانجام دینا چاہتا تھا' جس کے پورا ہونے کے بعد وہ دوبارہ نظام مواخات میں شامل ہونا چاہتا ہے۔

marfat.com

ایسا ثابت ہونے پر متعلقہ فرد کو نظام مواخات میں دوبارہ شامل نہیں کیا جائے گا۔

11 - "نظام مواخات کے عملی پروگرام" کی خلاف ورزی پر نکالے گئے فرد کو نظام مواخات میں دوبارہ شامل کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے لئے اسے پہلے اس سزا کو بھگتنا ہو گا جس کا تعین احتسابی کمیٹی کرے گی۔

marfat.com

ربوٰ

ظاہر میں تجارت ہے حقیقت میں جوا ہے
سود ایک کا لاکھوں کے لئے مرگ مفاجات
(اقبالؒ)

ربوٰ کے بنیادی معنی اصل سے زائد لینا ہیں۔ زمانہ نزول قرآن میں ربوٰ کی شکل یہ تھی کہ ایک شخص کسی کو رقم بطور قرض دیتا تھا اور جب وہ قرض واپس کرتا تھا تو اسے اصل سے کچھ زائد رقم ادا کرنا پڑتی تھی۔ قرآن کریم نے جب ربوٰ کو حرام قرار دیا تو اس کی (اس زمانے کی) مروجہ شکل کی یہ کہہ کر جڑ کاٹ دی کہ :

وان تبتم فلکم رءوس اموالکم لاتظلمون ولا تظلمون ○ (2/279)

(دین خداوندی' نظام سرمایہ داری کا کھلا ہوا دشمن ہے اور ان دونوں میں کبھی مفاہمت نہیں ہو سکتی)۔ اگر تم توبہ کرو تو تم اپنا اصل زر واپس لے سکتے ہو۔ تاکہ نہ تم پر کوئی زیادتی ہو' نہ مقروض پر۔

یعنی اصل زر سے کچھ بھی زائد لینا ربوٰ ہے۔

اس کے بعد ربوٰ نے ایک معاشی نظام کی شکل اختیار کر لی جس کی پھر بیسیوں شکلیں وضع ہو گئیں۔ ان تمام شکلوں پر مشتمل ہے وہ نظام جسے نظام سرمایہ داری کہا جاتا ہے۔ لہٰذا قرآن کریم نے جو کچھ ربوٰ کے متعلق کہا ہے' اس کا اطلاق اب نظام سرمایہ داری پر ہو گا۔

قرآن کریم جو معاشی نظام تجویز کرتا ہے اس میں فاضلہ دولت کسی کے پاس

marfat.com

نہیں رہتی اور جب فاضلہ دولت ہی باقی نہیں رہتی تو اس دولت (سرمایہ) کے معاوضہ لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس نظام سرمایہ داری میں ہر فرد کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ جس قدر جی چاہے دولت حاصل اور جمع کرے۔ اس میں سے اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد جس قدر دولت بچے' وہ اس کا مالک ہے۔ اسے جس طرح جی چاہے استعمال کرے۔ اس فاضلہ دولت سے پھر ایسی صورتیں پیدا کی جاتی ہیں جن سے یہ مزید بڑھتی رہے۔ مثلاً"

1۔ لوگوں کو سودی قرضے دینا۔

2۔ زمین خرید کر اسے مزارعوں کو کاشت کے لئے دے دینا اور پیداوار کا ایک مقررہ حصہ بلا محنت و مشقت ہتھیا لینا۔

3۔ کارخانے قائم کرنا۔ ان میں کام کرنے والوں کی محنت سے جو کچھ حاصل ہو اس میں سے کم از کم محنت کشوں کو دینا اور باقی سب خود رکھ لینا۔

4۔ کاروبار کی ایسی شکل' جس میں ایک فرد کا مال اور دوسرے کی محنت ہو اور منافع میں دونوں برابر کے شریک۔

5۔ بینکوں یا دیگر اقتصادی اداروں میں سرمایہ لگا کر بالواسطہ دولت اکٹھی کرتے چلے جانا۔

6۔ کاروبار میں اپنی محنت سے زائد منافع لینا۔

7۔ مکانوں' دکانوں اور پلازوں کو کرائے پر دینا۔

8۔ ٹرانسپورٹ کو کرائے پر چلانا۔

9۔ لاٹری' حصص' بانڈز' قمار بازی اور سٹہ بازی کے ذریعے دولت حاصل کرنا۔

نظام سرمایہ داری کی ان (یا ان جیسی دیگر) شکلوں میں معاوضہ محنت کا نہیں' سرمائے کا ہوتا ہے۔

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ کیا معاوضہ محنت کا ہے یا سرمائے کا بھی' قرآن نے واضح الفاظ میں کہہ دیا کہ۔

marfat.com

لیس لانسان الا ماسعی ○ (53/39)

"انسان صرف اپنی محنت کے معاوضہ کا حقدار ہے"۔

لہٰذا لین دین کے جس معاملہ میں محنت کے بغیر محض سرمایہ کا معاوضہ لیا جائے' خواہ اس کی شکل کوئی بھی کیوں نہ ہو' وہ ربوٰ ہے اور اللہ کا فیصلہ ہے کہ:

و حرم الربو ط (2/275)

ربوٰ حرام ہے۔

ربوٰ میں ہوس زر کی وجہ سے انسان کی جو حالت ہوتی ہے' اس کا ذکر کرتے ہوئے قرآن نے کہا۔

الذین یا کلون الربو لا یقولون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطن من المس ط ذلک بانھم قالوا انما البیع مثل الربو واحل اللہ البیع و حرم الربو ط فمن جاء ہ موعظتہ من ربہ فانتھی فلہ ماسلف ط فمن جاء ہ موعظتہ من ربہ فانتھی فلہ ماسلف ط وامرہ الی اللہ و من عاد فاولیک اصحب النار ھم فیھا خلدون ○ (2/275)

ایک طرف تو ایسے لوگ ہیں جو اپنا پیٹ کاٹ کر ضرورتمندوں کی ضرورت پوری کرتے ہیں (59/9) اور دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو دوسروں کو قرض دیتے ہیں تو ان کی احتیاج سے فائدہ اٹھا کر جتنا دیتے ہیں' اس سے زیادہ وصول کرتے ہیں۔ اس قسم کی ذہنیت رکھنے والے لوگوں کی حالت یوں سمجھو' جیسے کسی سانپ نے ڈس لیا ہو اور وہ دیوانہ وار ادھر ادھر بھاگتا پھرے (یعنی ہوس زر ان کے سینے میں آگ لگا دیتی ہے جس سے وہ ہر وقت مضطرب و بے قرار رہتے ہیں)۔ یہ لوگ اپنی اس روش کے جواز میں دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ ربو (روپے پر زیادہ وصول کرنا) تجارت کی مثل ہے۔ دونوں میں کچھ فرق نہیں۔ (جس طرح تجارت میں دوکاندار گاہک سے' اپنے اصل زر سے زائد لیتا ہے' اسی طرح ربوٰ میں روپیہ دینے والا اپنے اصل سے زیادہ وصول کرتا ہے)۔ یہ ان کی کٹ حجتی ہے۔ تجارت میں انسان روپیہ بھی لگاتا ہے اور اس کے ساتھ محنت بھی کرتا ہے۔ جو کچھ وہ زائد لیتا ہے' وہ اس کے روپے کا منافع نہیں ہوتا'

marfat.com

اس کی محنت کا معاوضہ ہوتا ہے اور یہ بالکل جائز ہے۔ اس کے برعکس ربوٰ میں محنت کچھ نہیں کی جاتی' محض روپے پر منافع لیا جاتا ہے۔ یہ ناجائز ہے۔

سو جس شخص تک خدا کا یہ قانون پہنچ جائے اور وہ اپنی سابقہ روش سے رک جائے تو جو کچھ وہ پہلے لے چکا ہے' لے چکا۔ نظام خداوندی کی رو سے اس سے گزشتہ کا مواخذہ نہیں ہو گا۔ لیکن جو اس سے نہ رکے یا دوبارہ یہی روش اختیار کرے تو یہ لوگ ہیں جن کی سعی و عمل کی کھیتیاں جھلس جائیں گی اور ان کے لئے اس عذاب سے نکلنے کی کوئی صورت نہیں ہو گی"۔

اس آیت خداوندی میں دو باتیں غور طلب ہیں۔ ایک یہ کہ نظام سرمایہ داری میں انسان کی کیفیت ایسی ہو جاتی ہے گویا اسے شیطان نے ڈس لیا ہو۔ عربی محاورہ میں شیطان' سانپ کو بھی کہتے ہیں۔ جس شخص کو سانپ نے ڈس لیا ہو' کرب و اضطراب کے علاوہ اس کی پیاس کی شدت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ کتنا ہی پانی پیا جائے' وہ بجھتی ہی نہیں۔ یہی کیفیت ہوس زر کے ڈسے ہوئے انسان کی ہوتی ہے۔ وہ کتنی ہی دولت جمع کر لے' اس کی ہوس مٹتی ہی نہیں بلکہ اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ فرمایا۔

الھکم التکاثر حتی زرتم المقابر (102/1-2)

"وہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے دولت نہیں کماتا' ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی ہوس میں دولت کے پیچھے دیوانہ وار بھاگتا چلا جاتا ہے تاآنکہ وہ قبر کے گڑھے میں جاگرتا ہے"۔

نظام سرمایہ داری کے مویدین کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح تجارت میں اصل زر سے زائد لینا جائز ہے' وہی صورت ربوٰ کی ہے۔ قرآن کریم نے اس کا جواب یہ دیا کہ تجارت اور ربوا میں بنیادی فرق ہے۔ تجارت میں تاجر سرمایہ بھی لگاتا ہے اور محنت بھی کرتا ہے۔ وہ جو کچھ اپنی لاگت سے زیادہ وصول کرتا ہے وہ اس کی محنت کا معاوضہ ہوتا ہے نہ کہ سرمایہ کا معاوضہ۔ اس کے برعکس ربوٰ میں بغیر محنت کئے سرمایہ پر بڑھوتی لی جاتی ہے۔ لہٰذا' بیع (یعنی محنت کا معاوضہ) حلال ہے اور ربوا (صرف سرمایہ پر بڑھوتی) حرام ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ لین دین کے جس معاملہ میں محنت

marfat.com

کے بغیر محض سرمایہ کا معاوضہ لیا جائے' وہ ربو کے زمرہ میں آئے گا اور حرام ہو گا۔

وہ قوم جو محنت کے بغیر دولت حاصل کرنے کی عادی ہو جائے تو رفتہ رفتہ اس کی قوت عمل زائل ہو جاتی ہے جس کے نتیجے میں وہ تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ یہودیوں کی مثال دیتے ہوئے قرآن نے کہا کہ ان کی تباہی کا ایک بنیادی سبب یہ بھی تھا کہ:

واخذھم الربو وقد نھوا عنہ واکلھم اموال الناس بالباطل (14/161)

"ان کے ہاں ربٰو کا چلن عام ہو گیا تھا۔ حالانکہ (شریعت موسوی میں) انہیں اس سے منع کیا گیا تھا۔ لیکن جن لوگوں کو دوسروں کی محنت کی کمائی باطل طریقوں سے غصب کر لینے کی چاٹ لگ جائے وہ بھلا اس سے کب باز آتے ہیں؟"

سرمایہ دارانہ استحصالی نظام کفر ہے جس سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے قرآن نے کہا۔

یایھا الذین امنوا لا تاکلوا الربو اضعافا مضعفۃ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون ○ واتقوا النار التی اعدت للکفرین ج○ (131-129/3)

"اے ایمان والو! سرمایہ کا منافع مت کھاؤ۔ جو کہ استحصال کے ذریعہ سے نجی دولت میں اضافہ در اضافہ کرتا ہے۔ تم اس سلسلہ میں اللہ کے قوانین کی پیروی کرو۔ یہی کامیابی کی صحیح راہ ہے اور اپنے معاشرہ کو سرمایہ دارانہ نظام کی بھڑکائی ہوئی آگ سے بچاؤ جس میں اس کافرانہ نظام کا حامل معاشرہ جلتا ہے"۔

ان تشریحات اور تصریحات کے بعد وہ قول منیصل سامنے لایا جاتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ:

یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا مابقی من الربو ان کنتم مومنین ○ فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ (279-278/2)

اے ایمان والو! تم قوانین خداوندی کی نگہداشت کرو اور ربوا میں سے جو کچھ کسی کے ذمے باقی رہ گیا ہے' اسے معاف کر دو۔ تمہارے مومن ہونے کا یہی تقاضا ہے۔ لیکن اگر تم اس کاروبار (ربٰو) سے باز نہ آئے تو پھر "اللہ اور رسول" (نظام خداوندی) کی طرف سے اعلان جنگ سمجھو۔

marfat.com

غور طلب نکتہ یہ ہے کہ اس آیت میں خطاب یایھا الذین امنوا سے ہے۔ یعنی ایمان والوں سے کہا جا رہا ہے کہ اگر تم نظام سرمایہ داری (یعنی ربو) سے باز نہ آئے تو تمہارے خلاف جنگ کی جائے گی۔ اس جنگ سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ "داعیان نظام ربوبیت" ربو کے سرمایہ دارانہ نظام کو اختیار کرنے کے بجائے قوانین خداوندی کی نگہداشت کریں کیونکہ یہی کامیابی کی صحیح راہ ہے۔

اسی بنا پر کہا ہے کہ۔

ان الذین امنوا و عملوا الصلحت و اقاموا الصلوۃ و اتوالزکوۃ لھم اجر ھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ○ (2/277)

خدا پر ایمان رکھنے اور اس کے تجویز کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا رہنے والے بھلا ایسا انسانیت سوز نظام کس طرح قائم کر سکتے ہیں؟ وہ ایسا نظام قائم کرتے ہیں جس میں ہر فرد قوانین خداوندی کا اتباع کرے اور اس طرح نوع انسان کی نشوونما کا سامان فراہم کرتا چلا جائے۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کے حسن عمل کا صلہ نظام ربوبیت کی شکل میں سامنے آتا ہے اور اس طرح انہیں نہ کسی قسم کا خوف لاحق ہوتا ہے' نہ غمگینی ستاتی ہے۔ (مفہوم القرآن از پرویز)

ربوٰ کا خاتمہ

ارشاد خداوندی ہے۔

یایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسرو الانصاب و الازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبو ○ لعلکم تفلحون ○ انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصد کم عن ذکراللہ و عن الصلوۃ فھل انتم منتھون ○ (5/90-91)

"اے ایمان والو! یاد رکھو' خمر (ہر نشہ آور شے جس سے انسان کی عقل و فکر' سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مسلوب یا مضمحل ہو جائے) میسرہ (وہ دولت جو محنت و مشقت

marfat.com

کے بغیر آسانی سے ہاتھ آجائے)۔ انصاب (جو کچھ غیر اللہ کے استھانوں پر چڑھاوا چڑھانے کے لئے ذبح کیا جائے)۔ ازلام (قرعہ اندازی، لاٹری، فالیں، استخارے وغیرہ) ایسے کام ہیں جن سے معاشرہ میں تخریب پیدا ہوتی ہے اور انسان کے قلب و دماغ کی صلاحیتیں ماؤف ہو جاتی ہیں (10/100)۔ لہٰذا تم ان سے اجتناب کرو تاکہ یہ تمہاری کامیابی کے راستے میں روڑے بن کر نہ اٹک جائیں۔ اگر تم اپنے پست جذبات کی تسکین کے لئے خمر اور میسرہ جیسی عادات پر اتر آئے تو یہ چیزیں (انفرادی کمزوری پیدا کرنے کے علاوہ) تم میں باہمی عداوت اور کینہ پیدا کر دیں گی اور نظام صلوٰۃ کے قائم کرنے سے تمہیں روک دیں گی۔ کیا اس قدر وضاحت کے بعد بھی تم ان چیزوں سے باز نہیں رہو گے؟"

ربوٰ کے خاتمہ سے متعلقہ پالیسی

ربوٰ کے خاتمہ سے متعلق "اقراء" کی پالیسی درج ذیل ہو گی۔
نظام مواخات میں شامل افراد کو عبوری دور میں ربوٰ کی درج ذیل شکلوں سے اجتناب کرنا ہو گا۔

1 ۔ کاروبار کی ایسی شکل کہ جس میں ایک فرد کا مال اور دوسرے کی محنت ہو اور منافع میں دونوں برابر کے شریک۔

فرمان ربی ہے۔

وما اتیتم من ربا لیربو فی اموال الناس فلا یربو عنداللہ ج

(30/39)

اور جو مال لوگوں کو تم اپنے منافع کی خاطر دیتے ہو کہ ان کی محنت کی کمائی سے حصہ لے کر تم اپنے مال میں اضافہ کر سکو تو یاد رکھو! اللہ کا قانون اس انداز کے اضافہ کو تسلیم نہیں کرتا۔ (یہ تمہیں اس لئے نظر آتا ہے کہ تم انفرادی طور پر حساب کرتے ہو۔ اگر تم پوری انسانیت کو سامنے رکھ کر غور

marfat.com

کرو تو تم دیکھ لوگے کہ یہ اضافہ نہیں ہے)۔

2۔ انفرادی قرضہ پر اصل زر سے کچھ زائد لینا۔

3۔ مضاربت (کسی دوسرے کے کاروبار میں رقم لگا کر منافع میں حصہ دار ہو جانا)۔

4۔ مزارعت (نقد پٹہ یا بٹائی پر زمین کاشت کرانا)۔

5۔ بینکوں یا دیگر اقتصادی اداروں میں رقم جمع کروا کر اس کا سود لینا۔

6۔ محنت کی اہلیت رکھتے ہوئے بھی محض سود پر گزارہ کرنا۔

7۔ ضرورت مند کی ضرورت سے ناجائز فائدہ اٹھانا۔

8۔ اپنی محنت سے زائد منافع لینا۔

9۔ قرعہ اندازی' انعامی بانڈز' قمار بازی' سٹہ بازی' چور بازاری اور قبروں کی مجاوری کے ذریعے دولت حاصل کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔

marfat.com

اضطراری حالت میں حرام چیزوں کا استعمال

ارشاد خداوندی ہے۔

انما حرم علیکم المیتہ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ بغیر اللہ فمن اضطر غیر باغ و لاعاد فلا اثم علیہ ط ان اللہ غفور رحیم ○ (2/173)

"تم پر حرام کیا جاتا ہے مردار' بہتا ہوا خون' سور کا گوشت اور ہر وہ شے جسے اللہ کے سوا کسی اور کی طرف منسوب کیا جائے۔ لیکن اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ کھانے کے لئے اور کچھ نہ ملے اور تم مجبور ہو جاؤ تو ایسی حالت میں ان چیزوں کو بھی کھا سکتے ہو جنہیں حرام قرار دیا گیا ہے بشرطیکہ تم واقعی مجبور ہو جاؤ اور تمہاری نیت قانون شکنی یا ہوس پروری کی نہ ہو۔ ایسی حالت میں ان چیزوں کے کھانے سے تمہاری ذات پر جو مضر اثرات مرتب ہوں گے' قانون کے احترام کا محکم احساس تمہیں ان اثرات سے محفوظ رکھے گا اور تمہاری صلاحیتوں کی نشوونما بدستور ہوتی رہے گی"۔

"نظام ربوبیت کی عملی تشکیل" چونکہ غیر قرآنی ماحول کے اندر ہو رہی ہے' اس لئے ایسا ممکن ہے کہ نظام مواخات میں شامل افراد کو اضطراری حالت میں حرام چیزوں کا استعمال کرنا پڑ جائے۔ مثلاً"

(i) وہ رکن حلقہ اخوت جو کسی ایسے شہر میں سرکاری ملازمت کرتا ہے کہ جہاں اس کا اپنا ذاتی مکان ہے' کا تبادلہ اگر کسی دوسرے شہر کر دیا جاتا ہے' جہاں اسے کرائے کے مکان میں رہنا پڑتا ہے تو ظاہر ہے مجبوری کی اس حالت میں اس کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں کہ وہ اپنا ذاتی مکان کرائے پر چڑھا کر مکان کا کرایہ ادا کرے۔

marfat.com

(ii) اگر کوئی رکن حلقہ اخوت کسی ناگہانی صورت حال سے محفوظ رہنے کے لئے حکومت کی اسٹیٹ لائف پالیسی سے فائدہ اٹھاتا ہے تو عبوری دور میں اس کا یہ فیصلہ درست قرار پائے گا۔

کسی ناگہانی صورت حال سے محفوظ رہنے کے لئے اس قسم کی پلاننگ کی تائید اس آیت خداوندی سے بھی ہوتی ہے جس میں رب العالمین نے ایک مثال کے ذریعے سمجھاتے ہوئے کہا۔

ایود احدکم ان تکون له جنته من نخیل و اعناب تجری من تحتها الانهر فیها من کل الثمرات و اصابه الکبر و له ذریته ضعفاء فاصابها اعصار فیه نار فاحترقت کذالک یبین الله لکم الایت لعلکم تتفکرون○

(2/266)

کیا تم میں سے کوئی شخص بھی یہ چاہے گا کہ۔

(i) اس کے پاس کھجوروں اور انگوروں کا سرسبز و شاداب باغ ہو جس میں پھل بکثرت آئیں۔

(ii) وہ بوڑھا ہو جائے اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں۔

(iii) کہ ایسے میں ایسی باد سموم چلے کہ اس کا باغ جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دے (اور اس طرح وہ پورے کا پورا کنبہ سامان زیست سے محروم ہو جائے)۔

(iv) کیا تم میں سے کوئی شخص بھی یہ چاہے گا کہ اس کی ایسی حالت ہو جائے؟ اگر ایسا نہیں چاہتے تو پھر فکر و تدبر کی رو سے دیکھو کہ وہ کونسا قدم اٹھایا جائے جس میں ایسی صورت پیدا نہ ہو۔

اضطراری حالت میں حرام چیزوں کے استعمال سے متعلقہ پالیسی

اضطراری حالت میں حرام چیزوں کے استعمال سے متعلقہ "اقراء" کی پالیسی

marfat.com

درج ذیل ہو گی۔

(1) رکن حلقہ اخوت، اضطراری حالت میں "بقدر ضرورت" حرام چیزوں کا استعمال کر سکتا ہے (2/173)۔ "ضرورت کا تعین" متعلقہ فرد خود ہی کرے گا۔

(2) احتسابی کمیٹی کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ وہ اس رکن حلقہ اخوت کا نام انتہائی قدم کے طور پر نظام مواخات سے خارج کر دے جو اللہ کی طرف سے دی گئی سہولت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے قانون شکنی یا ہوس پروری کا مرتکب ہو۔

ارشاد خداوندی ہے۔

ان الذین یکتمون ما انزل اللہ من الکتب و یشترون بہ ثمنا قلیلا اولیک ما یاکلون فی بطونھم الا النار ولا یکلمھم اللہ یوم القیمۃ ولا یزکیھم ولھم عذاب الیم ○ اولیک الذین اشتروا الضللۃ بالھدی و العذاب بالمغفرۃ فما اصبرھم علی النار○(2/174-175)

جو لوگ قانون خداوندی کو چھپا کر اپنی طرف سے حرام و حلال کی فہرستیں مرتب کرنے لگ جائیں اور خدائی اختیارات کو اپنے ہاتھ میں لے کر انہیں دنیاوی مفاد حاصل کرنے کا ذریعہ بنا لیں تو وہ بظاہر کتنے ہی مرفہ الحال اور مقدس کیوں نہ دکھائی دیں، یوں سمجھو کہ وہ آگ کے شعلوں سے اپنا پیٹ بھر رہے ہیں۔ تم دیکھو گے کہ ظہور نتائج کے وقت، قانون خداوندی کی رو سے ملنے والی سعادتیں اور خوشگواریاں ان سے بات تک نہیں کریں گی اور ان کی صلاحیتوں کی کبھی نشوونما نہیں ہو سکے گی یہ بڑا ہی الم انگیز عذاب ہو گا۔ اس وقت انہیں اس کا اندازہ ہو گا کہ انہوں نے شرف انسانیت کو جن داموں بیچا تھا، وہ کس قدر حقیر اور کم مایہ تھے۔ اس لئے کہ انہوں نے خدا کی متعین کردہ سیدھی راہ کو بیچ کر غلط راستوں کو خریدا۔ خدا کی حفاظت کے بدلے میں تباہیاں مول لیں --- ذرا سوچو کہ سب کچھ دیکھتے بھالتے

marfat.com

اس طرح چوہوں کے جسم کی طرف بڑھتے چلے جانا کتنی بڑی حماقت کا کام ہے! وہ اپنی قوت برداشت کے متعلق کس قدر غلط اندازہ لگاتے تھے! وہ اس چیز کا اعتقاد ہی نہیں کر سکیں گے۔

([illegible])

نظام زکوٰۃ

یقیموا الصلوۃ ویؤتوا الزکوۃ (98/5)

نظام صلوٰۃ قائم کروٗ اور انسانیت کی نشوونما کے اسباب و ذرائع فراہم کروٗ۔

نظام مواخات میں شامل افراد' نوع انسانی کی نشوونما (یعنی زکوٰۃ) کے لئے جس پروگرام پر عمل پیرا ہوں گے وہ درج ذیل تین مراحل پر مشتمل ہے۔

(1) قرض حسنہ کا فروغ۔

(2) صدقات کا فروغ۔

(3) العفو کا فروغ۔

1- قرض حسنہ کا فروغ

قرض اس مال کو کہتے ہیں کہ جو دوسروں کو ان کی ضروریات پوری کرنے کے سلسلہ میں واپسی کی شرط پر دیا جائے۔

جب تک قرآنی نظام ربوبیت اپنی مکمل شکل میں نافذ نہیں ہو جاتا' اس وقت تک نظام مواخات میں شامل افراد کو ایک دوسرے سے قرض لینے کی ضرورت پڑے گی۔ اسی لئے قرآن کریم نے حکم دیا ہے کہ۔

وأقرضتم الله قرضا حسنا لأكفرن عنكم سيئاتكم ولأدخلنكم جنات تجري من تحتها الأنهار فمن كفر بعد ذلك منكم فقد ضل سواء السبيل ○ (5/12)

marfat.com

اپنے اموال کو بطور "قرض حسنہ" اللہ (یعنی نظام خداوندی) کی تحویل میں دے دو جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تمہارے معاشرہ کی ناہمواریاں دور ہو جائیں گی اور تم اپنے لئے ایسا سدا بہار جنتی معاشرہ **متشکل** کر لو گے جس میں تمہیں خوشحالی، آسودگی اور خوشگواری کی ایسی جنتی زندگی نصیب ہو جائے گی جس کی شادابی اور تازگی کبھی نہیں مرجھائے گی۔ لیکن جو شخص اس روش سے انکار اور سرکشی اختیار کر کے، اپنی خودساختہ روش پر چل نکلے گا تو زندگی کی ہموار راہیں اس کی نظروں سے اوجھل ہو جائیں گی اور وہ اپنی منزل مقصود سے بہت دور جا پڑے گا۔

دارالقرضہ

"قرض حسنہ" کے فروغ کے لئے ہر حلقہ اخوت کی سطح پر "دارالقرضہ" کا قیام عمل میں لایا جائے گا جس کا انتظامی ڈھانچہ اور قواعد و ضوابط درج ذیل ہیں۔

انتظامی ڈھانچہ

"دارالقرضہ" کا انتظامی ڈھانچہ درج ذیل نکات پر مشتمل ہے۔

1 ۔ "دارالقرضہ" کو ایک انتظامی کمیٹی چلائے گی جو قرض سے متعلقہ تمام امور کی ذمہ دار ہو گی۔

2 ۔ انتظامی کمیٹی تین افراد پر مشتمل ہو گی۔

3 ۔ انتظامی کمیٹی کا نگران "ناظم دارالقرضہ" کہلائے گا۔

4 ۔ "ناظم دارالقرضہ" کا انتخاب مرکزی صدر کی طرز پہ ہو گا۔

5 ۔ کمیٹی کے دیگر دو ارکان کو "ناظم دارالقرضہ" اراکین حلقہ اخوت کے مشورہ سے نامزد کرے گا۔

marfat.com

قواعد و ضوابط

"دارالقرضہ" کا قیام درج ذیل قواعد و ضوابط کے تحت عمل میں آئے گا۔

1۔ "رکن حلقہ اخوت" کو کم از کم ایک یونٹ خریدنا ہو گا۔

2۔ ایک یونٹ کی مالیت مبلغ "25" روپے ماہانہ ہو گی۔

3۔ "رکن حلقہ اخوت" ایک سے زیادہ یونٹس خرید سکتا ہے۔

4۔ "رکن حلقہ اخوت" پر لازم ہو گا کہ وہ رقم ہر ماہ کی پانچ تاریخ تک انتظامی کمیٹی کے پاس جمع کروا دے۔

5۔ انتظامی کمیٹی جمع شدہ رقم کو ہر ماہ کی دس تاریخ تک بنک میں جمع کروانے کی پابند ہو گی۔

6۔ بنک میں انتظامی کمیٹی کا مشترکہ اکاؤنٹ کھولا جائے گا۔

7۔ "رکن حلقہ اخوت" کو پہلے چھ ماہ تک کسی قسم کا (ہنگامی یا عمومی) قرض نہیں دیا جائے گا۔

8۔ چھ ماہ بعد رکن حلقہ اخوت کو عمومی یا ہنگامی مدوں میں قرض لینے کی سہولت حاصل ہو گی۔

9۔ قرض "رکن حلقہ اخوت" کی جمع شدہ رقم کے 70٪ تک دیا جائے گا۔

10۔ 30٪ رقم، "اراکین حلقہ اخوت" کے لئے ہنگامی فنڈ کی صورت میں دستیاب ہو گی کہ جو انتہائی ضرورت کے وقت لی جا سکے گی۔

11۔ زیادہ قرض لینے کے لئے، "رکن حلقہ اخوت" کو اپنے اخیوں کی 70٪ جمع شدہ رقم میں سے ضمانت دینا ہو گی۔

12۔ ضمانت دھندہ مرد اور عورت دونوں ہو سکتے ہیں۔ (2/282)

13۔ قرض کی دستاویز انتظامی کمیٹی لکھے گی۔ (2/282)

14۔ قرض یکمشت بھی واپس کیا جا سکتا ہے اور قسطوں میں بھی۔

marfat.com

15 - قسطوں کا تعین مقروض اور ضمانت دھندہ یا دھندگان باہمی مشورہ سے کریں گے۔

16 - ہنگامی قرض دو اخیوں کی ضمانت پر جاری ہو گا۔

17 - ہنگامی قرض کے لئے ایک سے زیادہ درخواستوں کی صورت میں رقم اور درخواست کا تعین انتظامی کمیٹی کرے گی۔

18 - "رکن حلقہ اخوت" اپنی جمع شدہ رقم کی بنیاد پر ایک سے زیادہ قرض داروں کی ضمانت دے سکتا ہے۔

19 - مقروض کا فرض ہے کہ وہ طے شدہ معاہدے کے مطابق قرض کی رقم واپس کر دے لیکن :

(i) اگر مقروض، قرض کی رقم مقررہ مدت تک واپس کرنے کی پوزیشن میں نہ ہو تو وہ ضمانت دھندہ یا دھندگان سے رابطہ کر کے ادائیگی قرض کی میعاد میں مزید توسیع کروا سکتا ہے۔ (2/278)

(ii) اگر صورت ایسی ہو کہ مقروض تنگدستی کی وجہ سے رقم واپس کرنے کے قابل ہی نہ ہو تو ضمانت دھندہ یا دھندگان مقروض کے ذمہ رقم معاف بھی کر سکتے ہیں (2/280)

20 - ضمانت دہندہ یا دہندگان اگر ضرورت محسوس کریں تو مقروض کی کوئی چیز گروی بھی رکھ سکتے ہیں۔ (2/278)

21 - انتظامی کمیٹی بنک سے سود کی مد میں ملنے والی رقم "دارالعفو" میں جمع کروائے گی۔

22 - "رکن حلقہ اخوت" کی موت کی صورت میں اس کی تمام جمع شدہ رقم بغیر سود کے اس کے مقرر کردہ وارثوں کو ادا کر دی جائے گی۔

23 - نظام مواخات سے علیحدہ ہونے والے فرد کو اس کی "دارالقرضہ" میں جمع شدہ رقم بغیر سود کے واپس کر دی جائے گی۔

24 - مناسب وقت پر "اقراء" دارالقرضہ کے نام سے اپنے بنک قائم کرے

marfat.com

گی جہاں "قرض حسنہ" کی رقم جمع ہوا کرے گی۔

25۔ "قرض حسنہ" کی رقم سودی مقاصد کے لئے استعمال نہیں ہو گی۔

26۔ "اقراء" تربیت یافتہ افراد کو بنک میں روزگار دے گی۔

27۔ بینکرز کو تنخواہ کی ادائیگی العفو کی مد میں جمع ہونے والی رقم میں سے ہو گی۔

---

marfat.com

2۔ صدقات کا فروغ

صدقہ اس مال و دولت کو کہتے ہیں جو بغیر کسی واپسی کی امید کے ضرورت مند افراد کے لئے کھلا رکھا جائے۔ قرآن کریم میں متعدد ایسی آیات موجود ہیں جس میں رب کائنات نے مومنین کو اپنے مال و دولت کو نوع انسانی کی ربوبیت کے لئے کھلا رکھنے کا حکم دیا ہے۔

سورہ البقرہ میں ہے۔

یایها الذین امنوا انفقوا من طیبت ماکسبتم و مما اخرجنا لکم من الارض ولا تیمموا الخبیث منه تنفقون ولستم باخذیه الا ان تغمضوا فیه واعلموا ان الله غنی حمید ○ (2/267)

اے جماعت مومنین! تم زمین کی پیداوار میں سے بھی اور اپنی صنعت و حرفت سے جو کچھ کماؤ' اس میں سے بھی بہترین حصہ کو نظام ربوبیت کے قیام کے لئے کھلا رکھو۔ اس قسم کا بھولے سے بھی ارادہ نہ کرو کہ اس مد میں ایسی نکمی چیزیں دیدی جائیں جنہیں تم ان کی اصل قیمت پر خریدنے کے لئے تیار نہ ہو بلکہ ان میں نقص کی وجہ سے' ان کی قیمت کم کراؤ۔ یاد رکھو! خدا کا نظام ایسا نہیں کہ وہ بھیک مانگتا پھرے اور تم اس کی جھولی میں بچے کھچے ٹکڑے ڈال دو۔ وہ اس قسم کی خیرات سے بے نیاز اور ہر قسم کی ستائش کا سزاوار ہے۔ (وہ تم سے جو کچھ مانگتا ہے۔ تمہارے فائدے کے لئے مانگتا ہے' اپنے لئے نہیں مانگتا) (مفہوم القرآن از پرویز)

صدقات سے متعلقہ آیت میں کہا۔

ان تبدوا الصدقت فنعماهی و ان تخفوها وتوتوها الفقرآء فهو خیرلکم ط

marfat.com

ویکفر عنکم من سیاتکم ط واللہ بما تعملون خبیر ○ (2/271)

"ضرورتمند افراد کی مدد کے لئے جو کچھ تم دیتے ہو اسے کھلے بندوں (نظام کے حوالے کر) دو تو بھی اچھا ہے اور اگر اہل حاجت تک چپکے سے پہنچا دو تو بھی ٹھیک ہے۔ یہ چیزیں ہر صورت میں تمہاری ناہمواریوں اور کمزوریوں کو دور کر دیں گی --- اور ایسا ضرور ہو کر رہے گا کیونکہ اللہ کا قانون مکافات تمہارے ہر عمل سے باخبر ہے"۔

اس آیت خداوندی کی روشنی میں صدقات کے فروغ کی دو صورتیں ہوں گی۔

(i) انفرادی سطح پر صدقات کا فروغ۔

(ii) اجتماعی سطح پر صدقات کا فروغ۔

انفرادی سطح پر صدقات کا فروغ

مال صدقہ جن حقیقی ضرورت مندوں کے لئے ہے' ان کی پہچان کا ذکر کرتے ہوئے قرآن نے کہا۔

یحسبھم الجا ھل اغنیاء و من التعفف تعرفھم بسیمھم لا یسئلون الناس الحافا ط وما تنفقون من خیر فان اللہ بہ علیم (2/273)

"مال صدقہ ان حقیقی ضرورت مندوں کے لئے ہے جن کی سیرت کی پختگی کی وجہ سے استغناء کا یہ عالم ہو کہ ناواقف یہی سمجھے کہ ان کے پاس بہت کچھ ہے۔ انہیں کسی چیز کی کمی نہیں۔ البتہ جاننے والے انہیں ان کے چہروں پر نمودار ہو جانے والے اثرات سے پہچان لیں۔ یہ لوگ لپٹ لپٹ کر مانگنے والے نہیں ہوتے۔ ان لوگوں کی ضروریات پورا کرنے کے لئے تم جو کچھ دو گے' اللہ کو اس کا پورا پورا علم ہو گا"۔

نظام مواخات میں شامل افراد' انفرادی سطح پر صدقات کے فروغ کے لئے جن حق داروں پر اپنے مال و دولت کو صرف کریں گے' ان کا تعارف درج ذیل ہے۔

ذوی القربی : جو لوگ قریبی (رشتے دار یا ہمسائے) ہوں۔ (2/177)

marfat.com

المعروم : وہ لوگ جو کسی وجہ سے خود کمانے کے قابل نہ ہوں۔ (51/19)

الیتمی : وہ بچے جن کے ماں باپ مر جائیں یا وہ لوگ جو بھرے معاشرہ میں رہتے ہوئے بھی خود کو تنہا محسوس کریں۔

المسکین : وہ لوگ جن کا چلتا ہوا کاروبار کسی وجہ سے رک جائے یا جن میں کام کاج کرنے کی سکت نہ رہے اور یوں وہ محتاج ہو جائیں۔ (89/18)

السائلین : وہ لوگ جو کام تو کریں لیکن ان کی کمائی ان کی ضروریات پوری کرنے سے قاصر رہے۔ (19/51)

ابن السبیل : وہ مسافر جو کسی طرح زاد سفر سے محروم رہ جائیں۔ (2/177)

فی الرقاب : وہ لوگ جو دوسروں کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں' انہیں آزاد کرانے کے لئے۔ (2/177)

نظام مواخات میں شامل افراد کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ صدقات' پندار نفس کی تسکین کا سامان پیدا کرنے کے لئے نہیں ہیں۔

فرمان ربی ہے۔

یایھا الذین امنواہ تبطلوا صدقتکم بالمن والاذی لا کالذی ینفق ماله رئاء الناس ولا یومن بالله والیوم الاخر ط (2/264)

اے ایمان والو! اپنے صدقات کو ضائع نہ کر دینا' احسان جتا کر اور اذیت دے کر ان کی طرح جو محض لوگوں کو دکھانے کے لئے انفاق کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا نہ تو اللہ پر ایمان ہوتا ہے اور نہ اس کے قانون مکافات اور یوم آخرت پر۔

marfat.com

اجتماعی سطح پر صدقات کا فروغ

اجتماعی سطح پر صدقات کو ان مدات پر صرف کیا جائے گا جس کا ذکر سورہ التوبتہ کی آیت نمبر60 میں آیا ہے۔

انما الصدقت	صدقات پر ان لوگوں کا حق ہے۔
للفقر آء	جو کسی وجہ سے خود کمانے کے قابل نہ ہوں۔
والمسکین	وہ قوم جس پر مسکنت کا عذاب طاری ہو جائے یعنی جس میں قوت عمل نہ رہے۔ جس پر جمود و تعطل طاری ہو جائے۔
والعلمین علیھا	وہ لوگ جن کے سپرد نظام زکوۃ کا ادارہ ہو گا (ان کی کفالت کے لئے)
والمولفتہ قلوبھم	جن کی تالیف قلوب مقصود ہو۔ (یعنی جو لوگ ویسے تو نظام خداوندی کی طرف آنے کے لئے تیار ہوں لیکن بعض معاشی موانع ان کے راستے میں اس طرح حائل ہوں کہ وہ انہیں اس طرف آنے نہ دیں۔ ان موانع کے دور کرنے میں ان کی امداد کی جائے)۔
وفی الرقاب	وہ قومیں جن کی آزادی سلب کر لی گئی ہو اور وہ اپنی آزادی حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کر رہی ہوں۔
والغارمین	ایسے لوگ جو دشمن کے تاوان یا قرض کے بوجھ کے نیچے اس طرح دب گئے ہوں کہ اس کا ادا کرنا ان کے بس میں نہ ہو۔
وفی سبیل اللہ	وہ کام جو نظام خداوندی کے لئے مفید اور نوع انسانی کی فلاح و بہبود کے لئے مدو معاون ہوں' انہیں سرانجام دینے کے لئے۔
وابن السبیل	نیز باہر سے آنے والے (مہاجر یا سائنس دان)

marfat.com

جنہیں مالی امداد کی ضرورت لاحق ہو جائے۔

فریضۃ من اللہ	یہ اللہ کے ٹھہرائے ہوئے ضوابط ہیں۔
واللہ علیم حکیم (9،60)	اور اللہ کے ٹھہرائے ہوئے ضوابط علم و حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔

دارالصدقات

اجتماعی سطح پر صدقات کے فروغ کے لئے ہر حلقہ اخوت کی سطح پر دارالصدقات کا قیام عمل میں لایا جائے گا جس کا انتظامی ڈھانچہ اور قواعد و ضوابط درج ذیل ہیں۔

انتظامی ڈھانچہ

دارالصدقات کا انتظامی ڈھانچہ درج ذیل نکات پر مشتمل ہے۔

1 ۔ دارالصدقات کو ایک انتظامی کمیٹی چلائے گی جو صدقات سے متعلقہ تمام امور کی ذمہ دار ہو گی۔

2 ۔ انتظامی کمیٹی تین افراد پر مشتمل ہو گی۔

3 ۔ انتظامی کمیٹی کا نگران، "ناظم دارالصدقات" کہلائے گا۔

4 ۔ "ناظم دارالصدقات" کا انتخاب مرکزی صدر کی طرز پہ ہو گا۔

5 ۔ کمیٹی کے دیگر دو ارکان کو "ناظم دارالصدقات" اراکین حلقہ اخوت کے مشورہ سے نامزد کرے گا۔

قواعد و ضوابط

دارالصدقات کا قیام درج ذیل قواعد و ضوابط کے تحت عمل میں آئے گا۔

marfat.com

1 - ہر رکن حلقہ اخوت اپنی سہولت کے مطابق' ایک طے شدہ رقم ہر ماہ کی پانچ تاریخ تک انتظامی کمیٹی کے پاس جمع کروانے کا پابند ہو گا۔

ارشاد خداوندی ہے۔

خذمن اموالهم صدقته تطهر هم و ىزليهم ○ (9/103)

"(اے محمدؐ!) لوگوں کے اموال میں سے صدقات قبول کر لیا کرو اور اس طرح تعلیم و تربیت سے ان کے قلب و دماغ کی تطہیر اور ان کی صلاحیتوں کی نشوونما کا انتظام کرو"۔

2 - انتظامی کمیٹی' صدقات کی مد میں جمع ہونے والی رقم کا 50% ہر ماہ کی دس تاریخ تک بنک میں اور باقی ماندہ 50% رقم متعلقہ دارالعفو میں جمع کروانے کی پابند ہو گی۔

3 - بنک میں انتظامی کمیٹی کا مشترکہ اکاؤنٹ کھولا جائے گا۔

4 - صدقات کی 50% رقم ضرورت مند افراد کی ضروریات پوری کرنے کے لئے استعمال ہو گی۔

5 - رقم کے علاوہ دیگر اشیائے ضروریات زندگی بھی دارالصدقات میں جمع کروائی جا سکیں گی۔

6 - رقم اور اشیائے ضروریہ دونوں ناقابل واپسی ہوں گے۔

7 - انتظامی کمیٹی بنک سے سود کی مد میں ملنے والی رقم متعلقہ دارالعفو میں جمع کروائے گی۔

8 - انتظامی کمیٹی ضرورت مند افراد کو صدقہ کی رقم اور اشیائے ضروریہ (بلا لحاظ رنگ' نسل' زبان' قوم اور مذہب) دو اراکین حلقہ اخوت کی سفارش پر دے گی۔

9 - ایک سے زیادہ درخواستوں کی صورت میں رقم اور درخواست کا تعین انتظامی کمیٹی کرے گی۔

10 - مناسب وقت پر اقراء دارالصدقات کے نام سے اپنے بنک قائم کرے گی

marfat.com

جہاں صدقات کی رقم جمع ہوا کرے گی۔

11 - صدقہ کی رقم سودی مقاصد کے لئے استعمال نہیں ہو گی۔

marfat.com

3- العفو کا فروغ

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلمان
اللہ کرے تجھ کو عطا جدت کردار
جو حرف قل العفو میں پوشیدہ ہے اب تک
اس دور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار
اقبالؒ

قرآنی نظام ربوبیت کا مقصود و منتہی یہ ہے کہ انسان اپنے "زائد از ضرورت" مال و دولت کو بنی نوع انسان کی ربوبیت کے لئے کھلا رکھے۔ اسی لئے رب کائنات نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ۔

خذالعفوو امر بالعرف و اعرض عن الجھلین ○ (7/199)

ان سے ضرورت سے زائد لو اور بھی معروف کا۔ (جو ضرورت سے زائد نہیں دینا چاہتے) ان جاہلوں سے کنارہ کرلو۔

سورہ البقرہ میں ہے۔

یسئونک ما ذا ینفقون ○ قل العفو ط (2/219)

اے رسولؐ! یہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ مال و دولت میں سے کس حد تک ربوبیت عامہ کے لئے کھلا رکھنا ہو گا؟ ان سے کہہ دیجئے کہ جس قدر تمہاری ضرورت سے زائد ہے سب کا سب۔

اس آیت خداوندی سے یہ عظیم حقیقت واضح ہے کہ نظام خداوندی کسی کے

marfat.com

زائد از ضرورت مال و دولت کو زبردستی نہیں چھینتا بلکہ نظام ربوبیت کو فریضہ خداوندی سمجھ کر قبول کرنے والے' اپنے "زائد از ضرورت" مال و دولت کو از خود نظام خداوندی کی تحویل میں دے دیتے ہیں۔

یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک فرد اتنی عظیم تبدیلی کے لئے از خود کس طرح آمادہ ہو جائے گا کہ وہ اپنے زائد از ضرورت مال و دولت کو نوع انسانی کی ربوبیت کے لئے کھلا چھوڑ دے؟

اس سوال کا جواب قرآن کریم کے پیش کردہ اس فلسفہ زندگی میں ہے جس کے مطابق مقصد حیات یہ ہے کہ انسانی ذات کی نشوونما ہو جائے اور انسانی ذات کی نشوونما کی صورت یہ ہے کہ الذی یوتی مالہ یتزکی (92/18) وہ شخص جو ہر اس چیز (ما۔ لہ) کو جو اس کے پاس ہے (اور اس کی ضرورت سے زائد 2/219) نوع انسانی کی ربوبیت کے لئے دے دیتا ہے' حتیٰ کہ کبھی ایسا موقع آجائے کہ جن لوگوں کی ضرورت زیادہ ہو' انہیں اپنے آپ پر ترجیح دے (59/9) تو اس کی ذات کی نشوونما ہو جاتی ہے قد افلح من تزکی (87/14) اور جس کی ذات کی نشوونما ہو جاتی ہے وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔

ظاہر ہے جس فرد کا اس فلسفہ حیات پر ایمان ہو گا اس کی بھرپور کوشش ہو گی کہ وہ زیادہ سے زیادہ محنت کرے اور زیادہ سے زیادہ نوع انسانی کی ربوبیت کے لئے کھلا رکھے تاکہ اس کی ذات کی نشوونما ہو جائے اور اس طرح وہ اخروی زندگی کی مزید ارتقائی منازل طے کرنے کے قابل ہو جائے (84/19)۔

ضمناً" عرض کرتا چلوں کہ یہی وہ مقام ہے جہاں مارکس ناکام رہ گیا کیونکہ اسے وہ جذبہ محرکہ نہ مل سکا جس پر وہ کمیونزم کی عمارت تعمیر کر سکتا' جس کا معاشی اصول یہ ہے کہ۔

"ہر فرد اپنی اپنی استعداد کے مطابق جان مار کر محنت کرے اور اپنی محنت کے ماحصل میں سے زائد از ضرورت نوع انسانی کی پرورش کے لئے کھلا چھوڑ دے"۔

marfat.com

دارالعفو

العفو کے فروغ کے لئے ہر حلقہ اخوت کی سطح پر "دارالعفو" کا قیام عمل میں لایا جائے گا جس کا انتظامی ڈھانچہ اور قواعد و ضوابط درج ذیل ہیں۔

انتظامی ڈھانچہ

"دارالعفو" کا انتظامی ڈھانچہ درج ذیل نکات پر مشتمل ہے۔

1۔ "دارالعفو" کو ایک انتظامی کمیٹی چلائے گی۔ جو العفو سے متعلقہ تمام امور کی ذمہ دار ہو گی۔

2۔ انتظامی کمیٹی تین افراد پر مشتمل ہو گی۔

3۔ دارالعفو کا انتظامی نگران "ناظم دارالعفو" کہلائے گا۔

4۔ "ناظم دارالعفو" کا انتخاب مرکزی صدر کی طرز پہ ہو گا۔

5۔ کمیٹی کے دیگر دو ارکان کو "ناظم دارالعفو" اراکین حلقہ اخوت کے مشورہ سے نامزد کرے گا۔

قواعد و ضوابط

دارالعفو کا قیام درج ذیل قواعد و ضوابط کے تحت عمل میں آئے گا۔

1۔ دارالعفو ان اراکین حلقہ اخوت پر مشتمل ہو گا جو اپنی دولت اور وسائل پیداوار میں سے زائد از ضرورت از خود انتظامی کمیٹی کی تحویل میں دیں گے۔ زائد از ضرورت کا تعین متعلقہ رکن حلقہ اخوت کی اپنی صوابدید پر ہو گا۔

فرمان ربی ہے۔

یسئلونک عن الانفال ط قل الانفال لله و الرسول (8/1)

(اے رسولؐ!) یہ لوگ آپ سے فاضلہ دولت کے متعلق دریافت کرتے ہیں،

marfat.com

ان سے کہہ دیجئے کہ فاضلہ دولت اللہ اور رسولؐ (نظام / اسلامی مملکت) کی تحویل میں رہے گی۔

2۔ وسائل پیداوار اور فاضلہ دولت دونوں ناقابل واپسی ہوں گے۔

3۔ انتظامی کمیٹی "العفو" کی مد میں جمع ہونے والی رقم کو ہر ماہ کی دس تاریخ تک بنک میں جمع کروانے کی پابند ہو گی۔

4۔ بنک میں انتظامی کمیٹی کا مشترکہ اکاؤنٹ کھولا جائے گا۔

5۔ انتظامی کمیٹی بنک سے سود کی مد میں ملنے والی رقم "دارالعفو" ہی میں جمع کروائے گی۔

6۔ العفو کی مد میں جمع ہونے وای رقم اور وسائل پیداوار سے پھر خدا کی عالمگیر ربوبیت کی ذمہ داری کو (بلالحاظ رنگ، نسل، زبان، قوم اور مذہب) پورا کیا جائے گا (13/17)

7۔ مناسب وقت پر "اقراء" دارالعفو کے نام سے اپنے بنک قائم کرے گی جہاں العفو کی رقم جمع ہوا کرے گی۔

8۔ العفو کی مد میں جمع ہونے والی رقم سودی مقاصد کے لئے استعمال نہیں ہو گی۔

9۔ العفو کی مد میں جمع ہونے والی رقم اور وسائل پیداوار کو استعمال کرنے کا اختیار، اقراء / اسلامی مملکت کو ہو گا۔

جو لوگ نوع انسان کی پرورش و نشوونما کے لئے اپنے مال و دولت کو کھلا رکھتے ہیں، قرآنؐ نے انہیں پکے مومن کہا ہے۔

الذین یقیمو الصلوٰۃ ومما رزقنھم ینفقون ط○ اولیک ھم المومنون حقا ط لھم درجت۔عندربھم و مغفرۃ و رزق کریم ○ (4-3/8)

جو لوگ قوانین خداوندی پر مبنی نظام قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق کو نوع انسان کی پرورش و نشوونما کے لئے کھلا رکھتے ہیں تو یہی لوگ حقیقی مومن

marfat.com

ہیں۔ ان کے نشوونما دینے والے کے ہاں ان کے مدارج بہت بلند ہیں۔ اس نظام میں انہیں ہر طرح کا تحفظ حاصل ہو گا اور عزت کی روٹی ملے گی"۔

---

marfat.com

اللہ کا حصہ

کسی بھی پیداواری عمل سے حاصل ہونے والی آمدنی میں جہاں دوسرے عوامل کا حصہ نکلتا ہے وہاں "اللہ کا حصہ" بھی نکلتا ہے۔ قرآن نے اس بنیادی حقیقت کو اپنے مخصوص دلکش انداز میں سمجھاتے ہوئے کہا۔

افرء یتم ماتحرثون ○

ذرا اس کھیتی پر غور کرو (جس کے ماحصل کے تم واحد مالک بننا چاہتے ہو)۔

ء انتم تزرعونه ام نحن الزارعون○

(تم اتنا ہی کرتے ہونا! کہ ہل چلا کر بیج ڈال دیتے ہو)۔ اب سوچو کہ مٹی میں ملے ہوئے بیج سے پودا کون پیدا کرتا ہے؟ کیا یہ کچھ تم کرتے ہو؟ یہ ہمارا قانون کرتا ہے جس پر تمہیں کوئی قدرت حاصل نہیں۔

لونشاء لجعلنه حطاما فظلتم تفكهمون ○ انا لمغرمون ○ بل نحن محرومون○

اگر ہم اس کھیتی کو پروان نہ چڑھائیں اور اسے پکنے سے پہلے چورا چور کر دیں' تو فصل کا گھر لے جانا تو ایک طرف' تمہاری محنت اور بیج کی قیمت کی بھی تم پر چٹی پڑ جائے۔

marfat.com

افرء یتم الماء الذی تشربون○

اس پانی پر غور کرو جس پر تمہاری فصلوں کا اور خود تمہاری اپنی زندگی کا دارومدار ہے۔

ء انتم انزلتمو ○ من المزن ام نحن المنزلون لولشاء جعلنه اجاجا فلو لا تشکرون○

کیا اس پانی کو بادلوں سے تم برساتے ہو یا ہمارا قانون برساتا ہے؟ (یہ بادل سمندر کے پانی سے ترتیب پاتے ہیں۔ جو اس قدر کھاری ہوتا ہے کہ نہ پینے کے کام آسکتا ہے نہ کھیتی باڑی کے) ذرا سوچو کہ اگر بادلوں کا پانی ویسے کا ویسا کھاری رہتا تو تم کیا کرتے؟ حیرت ہے کہ تم اس قدر صاف اور سیدھے معاملہ پر اس نہج سے غور کر کے صحیح نتیجے تک کیوں نہیں پہنچتے اور نشوونما کے متعلق خدا کے نظام کی قدر شناسی کیوں نہیں کرتے!

افرء یتم النار التی تورون○

اب تم اس آگ پر غور کرو جس پر کھانے پینے کی اشیاء اور زندگی کا دارومدار ہے۔

ء انتم انشا تم شجر تها ام نحن المنشون ○ نحن جعلنها تذکرۃ و متاعا للمقوین○ (56/63-73)

کیا یہ درخت جن سے آگ روشن کی جاتی ہے، تمہاری کاریگری سے پیدا ہوئے ہیں یا ہمارا قانون ایسا کرتا ہے۔ (رزق پیدا کرنے کی اس تمام کائناتی مشینری پر غور کرو اور سوچو کہ یہ کس

marfat.com

کے قانون کی کارفرمائی ہے۔ پھر اس
پر بھی غور کرو کہ اس تمام پروگرام
میں تمہارا حصہ کتنا ہے اور کائناتی
قانون ربوبیت کا کتنا؟
تم کسی نہج سے بھی غور کرو' بہرحال
اسی نتیجہ پر پہنچو گے کہ اس مشترکہ
کاروبار میں تم صرف محنت کرتے ہو
باقی سب کچھ خدا کا کائناتی قانون
ربوبیت کرتا ہے۔ لہٰذا اس کے
ماحصل (سامان زیست) میں تمہارا
حصہ بقدر تمہاری محنت کے ہے اور
باقی کا حصہ خدا کا ہے (6/142) ہم
تمہیں اس حقیقت کی یاد دھانی کراتے
ہیں کہ ہم نے اپنے حصے کو بھوکوں
کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ (اسے تم
ان کے حوالے کر دو' یوں ہمارا حصہ
ہم تک پہنچ جائے گا)۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ "مشترکہ کاروبار" میں "اللہ کا حصہ" کتنا ہو گا؟
اس کا جواب دیتے ہوئے قرآن کریم نے کہا۔

واعلموآ انما غنمتم من شیء فان لله خمسه وللرسول (8/41)

یاد رکھو! مال غنیمت کا 1/5 حصہ "اللہ اور رسولؐ" کا ہو گا۔

اس آیت خداوندی کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ روزگار کا کوئی بھی شعبہ ہو' اس سے حاصل ہونے والی آمدنی میں سے "اللہ کا حصہ" 1/5 ہو گا جسے پھر "اللہ اور رسول" (نظام / اسلامی مملکت) وصول کرے گا۔

marfat.com

وہ لوگ جو اپنی کمائی میں سے "اللہ کا حصہ" ضرورت مندوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے نہیں نکالتے' ان کا حشر بھی انہی "باغ والوں" جیسا ہو گا جن کے ظلم کی کہانی قرآن نے ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

انا بلو نهم كما بلونا اصحب الجنته اذا قسموا ليصر منها مصبحين ○ ولا يستثنون ○ فطاف عليها طائف من ربك وهم نا لمون ○ ناصبحت كالصريم ○ فتنا دوا مصبحين ○ ان اغدوا على حرثكم ان كنتم صرمين ○ فانطلقوا وهم يتخافتون ○ ان لا يدخلنها اليوم عليكم مسكين ○ وغدو اعلى حرد قدرين ○ فلما راوها قالوا انا لضالون ○ بل نحن محرومون ○ قال اوسطهم الم اقل لكم لوه تسبحون ○ قالوا سبحن ربنا انا كناظلمين ○ فاقبل بعضهم على بعض يتلا و مون ○ قالوا يويلنا انا كنا طغين ○ عسے ربنا ان يبدلنا خير امنها انا الى ربنا راغبون ○ كذالك العذاب ط و لعذاب الاخرة اكبر لوكانوا يعلمون ○ ان يلمتقين عند ربهم جنت النعيم ○(68/17-34)

(وہ لوگ جو اپنی کمائی میں سے "اللہ کا حصہ" نہیں نکالتے) ہم انہیں ایسا پلٹا دیں گے جیسا (مشہور مثال میں) باغ والوں کو پلٹا دیا تھا۔ ان کا بہت بڑا باغ تھا جس کے درخت پھلوں سے لدے ہوئے تھے۔ انہوں نے بڑے وثوق سے کہا کہ ہم صبح ہوتے ہی ان کا پھل توڑ لیں گے۔ انہوں نے اس میں سے محتاجوں اور مسکینوں کے لئے ذرا سا حصہ بھی الگ کرنے کا ارادہ نہ کیا تھا۔ تو ہوا یہ کہ وہ ابھی سو ہی رہے تھے کہ ایک ایسی بلائے ناگہانی (مثلاً" ٹڈی دل) آئی کہ وہ ساری فصل چٹ کر گئی اور وہاں سرسبز و شاداب باغ (اور کھیتوں) کی جگہ چٹیل میدان میں رہ گیا۔

صبح اٹھ کر انہوں نے ایک دوسرے کو آواز دی کہ اٹھو' چلو' سویرے سویرے پھل توڑ کر فارغ ہو جائیں۔ چنانچہ وہ اس مقصد کے لئے اپنے گھروں سے روانہ ہو گئے۔ وہ چلتے جاتے تھے اور آپس میں چپکے چپکے باتیں کرتے جاتے تھے کہ دیکھنا! آج کوئی محتاج اور مسکین تمہارے پاس پھٹکنے نہ پائے۔ چنانچہ وہ اس طرح باغ کے قریب پہنچ گئے اور انہوں نے ایسا انتظام کر لیا کہ کوئی محتاج وہاں تک نہ آنے پائے۔

marfat.com

جب وہ وہاں پہنچے تو (باغ اور کھیتوں کو دیکھ کر) کہنے لگے کہ ہم آج کہیں راستہ تو نہیں بھول گئے؟ یہ تو ہمارے باغات اور کھیت معلوم نہیں ہوتے۔ (پھر جب ذرا آنکھیں مل کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنے ہی باغات اور کھیتوں کے کنارے کھڑے ہیں۔ اس پر) وہ سر پیٹ کر بیٹھ گئے اور چلا اٹھے کہ ہائے ہم مارے گئے ہمارا سب کچھ لٹ گیا۔ ہم تباہ و برباد ہو گئے۔ ہماری قسمت پھوٹ گئی۔ ان میں سے ایک شخص نے جس نے اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا' کہا کہ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم اپنی تمام جدوجہد کو خدا کے قانون کے تابع رکھو۔ تم نے میری بات نہ مانی۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے۔

انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم نے مسکینوں اور غریبوں کے حقوق کا قطعاً" خیال نہیں رکھا تھا۔ یہ ظلم تھا اور ظلم کا نتیجہ ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ (ورنہ خدا کی شان اس سے بہت بلند ہے کہ وہ کسی کی محنت کو یونہی ضائع کر دے)۔ پھر وہ ایک دوسرے کو لگے لعنت ملامت کرنے کہ تم نے ہی ایسی پٹی پڑھائی تھی جس سے ہم قانون خداوندی سے سرکش ہو گئے۔ اب ہم قانون خداوندی کی طرف پھر رجوع کرتے ہیں۔ امید ہے کہ خدا ہمیں اس سے بہتر سامان رزق عطا کرے گا۔

اے رسولؐ! تم ان کو بتا دو کہ قوانین خداوندی سے سرکشی برتنے والوں پر اس طرح' اس دنیا میں تباہی آیا کرتی ہے اور آخرت کی تباہی اس سے بھی کہیں بڑھ کر ہو گی۔ اے کاش! یہ اس بات کو سمجھ لیتے۔

اس کے برعکس' جو لوگ ہمارے قانون ربوبیت کی نگہداشت کرتے ہیں (اور اپنی کمائی میں محتاجوں اور مسکینوں کا حق سب سے پہلے سمجھتے ہیں)' انہیں ایسی جنتی زندگی نصیب ہو گی جس میں ہر قسم کی آسائشیں ہوں گی۔

(مفہوم القرآن از پرویز)

marfat.com

ذرائع رزق اللہ کی ملکیت ہیں

قرآنی نظام ربوبیت کی عمارت کے دو اہم ستون ہیں۔

(i) وسائل پیداوار اور

(ii) سامان زیست پیدا کرنے کی انسانی صلاحیتیں۔

سورہ النحل میں ہے۔

وما بکم من نعمته فمن الله (16/53)

"وسائل رزق ہوں یا انسانی صلاحیتیں' یہ سب خدا کی عطا فرمودہ ہیں"۔

وسائل رزق پر انسانی ملکیت کی نفی کرتے ہوئے قرآن نے کہا۔

وما کان عطاء ربک محظورا (17/20)

جو چیزیں خدا کی طرف سے تمام مخلوق کے فائدے کے لئے بلا مزد و معاوضہ مفت عطا ہوئی ہیں ان پر ذاتی ملکیت کا کسی کو حق حاصل نہیں۔

جو چیزیں انسان کو خدا کی طرف سے مفت عطا ہوئی ہیں' ان میں ارض بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے متعلق قرآن کریم نے باصرار و تکرار کہہ دیا کہ۔

ارض الله (11/64)

زمین اللہ کی ہے۔

قرآن کریم میں جس چیز کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ وہ خدا کی ہے تو اس سے مراد یہی ہے کہ وہ تمام نوع انسانی کی فلاح کے لئے ہے۔ اس پر کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہو سکتی۔ مثلاً" اس نے کعبہ کو بیت اللہ (یا بیتی --- میرا گھر) کہہ کر پکارا ہے تو اس کی تشریح خود ہی یہ کہہ کر کر دی ہے کہ --- بیت دضع للناس (3/95) وہ گھر جسے تمام نوع انسان کے لئے بنایا گیا ہے --- مثابته للناس (2/125) عالمگیر انسانیت کا اجتماعی مرکز --- قیا ماللناس --- (5/97) تمام نوع انسان کے اپنے پاؤں پر کھڑا

marfat.com

ہونے کا ذریعہ ــــ جعلنه للناس سواء العاكف والباد (22/25) جس کے دروازے تمام انسانوں کے لئے ــــ خواہ وہ وہاں کے رہنے والے ہوں یا باہر سے آنے والے ہوں ــــ یکساں طور پر کھلے رہیں گے۔ اسی طرح جب اس نے ارض اللہ کہا ہے تو اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ زمین پر کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہو سکتی۔ وہ ساری مخلوق کے لئے ذریعہ پرورش ہے۔ نظام / اسلامی مملکت کو ایسا انتظام کرنا چاہئے کہ خدا کے رزق سے تمام افراد کی ضروریات پوری ہوتی رہیں۔

فرمان ربی ہے۔

والارض وضعها للا نام ○ (55/10)

"زمین کو ہم نے تمام مخلوق کی پرورش کے لئے پیدا کیا ہے"۔

اب ظاہر ہے کہ جو چیز تمام مخلوق کی پرورش کا ذریعہ بنائی گئی ہو' اسے کسی فرد کی ملکیت میں کیسے دیا جا سکتا ہے؟ خدا نے ہوا کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ تمام جانداروں کی زندگی کا ذریعہ بنے۔ اگر ہوا کو انفرادی ملکیت میں دے دیا جائے تو اس سے جس طرح بے شمار مخلوق دم گھٹ گھٹ کر مر جائے گی اس کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ بعینہ یہی پوزیشن زمین کی ہے۔ اسی لئے رب کائنات نے کہا کہ اسے انفرادی ملکیت کی بجائے سوآء للسائلین (41/10) رہنا چاہئے۔ یعنی اس کا انتظام ایسا کرنا چاہئے کہ یہ تمام ضرورت مندوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے یکساں طور پر کھلی رہے۔ یہ متاعا للمقوین (55/72) ہے۔ یعنی بھوکوں کے لئے متاع حیات۔ اس میں رزقا للعیاد (50/11) ہے۔ یعنی خدا کے تمام بندوں کے لئے رزق۔

قرآن کریم کی انہی آیات کی تشریح کرتے ہوئے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

"زمین اللہ کی ہے اور بندے بھی اللہ کے' اس لئے اللہ کی زمین اللہ کے بندوں کے لئے رہنی چاہئے۔" (ابو داؤد)

زمین (وسائل پیداوار کے بنیادی ذریعہ) کے متعلق یہ خیال کرنا کہ اس کا اللہ کے سوا' کوئی اور بھی مالک ہو سکتا ہے' کفر اور شرک ہے۔

marfat.com

قل انکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین و تجعلون له اندادا ذلک رب العلمین ○(41/9)

"اے رسولؐ! ان لوگوں سے کہہ دو کہ کیا تم خدا سے کفر برت رہے ہو؟ اس خدا سے جس نے ارض کو دو مراحل میں پیدا کیا (مرحلہ اول وہ تھا جس میں یہ ہنوز اس قدر گرم تھی کہ اس پر کسی جاندار مخلوق کے پیدا کرنے اور اس کے زندہ رہنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا تھا۔ دوسرے مرحلے میں اسے اس قدر ٹھنڈا کر دیا گیا کہ اس پر ذی حیات کا رہنا ممکن ہو گیا اور ان کے لئے سامان رزق کا موجود رہنا اور پیدا ہونا بھی) یہ ہے وہ ربوبیت عالمینی کا ذمہ دار خدا' جس سے تم کفر برت رہے ہو۔ یہ کفر کیا ہے؟ یہ کہ تم اس کے پیدا کردہ وسائل رزق کو انسانی ملکیت میں دے کر اس کے شریک ٹھہرا رہے ہو۔"

اس سے اگلی آیت میں ہے۔

وجعل فیها رواسی من فوقها وبٰرک فیها وقدر فیها اقواتها فی اربعة ایام ط سوآء للسائلین ○ (41/10)

خدا نے اس ارض کو اس طرح بنایا کہ پہاڑوں کے ذریعہ آبپاشی کا نظام مقرر کر دیا۔ زمین کی مٹی میں اس کی صلاحیت رکھ دی کہ اس سے بھرپور فصلیں پیدا ہوں۔ پھر اس کی گردش سے موسموں میں ایسے تغیرات متعین کر دیئے کہ ان کی رو سے سال کے مختلف حصوں میں مختلف اقسام کی فصلیں پیدا ہو جائیں۔ اس سارے انتظام سے مقصود یہ تھا کہ زمین کی پیداوار تمام ضرورت مندوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے یکساں طور پر کھلی رہے۔ (جب یہ خدا کی ملکیت میں رہے گی تو اس سے یہ مقصد پورا ہوتا جائے گا۔ لیکن اگر اسے ذاتی ملکیت میں دے دیا گیا تو پھر یہ مقصد پورا نہیں ہو سکے گا)۔

سورہ بقرہ میں ہے۔

ان فی لخق السموات والارض و اختلاف الیل و النهار و الفلک التی تجری فی البحربما ینفع الناس وما انزل الله من السماء من ماء

marfat.com

فاحیبابه الارض بعد موتها ربث فیها من کل دابته و تعریف الریع و السحاب المسخربین السماء و الارض لایت لقوم یعقلون ○

(2/164)

"یہ حقیقت ہے کہ ارض و سماوات کی تخلیق اور لیل و نہار کے اختلاف اور وہ کشتیاں جو سمندروں میں بط کی طرح تیرتی پھرتی ہیں اور لوگوں کے لئے ذریعہ معاش بنتی ہیں اور وہ بارش جسے اللہ بادلوں سے برساتا ہے اور اس کے ذریعہ زمین مردہ کو حیات تازہ عطا کر دیتا ہے اور وہ جاندار مخلوق جو زمین میں چلتی پھرتی ہے اور وہ ہوائیں جو مختلف موسموں میں مختلف سمتوں میں چلتی ہیں اور وہ بادل جو زمین اور فضا میں معلق قوانین خداوندی کی زنجیروں میں جکڑے رہتے ہیں۔ کائنات کے یہ تمام شواہد و مظاہر ارباب عقل و فکر کے لئے اس امر کے دلائل ہیں کہ یہ سب خدا کے پیدا کردہ ہیں اور اسی کی ملکیت ہیں"۔

لیکن اس کے باوجود۔

ومن الناس من یتخذ من دون الله انراد ایحبونهم کحب الله والذین امنوا اشر حباللہ ط (2/165)

"ایسے لوگ بھی ہیں جو ان ہستیوں کو خدا کا شریک تسلیم کر لیتے ہیں کہ جن میں سے ہر ایک کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ بنیادی وسیلہ رزق اور اس کی پیداوار کو زیادہ سے زیادہ اپنی طرف کھینچے لیکن جو لوگ قوانین خداوندی کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں' وہ کسی انسان کو خدا کا شریک نہیں سمجھتے"۔

وہ لوگ جو باطل خداؤں کو اللہ کا شریک سمجھتے ہیں' انہیں متنبہ کرتے ہوئے قرآن نے کہا۔

لا تجعل مع الله السها اخر ضتقعد مذموما مخذو لا ○ (17/22)

"اللہ کے ساتھ کوئی اور الہ تسلیم نہ کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو آخرالامر ذلیل و خوار ہو کر' ایں سوماندہ و آں سو درماندہ رہ جاؤ گے"۔

تصریحات بالا سے واضح ہے کہ زمین (ذرائع رزق) کو ایسی حیثیت دے دینا

marfat.com

جس سے یہ تمام مخلوق کے لئے مشترکہ ذریعہ پرورش رہنے کی بجائے کسی فرد یا افراد کی ملکیت اور جائیداد بن جائے' اس مقصد کے خلاف ہو گا جس کے لئے خدا نے اسے پیدا کیا ہے۔ اسی لئے رب کائنات نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔

قل لمن الارض و من فیھا ان کنت تعلمون ○ سیقولون للہ ط قل افلا تذکرون ○ (23/84-85)

(اے رسولؐ!) ان سے پوچھو کہ زمین اور جو کچھ اس کے اندر ہے وہ کس کی ملکیت ہے اگر انہوں نے علم و بصیرت سے کام لیا تو انہیں کہنا پڑے گا کہ یہ سب خدا کی ملکیت ہے ان سے کہو کہ جب تمہیں خود اس کا اعتراف ہے کہ یہ سب خدا کی ملکیت ہے تو پھر تم اتنی سی بات کیوں نہیں سمجھتے کہ زمین (ذرائع رزق) پر کسی انسان کی ملکیت نہیں ہو سکتی۔ (یہ نظام / اسلامی مملکت کی تحویل میں رہنی چاہئے تاکہ وہ اس کا ایسا انتظام کر سکے' جس سے ہر فرد کو اس کی ضرورت کے مطابق رزق ملتا جائے)۔

یایھا الناس کلوا مما فی الارض حلا طیبا لا تتبعوا خطوات الشیطن انہ لکم عدو مبین ○ (2/168)

"اے نوع انسان! اس حقیقت کو تسلیم کرو گے تو زمین کی پیداوار تمہارے لئے حلال و طیب ہو گی' ورنہ شیطان کے نقش قدم پر چلتے جاؤ گے جس نے تمہارے کان میں پھونک دیا ہے کہ تم زمین (ذرائع رزق) کے مالک بھی ہو سکتے ہو"۔

بہرحال کوئی انسان اس حقیقت کو تسلیم کرے یا نہ کرے لیکن تاریخ اس پر شاہد ہے کہ قطعات اراضی رفتہ رفتہ بڑے بڑے زمینداروں کی ملکیت سے نکلتے جا رہے ہیں اور یہ سب کچھ خدا کے اس فیصلے کے مطابق ہو رہا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ۔

اولم یروا انا نا فی الارض تنقصھا من اطرافھا ط واللہ یحکم لامعقب لحکمہ وھو سریع الحساب ○ (13/41)

"کیا تم دیکھتے نہیں کہ ہم کس طرح زمین کے رقبوں کو بڑے بڑے

marfat.com

زمینداروں کے ہاتھوں سے سکڑتے اور سمٹتے (کم کرتے) چلے جا رہے ہیں۔ یہ ہمارا فیصلہ ہے۔ (کہ زمین پر ان کی ملکیت ختم ہو گی) اور دنیا کی کوئی طاقت ہمارے فیصلے کو لوٹا نہیں سکتی۔ ہم بہت جلد حساب کرنے والے ہیں"۔

اسی حقیقت کو قرآن نے سورہ الانبیاء میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

بل متعنا هولاء و اباء هم حتى طال عليهم العمر ط افلا يرون انا ناتى الارض ننمقها من اطرا منها ط افهم الغلبون ○ (21/44)

انہیں اور ان کے آباؤ اجداد کو زمین' متاع حیات حاصل کرنے کے لئے ملی تھی۔ اس پر زمانہ گزر گیا تو انہوں نے اس پر قبضہ مخالفانہ جمالیا۔ اب ہم آہستہ آہستہ اسے ان کے ہاتھوں سے نکال رہے ہیں۔ ہمارے اس پروگرام کی تکمیل ہو کر رہے گی۔ یہ ہمیں مغلوب نہیں کر سکیں گے۔

———○———

marfat.com

مختلف شعبہ ہائے زندگی کیلئے معاشی پالیسی

مختلف شعبہ ہائے زندگی اور ان کیلئے "اقراء" کی معاشی پالیسی درج ذیل ہو گی۔

1- زراعت

ارشاد خداوندی ہے۔

وما لکم الا تنفقوا فی سبیل الله ولله میراث السموات والارض○
(57/10)

"جب حقیقت یہ ہے کہ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے' وہ سب خدا کی ملکیت ہے تو پھر تم کون ہوتے ہو جو رزق کے ان ذرائع کو روک رکھو اور انہیں بنی نوع انسان کی منفعت کے لئے کھلا نہ رکھو"۔

عبوری دور میں زرعی پالیسی

دہ خدایا یہ زمین تری نہیں تری نہیں
ترے آبا کی نہیں تری نہیں مری نہیں
(اقبالؒ)

عبوری دور میں "اقراء" کی زرعی پالیسی درج ذیل ہو گی۔

1۔ رکن حلقہ اخوت زرعی اراضی کا مالک ہو سکتا ہے۔

2۔ نظام ربوبیت کو فریضہ خداوندی سمجھ کر قبول کرنے والے زمیندار' اپنی

marfat.com

زرعی اراضی میں سے بطیتب خاطر' العفو کی مد میں "اقراء" کی تحویل میں دے سکتے ہیں۔ (2/219)

3 - "اقراء" اپنی زیر تحویل زرعی اراضی' بطور امانت ٹھیکے پر دے گی۔ انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی۔ ٹھیکے کی شرائط درج ذیل ہوں گی۔

(i) ٹھیکہ پیداوار کا ہو گا۔

(ii) زرعی پیداوار سے حاصل ہونے والی آمدنی میں سے زمین (یعنی بیج اور کھاد وغیرہ) کے مصارف پیدائش نکال کر صافی آمدنی درج ذیل حصہ داروں میں تقسیم ہو گی۔

○.... اللہ کا حصہ :

فرمان ربی ہے۔

کلوا من ثمرہ اذآ اثمر و اتوا حقہ یوم حصادہ ○ (6/142)

جب درخت ثمربار ہوں تو ان کے پھل شوق سے کھاؤ اور اس میں سے خدا کا حق بھی دیا کرو۔

صافی آمدنی کا 20٪ بطور "اللہ کے حصہ کے" دارالعفو میں جمع ہو گا۔ اسی رقم میں سے پھر "اقراء" حکومت کو آبیانہ' مالیہ اور عشر وغیرہ ادا کرے گی۔

○.... کاشتکاروں کا حصہ :

(i) صافی آمدنی کا 50٪ کاشتکاروں (بشمول اقراء) کا ہو گا جو ان سب میں برابر تقسیم ہو گا۔ (16/71)۔

(ii) "اقراء کا حصہ" دارالعفو میں جمع ہو گا۔

○.... آلات کاشتکاری کا حصہ :

صافی آمدنی کے 30٪ میں سے آلات کاشکاری (مثلاً" ٹریکٹر' تھریشر' ہارویسٹر اور ٹیوب ویل وغیرہ) کے اخراجات پورے کئے جائیں گے۔

4 - ایسے زمیندار جو کسانوں کی مدد سے زمین کاشت کریں گے' وہ اللہ کا حصہ

marfat.com

درج ذیل فارمولا کے مطابق دارالعفو میں جمع کرائیں گے۔

اللہ کا حصہ = منافع کا 20٪ ۔ حکومت کو ادا کیا جانے والے آبیانہ مالیہ اور عشر وغیرہ۔

5 (i) ۔ زمینداروں کا فرض ہے کہ وہ کسانوں کو قرآن مجید کے بیان کردہ اصول عدل و احسان کے مطابق معاوضہ (تنخواہ یا مزدوری) دیں تاکہ وہ عزت اور خوشحالی کی زندگی بسر کرسکیں۔

فرمان ربی ہے۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان (16/90)

اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ہر ایک سے عدل کرو یعنی حقدار کو اس کا پورا پورا حق دو۔ اگر ہو سکے تو حقدار کو اس کے حق سے زیادہ دو (اور اس طرح معاشرہ کے توازن کو قائم رکھو)۔

(ii) زمیندار اگر چاہیں تو زرعی پیداوار سے حاصل ہونے والے منافع کو کسانوں میں بشمول اپنے برابر بھی تقسیم کرسکتے ہیں۔ (16/71)۔

6 ۔ زرعی شعبہ سے وابستہ اراکین حلقہ ہائے اخوت' ایسی آمدنی کا 20٪ بطور "اللہ کے حصہ کے" دارالعفو میں جمع کرائیں گے کہ جس میں سے حکومت کو ٹیکس ادا نہیں کیا گیا ہو گا۔

7 ۔ زرعی شعبہ سے وابستہ اراکین حلقہ ہائے اخوت پر لازم ہو گا کہ وہ حکومت کو ٹیکسز دیانتداری سے ادا کریں۔

8 ۔ زرعی شعبہ سے وابستہ اراکین حلقہ ہائے اخوت اپنی کمائی کو "نظام زکوٰۃ" کے قیام کے لئے کھلا رکھیں گے۔

marfat.com

ملکی سطح پر زرعی پالیسی

اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
پادشاہوں کی نہیں اللہ کی ہے یہ زمین
(اقبال")

ملکی سطح پر "اقراء" کی زرعی پالیسی درج ذیل ہو گی۔

1 ۔ "اقراء" میں شامل زمیندار اپنی زرعی اراضی اسلامی مملکت کی تحویل میں دے دیں گے۔ (11/64)۔ جو پھر اس کا ایسا انتظام کرے گی کہ جس سے افراد انسانیہ کی ضروریات زندگی اور ان کی مضمر صلاحیتوں کی نشوونما کے لئے سامان و ذرائع فراہم ہو سکیں۔

2 ۔ اسلامی مملکت اپنی زیر تحویل زرعی اراضی کاشتکاروں کو بطور امانت ٹھیکے پر دے گی۔ انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی۔ ٹھیکے کی شرائط درج ذیل ہوں گی۔

(i) ٹھیکہ پیداوار کا ہو گا۔

(ii) کل آمدنی میں سے زمین (یعنی بیج' کھاد اور پانی وغیرہ) کے مصارف پیدائش نکال کر صافی آمدنی درج ذیل حصہ داروں میں تقسیم ہو گی۔

○..... اللہ کا حصہ:

اللہ کا حصہ' جو کہ صافی آمدنی کا 20% ہے' اسلامی مملکت وصول کرے گی (8/41) جسے پھر وہ تعلیم' صحت' رہائش' مواصلات' ٹرانسپورٹ' قدرتی ذخائر

marfat.com

کی دریافت، نئی صنعتوں کے قیام، عالمگیر انسانیت کی ربوبیت اور دفاع وغیرہ پر خرچ کرے گی۔

○..... کاشتکاروں کا حصہ :

(i) کسی کاشتکار کی تنخواہ مقرر نہیں ہو گی۔

(ii) اجتماعی کھیتی باڑی کی صورت میں صافی آمدنی کا 50% کاشتکاروں کا ہو گا۔

(iii) سنہری دور میں "کاشتکاروں کا حصہ" ان میں برابر تقسیم ہو گا (16/71)۔

(iv) جنتی دور میں کہ جب ملت اسلامیہ ایک عظیم معاہدہ کے تحت (9/111) اپنی اکتسابی اور وہبی استعدادوں کے ماحصل کو اسلامی مملکت کے سپرد کر دے گی، اس وقت اسلامی مملکت، کاشتکاروں سے ان کی اہلیت کے مطابق کام لے کر ان کو ضرورت کے مطابق دے گی۔

○..... آلات کاشتکاری کا حصہ :

صافی آمدنی کے 30% میں سے آلات کاشتکاری (مثلاً" ٹریکٹر، تھریشر، ہارویسٹر اور ٹیوب ویل وغیرہ) کے اخراجات پورے کئے جائیں گے۔

(3)۔ حکومت کی ذمہ داری :

(i) بیج، کھاد اور کیڑے مار دوائیاں وغیرہ مہیا کرنا۔

(ii) اشیائے خوراک کو آڑھتیوں اور دلالوں کے غیر منطقی وجود کے بغیر براہ راست صارفین تک پہنچانا۔

(iii) حساب کتاب کی دیکھ بھال کرنا تاکہ کہیں غلط طریقہ سے نقصان نہ ہو اور نہ ہی کوئی چیز ضائع ہو۔

4 ۔ اجتماعی کھیتی باڑی کی صورت میں کاشتکاروں کو چھوٹے چھوٹے گروپوں میں منظم کیا جائے گا۔ ہر گروپ میں کاشتکاروں پر مشتمل ایک انتظامی کمیٹی تشکیل دی جائے گی جو :

(i) اجتماعی فارم کے مکمل انتظام و انصرام کی ذمہ دار ہو گی۔

(ii) اراکین کے سپرد کام کرے گی۔

marfat.com

(iii) پیداوار کو بیچنے اور اس سے حاصل ہونے والی آمدن کا حساب رکھے گی۔

(iv) اجناس اور نقدی کی صورت میں ادائیگی کرے گی۔

5 - انفرادی طور پر یا اپنے اہل خانہ کی مدد سے کھیتی باڑی کرنے والا کاشتکار، اسلامی مملکت کو "اللہ کا حصہ" ادا کرنے کا پابند ہو گا۔ اپنی پیداوار کو وہ خود استعمال کرے یا حکومت کے ہاتھوں فروخت کرے، یہ سب متعلقہ کاشتکار کی اپنی صوابدید پر ہو گا۔

6 - وہ زمیندار جو "اقراء" میں شامل نہیں ہوں گے، ان کی زرعی اراضی اسلامی مملکت اپنی تحویل میں نہیں لے گی لیکن انہیں :

(i) صافی آمدنی کا 50٪ کسانوں میں بشمول اپنے برابر تقسیم کرنا ہو گا (16٫71) اور

(ii) صافی آمدنی کا 20٪ بطور "اللہ کے حصہ کے" اسلامی مملکت کے پاس جمع کروانا ہو گا (8/41)۔

7 - اشیائے خوراک کی قیمتیں اسلامی مملکت اور کاشتکار باہمی سمجھوتہ سے طے کریں گے۔

8 - زلزلے، سیلاب اور دیگر قدرتی آفات سے جو نقصان ہو گا، اسلامی مملکت اس کی تلافی کرے گی۔

9 - جو کاشتکار بڑھاپے یا صحت کی خرابی کی بنا پر مستقل طور پر معذور ہو جائے گا اس کی ضروریات زندگی اسلامی مملکت پوری کرے گی۔

10 - کاشتکاروں کو عملی ٹریننگ دینے کے ساتھ ساتھ جدید ٹیکنالوجی سے بھی متعارف کرایا جائے گا تاکہ ملکی معیشت کو تقویت ملے۔

11 - زرعی شعبہ سے وابستہ اراکین حلقہ ہائے اخوت اپنی کمائی کو "سنہری دور" میں بھی "نظام زکوٰۃ" کے قیام کے لئے کھلا رکھیں گے۔

----------O----------

marfat.com

2- صنعت

ارشاد خداوندی ہے۔

يعرفون نعمت الله ثم ينكرونها و اكثرهم الكفرون ○ (16/83)

بات یہ ہے کہ یہ اس حقیقت سے خوب واقف ہیں کہ تمام وسائل پیداوار خدا کی طرف سے بطور نعمت ملے ہیں۔ بلا مزدور معاوضہ ملے ہیں لیکن عملاً" اس سے انکار کرتے ہیں اور ان پر اس طرح قابض ہو جاتے ہیں گویا یہ ان کے زر خرید ہیں۔ یہ کفران نعمت درحقیقت خدا کا انکار ہے۔ (یہ اسلام نہیں کفر ہے)۔

عبوری دور میں صنعتی پالیسی

ہم مٹا ڈالیں گے سرمایہ و محنت کا تضاد
یہ عقیدہ' یہ ارادہ' یہ قسم لے کے چلو

عبوری دور میں "اقراء" کی صنعتی پالیسی درج ذیل ہو گی۔

1 - "رکن حلقہ اخوت" صنعتی یونٹس (کارخانے' فیکٹری یا مل وغیرہ) کا مالک ہو سکتا ہے۔

2 - نظام ربوبیت کو فریضہ خداوندی سمجھ کر قبول کرنے والے صنعتکار' اپنے صنعتی یونٹس میں سے بطیب خاطر' العفو کی مد میں "اقراء" کی تحویل میں دے سکتے ہیں (2/219)

3 - "اقراء" اپنے زیر تحویل صنعتی یونٹس بطور امانت ٹھیکے پر دے گی۔ ٹھیکے

marfat.com

کی شرائط درج ذیل ہوں گی۔

(i) ٹھیکہ پیداوار کا ہو گا۔

(ii) صنعتی پیداوار سے حاصل ہونے والی کل آمدنی میں سے خام مال اور بار برداری کے اخراجات نکال کر صافی آمدنی درج ذیل حصہ داروں میں تقسیم ہو گی۔

○..... اللہ کا حصہ :

صافی آمدنی کا 20% بطور "اللہ کے حصہ کے" دارالعفو میں جمع ہو گا۔ اسی رقم میں سے پھر "اقراء" حکومت کو صنعتی ٹیکسز ادا کرے گی۔

○..... محنت کاروں کا حصہ :

(i) صافی آمدنی کا 50% محنت کاروں (بشمول اقراء) کا ہو گا جو ان سب میں برابر تقسیم ہو گا (16/71)

(ii) "اقراء" کا حصہ دارالعفو میں جمع ہو گا۔

○..... صنعتی یونٹ کے اخراجات :

صافی آمدنی کے 30% میں سے صنعتی یونٹ کے درج ذیل اخراجات پورے کئے جائیں گے۔

(i) مشینری کی شکست و ریخت مرمت اور دیکھ بھال۔

(ii) عمارت کی دیکھ بھال' بوسیدگی اور مرمت۔

(iii) مال گودام کی دیکھ بھال اور حفاظت کے لئے یا کوئی چیز ضائع ہو جائے۔

(iv) بجلی' تیل' گیس اور کوئلہ۔

(v) متفرق اخراجات۔

4 (i) صنعت کاروں کا فرض ہے کہ وہ محنت کاروں کو قرآن مجید کے بیان کردہ اصول عدل و احسان کے مطابق معاوضہ (تنخواہ یا مزدوری) دیں تاکہ وہ عزت اور خوشحالی کی زندگی بسر کر سکیں۔

marfat.com

(ii) فرمان ربی ہے۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان ○ (16/90)

اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ہر ایک سے عدل کرو یعنی حقدار کو اس کا پورا پورا حق دو۔ اگر ہو سکے تو حقدار کو اس کے حق سے زیادہ دو (اور اس طرح معاشرہ کے توازن کو قائم رکھو)۔

(ii) صنعتکار اگر چاہیں تو صنعتی پیداوار سے حاصل ہونے والے منافع کو محنت کاروں میں بشمول اپنے برابر بھی تقسیم کر سکتے ہیں۔ (16/71)۔

5۔ صنعتکار "اللہ کا حصہ" درج ذیل فارمولا کے مطابق دارالعفو میں جمع کرائیں گے

اللہ کا حصہ: منافع کا 20٪ — حکومت کو ادا کئے جانے والے صنعتی ٹیکسز۔

6۔ صنعتی شعبہ سے وابستہ اراکین حلقہ ہائے اخوت ایسی آمدنی کا 20٪ بطور "اللہ کے حصہ کے" دارالعفو میں جمع کرائیں گے کہ جس میں سے حکومت کو ٹیکس ادا نہیں کیا گیا ہو گا۔

7۔ صنعتی شعبہ سے وابستہ اراکین حلقہ ہائے اخوت پر لازم ہو گا کہ وہ حکومت کو ٹیکسز دیانتداری سے ادا کریں۔

8۔ صنعتی شعبہ سے وابستہ اراکین حلقہ ہائے اخوت اپنی کمائی کو "نظام زکوٰۃ" کے قیام کے لئے کھلا رکھیں گے۔

-----------○-----------

marfat.com

ملکی سطح پر صنعتی پالیسی

ملکی سطح پر "اقراء" کی صنعتی پالیسی درج ذیل ہو گی۔

1 ۔ "اقراء" میں شامل صنعتکار' اپنے صنعتی یونٹس (کارخانے' فیکٹریاں اور ملیں وغیرہ) اسلامی مملکت کی تحویل میں دے دیں گے۔ (11/64) جو پھر ان کا ایسا انتظام کرے گی کہ جس سے افراد انسانیہ کی ضروریات زندگی اور ان کی مضمر صلاحیتوں کی نشوونما کے لئے سامان و ذرائع فراہم ہو سکیں۔

2 ۔ اسلامی مملکت اپنے زیر تحویل صنعتی یونٹس بطور امانت ٹھیکے پر دے گی۔

ارشاد خداوندی ہے۔

ھوالذی جعل لکم الارض ذلولا فامشوا فی مناکبھا و کلوا من رزقہ والیہ النشور ○ (67/15)

اس خدا نے تمہاری نشوونما کے لئے یہ انتظام کر رکھا ہے کہ رزق کے سرچشموں (زمین) کو تمہارے تابع تسخیر بنا دیا ہے۔ سو تم اس کے حصول کے مختلف راستے تلاش کرو اور اس طرح اس کے عطا کردہ رزق کو اپنے استعمال میں لاؤ لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لو کہ تم ان رزق کے سرچشموں کے واحد مالک ہو۔ اس لئے انہیں جس طرح جی چاہے اپنے تصرف میں رکھ سکتے ہو۔ یہ امانتاً" تمہاری تحویل میں دیئے گئے ہیں۔ اس لئے تمہیں ہر وقت اس کا خیال رہنا چاہئے کہ تمہیں خدا کو ان کا حساب دینا ہے۔ (یہی وہ انداز نگاہ ہے جس سے انسانیت کا شجر خزاں دیدہ از سرنو بہار سے ہمکنار ہو سکتا ہے) (مفہوم القرآن از پرویز)

marfat.com

ٹھیکے کی شرائط درج ذیل ہوں گی۔

(i) ٹھیکہ پیداوار کا ہو گا۔

(ii) کل آمدنی میں سے خام مال اور بار برداری کے اخراجات نکال کر صافی آمدنی درج ذیل حصہ داروں میں تقسیم ہو گی۔

○..... اللہ کا حصہ :

اللہ کا حصہ، صافی آمدنی کا 20٪ ہو گا جو اسلامی مملکت وصول کرے گی (41/8)

جسے پھر وہ تعلیم، صحت، رہائش، ٹرانسپورٹ، مواصلات، قدرتی ذخائر کی دریافت، نئی صنعتوں کے قیام، عالمگیر انسانیت کی ربوبیت اور دفاع وغیرہ پر خرچ کرے گی۔

○..... محنت کاروں کا حصہ :

(i) صافی آمدنی کا 50٪ محنت کاروں کا ہو گا۔

(ii) کسی محنت کار کی تنخواہ مقرر نہیں ہو گی۔

(iii) سنہری دور میں، محنت کاروں کا حصہ ان میں برابر تقسیم ہو گا (16/71)

(iv) جنتی دور میں کہ جب ملت اسلامیہ ایک عظیم معاہدہ کے تحت (9/111) اپنی اکتسابی اور وہبی استعدادوں کے ماحصل کو اسلامی مملکت کے سپرد کر دے گی۔ اس وقت اسلامی مملکت، محنت کاروں سے ان کی صلاحیت کے مطابق کام لے کر ان کو ضرورت کے مطابق دے گی۔

○..... صنعتی یونٹ کے اخراجات :

صافی آمدنی کے 30٪ میں سے صنعتی یونٹ کے درج ذیل اخراجات پورے کئے جائیں گے۔

(i) مشینری کی شکست و ریخت، مرمت اور دیکھ بھال۔

(ii) مال گودام کی دیکھ بھال، بوسیدگی اور مرمت۔

(iii) مال گودام کی دیکھ بھال اور حفاظت کے لئے یا کوئی چیز ضائع ہو جائے۔

marfat.com

(iv) بجلی، تیل، گیس اور کوئلہ وغیرہ۔

(v) متفرق اخراجات۔

3۔ حکومت کی ذمہ داری:

(i) خام مال صنعتی یونٹس کو مہیا کرنا۔

(ii) مصنوعات کو دلالوں اور کمیشن ایجنٹوں کے غیر منطقی وجود کے بغیر براہ راست صارفین تک پہنچانا۔

(iii) حساب کتاب کی دیکھ بھال کرنا تاکہ کہیں غلط طریقہ سے نقصان نہ ہو۔

(iv) انفرادی طور پر یا اپنے اہل خانہ کی مدد سے مصنوعات تیار کرنے والا محنت کار اسلامی مملکت کو "اللہ کا حصہ" ادا کرنے کا پابند ہو گا۔ اپنی تیار کردہ مصنوعات کو وہ خود استعمال کرے یا حکومت کے ہاتھوں فروخت کرے، یہ سب متعلقہ محنت کار کی اپنی صوابدید پر ہو گا۔

4۔ وہ صنعتکار جو "اقراء" میں شامل نہیں ہوں گے، ان کے صنعتی یونٹس، اسلامی مملکت اپنی تحویل میں نہیں لے گی۔ لیکن انہیں:

(i) صافی آمدنی کا 50٪ محنت کاروں میں بشمول اپنے برابر تقسیم کرنا ہو گا (16/71) اور

(ii) صافی آمدنی کا 20٪ بطور "اللہ کے حصہ کے" اسلامی مملکت کے پاس جمع کروانا ہو گا (8/41)۔

5۔ صنعتی اشیاء کی قیمتیں اسلامی حکومت اور محنت کار باہمی سمجھوتہ سے طے کریں گے۔

6۔ زلزلے، سیلاب اور دیگر قدرتی آفات سے جو نقصان ہو گا، اسلامی مملکت اس کی تلافی کرے گی۔

7۔ جو محنت کار بڑھاپے یا صحت کی خرابی کی بنا پر مستقل طور پر معذور ہو جائے گا، اس کی ضروریات زندگی اسلامی مملکت پوری کرے گی۔

8۔ صنعتی شعبہ سے وابستہ اراکین حلقہ ہائے اخوت اپنی کمائی کو سنہری دور میں بھی "نظام زکوٰۃ" کے قیام کے لئے کھلا رکھیں گے۔

maktabah.org

3- تجارت

ارشاد خداوندی ہے۔

یایھا الذین امنوا لا تا کلوآ اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم ولا تقتلوا انفسکم ط ان اللہ کان بکم رحیما ○ ومن یعمل ذلک عدوانا و ظلما فسوف نصلیہ نارا ط وکان ذلک علی اللہ یسیرا ○ ان تجتنبوا کبیرما تنھون عنہ نکفر عنکم سیا تکم وند خلکم مد خلا کریما ○ (4/29-31)

(تجارت میں یہ ذہنیت بڑی تباہ کن نتائج کی حامل ہے' جس کے تحت ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ دوسرے کا مال بھی اس کے پاس آجائے خواہ اس کے لئے اسے کیسے ہی حربے کیوں نہ استعمال کرنا پڑیں)۔ اے ایمان والو! تم ایسا نہ کرنا کہ دوسروں کا مال ناجائز طور پر کھا جاؤ۔ معاشرہ میں ضروریات زندگی کی چیزوں کا مبادلہ ہوتا ہے۔ اس کا انتظام باہمی رضامندی سے ہونا چاہئے۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم اپنے آپ کو تباہ کر لو گے۔ خدا یہ چاہتا ہے کہ تم سب کی نشوونما ہوتی رہے۔ ایسی کھلی تاکید کے بعد بھی جو قوم اپنا کاروبار اس انداز پر رکھے گی کہ ہر شخص دوسرے کے حق میں کمی کرے اور اپنی حد سے تجاوز کر جائے تو وہ معاشرہ بہت جلد تباہیوں کی آگ میں جھلس کر رہ جائے گا۔ قانون خداوندی کی رو سے ایسا نہایت آسانی سے ہو سکتا ہے اس لئے کہ جو نظام منفعت عامہ کے خلاف قائم ہو' اس کی تباہی کے سامان خود اس کے اندر موجود ہوتے ہیں۔ جن باتوں سے تمہیں روکا جا رہا ہے یہ معمولی باتیں نہیں۔ یہ انسانیت کے خلاف سنگین جرائم ہیں۔ اگر تم ان سے بچتے رہے تو تمہاری چھوٹی چھوٹی ناہمواریاں خودبخود

marfat.com

دور ہو جائیں گی اور تمہیں عزت اور مرفہ الحالی کی زندگی نصیب ہو جائے گی۔

عبوری دور میں کاروباری پالیسی

عبوری دور میں "اقراء" کی کاروباری پالیسی درج ذیل ہو گی۔

1۔ نظام مواخات میں شامل افراد کو درج ذیل حربوں کے ذریعے کاروبار کرنے سے اجتناب کرنا ہو گا۔

(i) ماپ تول میں کمی کرنا۔

فرمان ربی ہے۔

واوفوا الکیل اذا کلتم وزنوا بالقسطاس المستقیم ط ذلک خیر واحسن تاویلا ○ (17/35)

جب تم کسی چیز کو ماپو تو ماپ کو پورا کرو اور جب تولو' تو ہمیشہ درست ترازو سے تولو۔ (ڈنڈی مار لینے سے تھوڑا سا بے جا فائدہ تو ضرور ہو جاتا ہے لیکن یاد رکھو!) صحیح منفعت ماپ تول کے پورا رکھنے ہی سے ہوتی ہے اور لین دین کی یہی شکل ہے جو مال کار معاشرہ کے توازن کو قائم رکھ سکتی ہے۔

(مفہوم القرآن از پرویز)

(ii) بے رحم منافع خوری کو فروغ دینا۔

(iii) جھوٹی قسمیں کھا کر مال بیچنا۔

(iv) اشیائے خوراک میں ملاوٹ کرنا۔

(v) ضروریات زندگی کو مہنگے داموں بیچنے کی خاطر ذخیرہ کرنا۔

(vi) لوٹ کھسوٹ' بددیانتی' فریب دہی اور بے ایمانی سے دولت حاصل کرنا۔

(vii) دوسروں کی مجبوری' بے چارگی' بیکسی اور بے بسی سے ناجائز فائدہ اٹھانا۔

فرمان ربی ہے۔

اولیک الذین اشترو الضللته بالھدی فمار بحت تجارتھم وما کانوا

marfat.com

مھتدین ○ مثلھم کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاء ت ماحولہ ذہب اللہ بنور ھم وترکھم فی ظلمت لایبصرون ○ صم بکم عمی فھم لایرجعون ○ (2/16-18)۔

یہ لوگ اپنے آپ کو بڑا عقلمند سمجھتے ہیں کہ دوسروں کو دھوکہ دے کر ناجائز فائدے حاصل کر رہے ہیں اور خوش ہیں کہ ہمارا کاروبار بڑا نفع بخش ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ان جیسا ناداں ہی کوئی نہیں کہ انہوں نے زندگی کی صحیح روش کے بدلے میں غلط راستہ خرید لیا ہے۔ ان کی یہ تجارت کبھی نفع بخش ثابت نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ یہ غلط راستے پر چل کر زندگی کی منزل مقصود تک کبھی نہیں پہنچ سکتے۔ ان عارضی اور مفاد عاجلہ کے پیچھے پھرنے والوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص جنگل کی تاریک رات میں راستہ معلوم کرنے کے لئے آگ سلگائے جس سے اس کے اردگرد کی فضا روشن ہو جائے لیکن اس کے فوری بعد آگ بجھ جائے اور اس طرح خدا کا قانون اسے تاریکیوں میں اس طرح چھوڑ دے کہ اسے کچھ دکھائی نہ دے۔ یعنی مفاد عاجلہ کی تابناکیاں ایک دفعہ تو نگاہوں میں چکا چوند پیدا کر دیتی ہیں لیکن اس کے بعد ایسا اندھیرا چھا جاتا ہے کہ اس میں) صرف نگاہیں ہی بیکار نہیں ہوتیں بلکہ سوجھ بوجھ کے تمام راستے مسدود ہو جاتے ہیں اور انسان بہرا، گونگا اور اندھا --- یعنی عقل و فکر سے عاری (8/22) اور جذبات سے مغلوب ہو کر نفع و نقصان کی تمیز سے محروم ہو جاتا ہے (16/76) اور اس کے لئے صحیح راستے کی طرف لوٹنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔

(مفہوم القرآن از پرویز)

2 - نظام ربوبیت کو فریضہ خداوندی سمجھ کر قبول کرنے والے تاجر، اپنے کاروبار میں سے بطیب خاطر العفو کی مد میں "اقراء" کی تحویل میں دے سکتے ہیں۔ (2/219)

3 - "اقراء" اپنے وسائل سے جو کاروبار کرے گی، اس سے حاصل ہونے

marfat.com

والی آمدنی میں سے کاروباری مال اور بار برداری وغیرہ کے اخراجات نکال کر صافی آمدنی درج ذیل حصہ داروں میں تقسیم ہو گی۔

○..... اللہ کا حصہ :

صافی آمدنی کا 20٪ بطور "اللہ کے حصہ کے" دارالعفو میں جمع ہو گا۔ اسی رقم میں سے پھر "اقراء" حکومت کو "کاروباری ٹیکس" ادا کرے گی۔

○..... کاروبار میں شریک افراد کا حصہ :

(i) صافی آمدنی کا 50٪ کاروبار میں شریک افراد (بشمول اقراء) کا ہو گا جو ان سب میں برابر تقسیم ہو گا (16/71)۔

(ii) "اقراء" کا حصہ "دارالعفو" میں جمع ہو گا۔

○..... کاروباری اخراجات :

صافی آمدنی کے 30٪ میں سے دیگر کاروباری اخراجات پورے کئے جائیں گے۔

4 (i) تاجروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے زیر نگرانی کام کرنے والے افراد کو قرآن مجید کے بیان کردہ اصول عدل و احسان کے مطابق معاوضہ (تنخواہ یا مزدوری) دیں تاکہ وہ عزت اور خوشحالی کی زندگی بسر کر سکیں۔

فرمان ربی ہے۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان ○ (16/90)

اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ہر ایک سے عدل کرو۔ یعنی حقدار کو اس کا پورا پورا حق دو۔ اگر ہو سکے تو حقدار کو اس کے حق سے زیادہ دو (اور اس طرح معاشرہ کے توازن کو قائم رکھو)۔

(ii) تاجر اگر چاہیں تو کاروبار سے حاصل ہونے والے منافع کو، کاروبار میں شریک افراد میں، بشمول اپنے برابر بھی تقسیم کر سکتے ہیں۔ (16/71)

5 ۔ تاجر "اللہ کا حصہ" درج ذیل فارمولا کے مطابق دارالعفو میں جمع کرائیں گے۔

marfat.com

اللہ کا حصہ : منافع کا ٪20 -- حکومت کو ادا کئے جانے والے کاروباری ٹیکسز اور کرایہ وغیرہ۔

6 - کاروبار کے شعبہ سے وابستہ اراکین حلقہ ہائے اخوت' ایسی آمدنی کا ٪20 بطور "اللہ کے حصہ کے" دارالعفو میں جمع کرائیں گے کہ جس میں سے حکومت کو ٹیکس ادا نہیں کیا گیا ہو گا۔

7 - کاروبار کے شعبہ سے وابستہ اراکین حلقہ ہائے اخوت پر لازم ہو گا کہ وہ حکومت کو ٹیکسز دیانتداری سے ادا کریں۔

8 - کاروبار کے شعبہ سے وابستہ اراکین حلقہ ہائے اخوت اپنی کمائی کو "نظام زکوٰۃ" کے قیام کے لئے کھلا رکھیں گے۔

-----------O-----------

marfat.com

ملکی سطح پر کاروباری پالیسی

ملکی سطح پر "اقراء" کی کاروباری پالیسی درج ذیل ہو گی۔

1 - سمگلنگ، منشیات فروشی، قحبہ گری، قمار بازی، سٹہ بازی، شراب سازی، چور بازاری اور پیشہ وارانہ گداگری جیسے کاروبار پر مکمل پابندی ہو گی۔

2 - "اقراء" میں شامل تاجر اپنے کاروبار، اسلامی مملکت کی تحویل میں دے دیں گے (11/64) جو پھر ان کا ایسا انتظام کرے گی کہ جس سے افراد انسانیہ کی ضرورت زندگی اور ان کی مضمر صلاحیتوں کی نشوونما کے لئے سامان و ذرائع فراہم ہو سکیں۔

3 - اسلامی مملکت اپنے زیر تحویل مختلف کاروبار زندگی، بطور امانت ٹھیکے پر دے گی۔ ٹھیکے کی شرائط درج ذیل ہوں گی۔

(i) ٹھیکہ اس فرد / کمپنی / ادارہ کو دیا جائے گا کہ جو اسلامی مملکت کو "اللہ کے حصہ" کی رقم زیادہ دینے کی بولی دے گا۔

(ii) کل آمدنی میں سے کاروباری مال اور بار برداری وغیرہ کے اخراجات نکال کر صافی آمدنی درج ذیل حصہ داروں میں تقسیم ہو گی۔

○.... اللہ کا حصہ:

اللہ کا حصہ، صافی آمدنی کا 20٪ ہو گا جو اسلامی مملکت وصول کرے گی (8/41) جسے پھر وہ تعلیم، صحت، رہائش، ٹرانسپورٹ، مواصلات، نئی صنعتوں کے قیام، قدرتی ذخائر کی دریافت، کائناتی قوتوں کی تسخیر، عالمگیر انسانیت کی ربوبیت اور دفاع وغیرہ پر خرچ کرے گی۔

marfat.com

○.... کاروبار میں شریک افراد کا حصہ :

(i) صافی آمدنی کا 50٪ کاروبار میں شریک افراد کا ہو گا جو سنہری دور میں ان میں برابر تقسیم ہو گا (16/71)۔

(ii) جنتی دور میں کہ جب ملت اسلامیہ ایک عظیم معاہدہ کے تحت (9/111) اپنی اکتسابی اور وہبی استعدادوں کے ماحصل کو اسلامی مملکت کے سپرد کر دے گی' اس وقت اسلامی مملکت' کاروباری افراد' سے ان کی اہلیت کے مطابق کام لے کر ان کو ضرورت کے مطابق دے گی۔

○.... کاروباری اخراجات :

صافی آمدنی کے 30٪ میں سے دیگر کاروباری اخراجات پورے کئے جائیں گے۔

4 ۔ حکومت کی ذمہ داری :

(i) کاروباری مال مہیا کرنا۔

(ii) تجارت کی ایسی شکل کہ جس میں ایک کاریگر کوئی چیز بناتا ہے' دوکاندار اسے خریدتا ہے اور پھر منافع کے ساتھ گاہکوں کو فروخت کرتا ہے' ختم کر کے' ضروریات زندگی کو دلالوں اور کمیشن ایجنٹوں کے وجود کے بغیر' دوکانداروں کے ذریعے براہ راست گاہکوں تک پہنچانا۔

(iii) سنہری دور میں اسلامی مملکت' دوکانداروں کو ایسا باعزت معاوضہ دے گی کہ جس وہ خوشحالی کی زندگی بسر کر سکیں۔

(iv) جنتی دور میں اسلامی مملکت' دوکانداروں سے ان کی اہلیت کے مطابق کام لے کر ان کو ضرورت کے مطابق دے گی۔

(v) حساب کتاب کی دیکھ بھال کرنا تاکہ کہیں غلط طریقہ سے نقصان نہ ہو اور نہ ہی کوئی چیز ضائع ہو۔

5 ۔ انفرادی طور پر یا اپنے اہل خانہ کی مدد سے مصنوعات تیار کرنے والا کاریگر / ہنرمند' اسلامی مملکت کو "اللہ کا حصہ" ادا کرنے کا پابند ہو گا۔ اپنی

marfat.com

مصنوعات کو وہ خود استعمال کرے یا اسلامی مملکت کے ہاتھوں فروخت کرے، یہ سب متعلقہ کاریگر / ہنرمند کی اپنی صوابدید پر ہو گا۔

6 ۔ مصنوعات کی قیمتیں اسلامی حکومت اور متعلقہ ہنر مند / کاریگر باہمی سمجھوتہ سے طے کریں گے۔

7 ۔ وہ تاجر جو "اقراء" میں شامل نہیں ہوں گے، ان کے کاروبار، اسلامی مملکت اپنی تحویل میں نہیں لے گی۔ لیکن انہیں :

(i) صافی آمدنی کا 50٪ کاروبار میں شریک افراد میں بشمول اپنے برابر تقسیم کرنا ہو گا (16/71)

(ii) صافی آمدنی کا 20٪ بطور "اللہ کے حصہ کے" اسلامی مملکت کے پاس جمع کروانا ہو گا(8/41)۔

8 ۔ زلزلے، سیلاب اور دیگر قدرتی آفات سے کاروبار میں جو نقصان ہو گا، اسلامی مملکت اس کی تلافی کرے گی۔

9 ۔ بڑھاپے یا صحت کی خرابی کی بنا پر مستقل طور پر معذور ہو جانے والے کاروباری افراد کی ضروریات زندگی اسلامی مملکت پوری کرے گی۔

10 ۔ غیر ملکی تجارت ساری کی ساری اسلامی مملکت کے کنٹرول میں ہو گی۔

11 ۔ کاروبار کے شعبہ سے وابستہ اراکین حلقہ ہائے اخوت اپنی کمائی کو "سنہری دور" میں بھی "نظام زکوٰۃ" کے قیام کے لئے کھلا رکھیں گے۔

بین الاقوامی سطح پر تجارتی پالیسی

اسلامی مملکت بین الاقوامی سطح پر ایسی تجارتی پالیسیاں اختیار کرے گی کہ جس سے قرآنی نظام ربوبیت کے مکمل قیام میں مدد مل سکے۔

----------O----------

marfat.com

4- سرکاری اور پرائیویٹ اداروں کے ذمہ داران

سرکاری اور پرائیویٹ اداروں کے ذمہ داران کے لئے "اقراء" کی معاشی پالیسی درج ذیل ہو گی۔

1 - رکن اقراء پر لازم ہے کہ وہ حلال و طیب رزق کے حصول کی کوشش کرے۔

رزق حلال و حرام کے متعلق قرآن میں ہے۔

وکلوا مما رزقکم الله حللا طیبا واتقوا الله الذی انتم به مومنون

(5/88)

"جو کچھ اللہ نے رزق عطا کیا ہے' اسے حلال و طیب طریق سے کھاؤ پیو اور اس طرح اس اللہ کے حکم کی نگہداشت کرو جس پر تم ایمان لانے کے مدعی ہو"۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ ناجائز طریق سے حاصل کردہ دولت سے جو چیزیں خریدی جائیں وہ اگر اپنی اصل کے اعتبار سے حلال بھی ہوں تو وہ طیب نہیں رہتیں' اس لئے حرام ہو جاتی ہیں۔ حلال کے لئے طیب ہونا شرط ہے۔

سورہ مائدہ میں ہے۔

یسئلونک ماذآ احل لھم قل احل لکم الطیبت لا (5/4)

"(اے رسولؐ!) یہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ اللہ نے ان کے لئے کیا کچھ حلال قرار دیا ہے۔ ان سے کہو کہ اس نے طیبات کو حلال قرار دیا ہے

marfat.com

یعنی ان حلال چیزوں کو جو جائز طریق سے حاصل کی گئی ہوں"۔
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد جلیلہ بتاتے ہوئے قرآن نے کہا کہ۔

ویحل لھم الطیبت و یحرم علیھم الخبیث (7/157)
"وہ لوگوں کے لئے طیبات کو حلال اور خبائث کو حرام قرار دے گا"۔
ان آیات خداوندی سے یہ بات واضح ہے کہ جائز کمائی طیب یعنی حلال اور ناجائز کمائی خبیث یعنی حرام ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ جائز طریقوں سے رزق کے حصول کی کوششیں کریں۔ فرمایا۔

لایستوی الخبیث والطیب ولو اعجبک کثرۃ الخبیث فاتقوالله یا ولی الالباب لعلکم تفلحون ○ (5/100)
چونکہ ناجائز طریقوں سے انسان چند دنوں میں امیر ہو جاتا ہے اس لئے ہر شخص لپک کر اس کی طرف جاتا ہے لیکن (مسلمانو! تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ) جائز اور ناجائز کمائی کبھی ایک جیسی نہیں ہو سکتی' اسی طرح جیسے حلال اور حرام ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا اگر تم عقل و شعور رکھتے ہو اور کوتہ نگی اور بے صبری سے کام نہیں لیتے تو تم قوانین خداوندی کی نگہداشت کرو۔ اسی سے تم کامیاب زندگی بسر کر سکو گے۔
علامہ اقبالؒ کے الفاظ میں۔

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی!

2 ۔ احتسابی کمیٹی کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ وہ اس "رکن اقراء" کا نام انتہائی قدم کے طور پر "اقراء" سے خارج کر دے جو حرام کمائی کی درج ذیل شکلوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرے۔

(i) رشوت:

حرام کمائی میں رشوت کا نام سرفہرست آتا ہے جس کے متعلق قرآن نے

marfat.com

فرمایا۔

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل و تدلو ابھا الی الحکام لتا کلوا فریقا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون ○ (2/188)

"آپس میں ایک دوسرے کا مال' ناجائز طریق پر نہ کھاؤ۔ یا اگر معاملہ عدالت تک جا چکا ہے' تو ایسا نہ کرو کہ حکام کو رشوت دے کر ایسا فیصلہ لے لو جس سے دوسروں کا کچھ مال ناجائز طور پر تمہیں مل جائے' حالانکہ تم جانتے ہو کہ جو مال اس طرح حاصل کیا جائے' اس کے نتائج کیا ہوا کرتے ہیں؟"

(i) کام چوری:

کام چور کی کمائی حلال کی کمائی نہیں کہلا سکتی۔ فرمایا:

لیس لانسان الا ماسعی (53/39)۔

انسان صرف اپنی محنت کے معاوضہ کا حقدار ہے۔

(ii) بددیانتی:

بددیانتی سے حاصل کردہ دولت یکسر حرام ہے۔ فرمایا

وتخونوا امنتکم و انتم تعلمون ○ (8/27)

"جو امانتیں تمہارے سپرد کی جائیں ان میں خیانت مت کرو۔ تم جانتے ہو کہ ایسا کرنے کا نتیجہ کیا ہو گا"۔

امانت صرف وہی نہیں ہے جسے ایک شخص کسی دوسرے شخص کے پاس بغرض حفاظت رکھ دے' اس میں وہ تمام روپیہ اور مال و اسباب شامل ہے جو حکومت یا کوئی ادارہ اپنے کسی ذمہ دار افسر کو کسی پراجیکٹ کی تکمیل کے لئے دیتی ہے۔ اس رقم میں کسی قسم کی بددیانتی خیانت ہے۔

3۔ اسلامی حکومت کے قائم ہونے پر' حرام کمائی کی درج بالا تینوں شکلیں قابل سزا جرم ہوں گی۔

4 (i) سنہری دور میں' اسلامی مملکت' سرکاری ذمہ داران کو باعزت معاوضہ دے گی تاکہ وہ خوشحالی کی زندگی بسر کر سکیں۔

marfat.com

(ii) جنتی دور میں کہ جب ملت اسلامیہ ایک عظیم معاہدہ کے تحت (9/111) اپنی اکتسابی اور وہبی استعدادوں کے ماحصل کو اسلامی مملکت کے سپرد کر دے گی' اس وقت سرکاری ذمہ داران اپنی صلاحیتوں کے مطابق اپنے فرائض دیانتداری سے سرانجام دیں گے اور اسلامی مملکت ان کی تمام ضروریات زندگی کی کفیل ہو گی۔

(iii) سرکاری ذمہ داران کو تنخواہ کی ادائیگی' دارالعفو' میں سے ہو گی۔

5 ۔ سرکاری اور پرائیویٹ اداروں کے ذمہ داران پر لازم ہو گا کہ وہ حکومت کو ٹیکسز دیانتداری سے ادا کریں۔

6 ۔ نظام مواخات میں شامل "ذمہ داران" اپنی آمدنی کا 20٪ بطور "اللہ کے حصہ" کے دارالعفو میں جمع کرائیں گے کہ جس میں سے حکومت کو ٹیکس ادا نہیں کیا گیا ہو گا۔

7 ۔ نظام مواخات میں شامل ذمہ داران' عبوری اور سنہری دور میں' اپنی کمائی کو "نظام زکوٰۃ" کے قیام کے لئے کھلا رکھیں گے۔

marfat.com

مذہبی پیشوائیت کا نظام سرمایہ داری

کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے
پیران کلیسا کو کلیسا سے اٹھا دو !
(اقبالؒ)

قرآن کریم' نظام سرمایہ داری اور مذہبی پیشوائیت دونوں کے خلاف چیلنج ہے اور اعلانیہ کہتا ہے کہ بنی نوع انسان کو مفلسی اور محتاجی' غریبی اور ناداری کی حالت پر پہنچانے کا ذمہ دار باطل کا نظام سرمایہ داری ہے۔ جو سرمایہ داروں کا وضع کردہ اور مذہبی پیشواؤں کی باطل تاویلات کے سہارے قائم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے احبا رودھبان (علماء مشائخ) اور سرمایہ داروں کو ایک ہی زمرہ میں شمار کیا ہے۔ ان دونوں گروہوں کی تخریب کاری کو بے نقاب کرتے ہوئے قرآن نے کہا۔

یایھا الذین امنوا ان کثیرا من الاجبار والرھیان لیا کلون اقوال الناس بالیاطل و یعدون عن سبیل اللہ والذین یکنزون النبب و الففتوہ ینفقونھا فی سبیل اللہ والذین نیشر ھم بعذاب البیم لاO یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھاجبا ھم و حبولھم وظھور ھم ھذا ماکنرتم لا نفسکم فذو قوا ماکنتم تکنزون O (9/34-35)

اے ایمان والو! (جو خدا کے نظام ربوبیت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائے ہوئے ہو) ان مذہبی عالموں اور روحانی پیشواؤں سے ہوشیار رہو۔ اکثر کی یہ حالت ہے کہ وہ باطل طریقوں سے لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں۔ ان کا دعویٰ یہ ہوتا ہے کہ

marfat.com

وہ لوگوں کو خدا کے راستے کی طرف دعوت دیتے ہیں لیکن درحقیقت ان کی انتہائی کوشش یہ ہوتی ہے کہ لوگ خدا کے راستے کی طرف نہ آنے پائیں۔ (کیونکہ اس سے ان کی پیشوائیت اور اقتدار ختم ہو جاتا ہے)۔

اے رسولؐ! تم ان کے، ان علماء و مشائخ کو، اور ان کے ساتھ ان لوگوں کو جو (ان کی خود ساختہ شریعت کی آڑ میں، نظام سرمایہ داری کو منشائے خداوندی کے عین مطابق سمجھ کر) سونے چاندی (دولت) کے ڈھیر جمع کرتے رہتے ہیں اور اسے نوع انسان کی بہبود کے لئے عام نہیں کرتے، الم انگیز عذاب کی خبر سنا دو۔ اس مال کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اور اس سے ان کی پیشانیاں ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ مال جسے تم نے تنہا اپنے لئے جمع کر رکھا تھا (اور دوسروں کو اس سے محروم کر رکھا تھا) سو جو کچھ تم نے یوں جمع کر رکھا تھا، اس کا اب مزہ چکھو"۔

اس آیت میں قرآن کریم نے احبار و رھبان (علما و مشائخ) کے خلاف دو جرم عائد کئے ہیں۔

(i) یاکلون اموال الناس بالباطل

(ii) یعلون عن سبیل اللہ

○.... سب سے پہلے دوسرے جرم کو لیجئے:

یعلون عن سبیل اللہ (خدا کے راستے میں روک بن کر کھڑے ہو جانے والے)

اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے، نوع انسانی کو جو نظام حیات عطا کیا وہ صرف قرآن ہے۔ سورہ الانعام میں ہے۔

قل اللہ شہید بینی و بینکم واوحی الی ھذاالقران لانذر کم بہ و من بلغ (6/19)

کہو اللہ گواہ ہے میرے اور تمہارے درمیان کہ میری طرف جو کچھ وحی کیا گیا ہے، وہ صرف یہ قرآن ہے تاکہ میں اس کے ذریعے تمہیں اور انہیں بھی جن تک یہ

marfat.com

بعدازاں پہنچے' زندگی کی غلط روش کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کروں۔

دین کی بنیاد صرف قرآن ہے اسی لئے نبی کریمؐ سے کہا گیا۔

و اتل ما اوحی الیک من کتاب ربک ط (18/27)

"(اے رسولؐ!) لوگوں کے سامنے صرف وہ پیش کروُ جو تجھے اس کتاب خداوندی (قرآن) میں بذریعہ وحی دیا جاتا ہے"۔

نبی کریمؐ نے حکم خداوندی کے عین مطابق لوگوں کے سامنے صرف قرآن ہی پیش کیا۔ سورہ الحاقہ میں ہے۔

تنزل من رب العلمین ○ ولو تقول علینا بعض الا قاویل ○ لا خذ نامنه بالیمین ○ ثم لقطعنا منه الوتین ○ فما منکم من احد عنه حاجزین ○ (69/43-47)

"یہ اس خدا کا نازل کردہ قرآن ہے جو تمام اقوام عالم کا نشوونما دینے والا ہے۔ اس وحی خداوندی میں انسانی خیالات کی ذرہ بھر آمیزش نہیں۔ اگر یہ رسولؐ اپنی طرف سے کوئی بات بنا کر اسے ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اس کی اس قدر سخت گرفت کرتے کہ اس کی ثبات و استحکام کی قوتوں کو بے کار کر کے رکھ دیتے اور تم میں کوئی ایسا نہ ہوتا جو ہمیں ایسا کرنے سے روک سکتا"۔

نبی کریمؐ کو ہدایت کی گئی کہ آپؐ صرف قرآن کی اطاعت کریں۔

واتبع مایوحی الیک من ربک ط (33/2)

"(اے نبیؐ!) خود بھی اس وحی کا اتباع کر۔ جو تیرے رب کی طرف سے تمہیں ملتی ہے"۔

مزید تاکید کرتے ہوئے کہا۔

ثم جعلنا علی شریعنه من الامرفا تبعها ولا تتبع اهواء الذین لا یعلمون ○ (45/18)

"جو شریعت اللہ کے قوانین پر مبنی ہے تم اس شریعت کا اتباع کرو اور ان لوگوں کے خیالات کا اتباع مت کرو جنہیں حقیقت کا علم نہیں"۔

marfat.com

اگر اللہ کے دیئے ہوئے ضابطہ قوانین کے بجائے' بے علم لوگوں کی شریعت کا اتباع کیا تو بے یار و مددگار رہ جاؤ گے فرمایا۔

انزلنه حکما عربیا ولئن اتبعت اهواء هم بعد ماجاء ک من العلم لا من الله من ولی و لاواق ○ (13/37)

"ہم نے اس ضابطہ قوانین کو نہایت واضح طور پر نازل کیا ہے۔ اگر تم نے اس علم و حقیقت کے پا لینے کے بعد بھی' ان راہ گم کردہ لوگوں کے خیالات کا اتباع کیا تو یہ سمجھ لے کہ قانون خداوندی کے مقابلہ میں نہ تو تیرا کوئی دوست اور کار ساز ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس کی گرفت سے تجھے کوئی بچا سکتا ہے"۔

ان سے کہو کہ کیا اللہ کی طرف سے نازل کردہ مفصل' مکمل غیر متبدل (6/115)۔ مضامین کے اختلاف سے پاک (4/82)۔ سمجھنے میں آسان (54/17)۔ پیچ و خم اور ابہام سے پاک (39/28)۔ حکمت و دانش سے لبریز (10/1)۔ دنیاوی اور آخرت کی خوشگواریوں کی ضامن (16/30) کتاب کافی نہیں' جو انہیں کسی اور حدیث کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

تلک ایت الله هاعلیک بالحق فبای حدیث بعد الله و ایته یومنون ○ (45/6)

"یہ اللہ کے قوانین ہیں جو تم پر بالحق نازل کئے جاتے ہیں۔ ان سے پوچھو کہ اگر وہ اللہ کی طرف سے دیئے ہوئے ان قوانین پر ایمان نہیں لاتے تو پھر وہ کونسی ایسی حدیث یا بات ہو گی جس پر یہ ایمان لائیں گے"۔

ان سے کہو کہ میں خود بھی قرآن کا اتباع کرتا ہوں اور تمہیں بھی اس کی دعوت دیتا ہوں۔

والذین اتینهم الکتب یفرحون بما انزل الیک ومن الاحزاب من ینکر بعضه ط قل انما امرت ان اعبدالله ولا اشرک به ط الیه ادعوا و الیه ماب ○ (13/36)

"(اے رسولؐ!) جن لوگوں کو ہم نے یہ ضابطہ ہدایت دیا ہے' وہ ہر اس بات

marfat.com

پر جو تیری طرف نازل کی جاتی ہے' جن مسرت مناتے ہیں۔ لیکن بعض گروہ ایسے بھی ہیں جن پر اس کے بعض احکام ناگوار گزرتے ہیں۔ ان سے کہو کہ (تمہیں خوش آئے یا ناگوار گزرے) مجھے تو اسی کا حکم دیا گیا ہے کہ میں صرف اللہ کے قوانین کی اطاعت کروں اور ان میں کسی اور کے قوانین کو شریک نہ کروں۔ میں اسی مسلک کی طرف تمہیں دعوت دیتا ہوں اور اسی کی طرف خود بھی رجوع کرتا ہوں"۔

استحصالی طبقہ نے جب دیکھا کہ قرآن خالص تو ان کی موت ہے' تو انہوں نے رسول کریمؐ سے مطالبہ کیا کہ آپؐ خود ان کی مرضی کے مطابق قوانین وضع کر لیں۔

واذا لم تاتهم بایته قالوا لوه اجتبیتها ط (7/203)۔

"(اے رسولؐ! یہ لوگ تم سے مفاہمت کرنا چاہتے ہیں لیکن اس شرط پر کہ تم ان کی مرضی کے مطابق قرآن کی آیات لاؤ۔ 9/68)۔ جب تو انہیں اس قسم کی کوئی آیت نہیں دیتا تو یہ کہتے ہیں کہ (اگر تمہارا خدا اس بات پر راضی نہیں ہوتا تو) تم اپنی طرف سے اس قسم کی آیات وضع کیوں نہیں کر لیتے"۔

قرآن میں رد و بدل کے مطالبہ پر رسولؐ کی جانب سے اللہ نے یہ جواب دیا۔

و اذا تتلی علیھم ایا تنابینت قال الذین لایرجون لقاء نائت بقران
عنیرھذا اوبدله قل مایکون لی ان ابدله من تلقای نفسی ان اتبع الا
مایوحی الی انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم ○ (10/15)

"جب ان لوگوں کے سامنے ہمارے واضح قوانین پیش کئے جاتے ہیں' تو جو لوگ ہمارے قانون مکافات کا سامنا نہیں کرنا چاہتے' کہتے ہیں کہ یا تو تم اس قرآن کی جگہ کوئی دوسرا قرآن لاؤ' اور یا پھر اس (کے مطالب) میں ہی کچھ رد و بدل کر دو۔ (یعنی وہ خدا کے اٹل اور غیر متبدل قوانین کو اپنی منشا اور مفاد کے مطابق تبدیل کرانا چاہتے ہیں) ان سے کہہ دو کہ یہ چیز میرے حیطہ اختیار سے باہر ہے کہ میں اپنی طرف سے کسی قسم کا رد و بدل کر سکوں۔ میرا مقصد صرف اس وحی کی پیروی کرنا ہے جو میری طرف نازل ہوتی ہے۔ اگر میں اپنے نشوونما دینے والے کے احکام کی سرتابی کروں' تو اس کا قانون مکافات مجھے بھی نہیں چھوڑے گا۔ اس لئے میں اس کی گرفت سے بہت

marfat.com

ڈرتا ہوں۔ اس کی سزا بڑی سخت ہوا کرتی ہے"۔ (مفہوم القرآن از پرویز)

سازشیوں کی ناکامی کا ذکر کرتے ہوئے قرآن نے کہا۔

وان کادوا لیفتنونک عن الذی اوحینا الیک لتفتری علینا غیرہ واذا لا تخذوک خلیلا" ○ ولولا ان ثبتنک لقد کدت ترکن الیھم شیا قلیلا ○ اذا الا ذقنک ضعف الحیواۃ و ضعف الممات ثم لا تجدلک علینا نصیرا○ (17/73-75)۔

(چونکہ ان لوگوں کو خدائے واحد کی اطاعت' سخت ناگوار گزرتی ہے۔ 17/46)۔ اس لئے انہوں نے اس بات کا تہیہ کر لیا تھا کہ کسی نہ کسی طرح تجھے وحی کے راستے سے ہٹا کر اس پر آمادہ کر لیں کہ تو ان سے مفاہمت کر لے' اور ان کی رعایت سے کوئی بات اپنی طرف سے بنا کر' اسے بطور وحی خداوندی پیش کر دے۔ انہوں نے یہ طے کر لیا تھا کہ اگر تو اس پر آمادہ ہو جائے تو یہ تیرے دوست بن جائیں۔

اور (اس میں شبہ نہیں کہ ان کی چالیں اس قدر گہری تھیں کہ) اگر وحی کی صداقت پر یقین کامل نے تیرے قدم نہ جما دیئے ہوتے (اور تو بھی ان کی طرح صرف مصلحت وقت کو سامنے رکھتا) تو ہو سکتا تھا کہ تو ان کی طرف کچھ نہ کچھ میلان کر لیتا۔ اگر (بفرض محال) ایسا ہو جاتا تو پھر ہم تجھے اس زندگی میں بھی دوہرا عذاب چکھاتے اور موت (کے بعد کی زندگی) کا بھی دوہرا عذاب اور تجھے ہمارے مقابلے میں کوئی یارو مددگار نہ ملتا۔ (اس لئے کہ تیری لغزش' صرف تمہیں ہی تباہ نہ کرتی' پوری انسانیت کی تباہی کا موجب بن جاتی)۔ (مفہوم القرآن از پرویز)

اور پھر رسول کریمؐ کے بعد وہ سازش کامیاب ہو گئی

سورہ ال عمران میں ہے۔

وان منھم لفریقا یلون السنتھم بالکتب لتحسبوہ من الکتب وما ھومن الکتب ویقولون ھومن عنداللہ وما ھومن عنداللہ ج و یقولون

marfat.com

علی اللہ الکذب وھم یعلمون ○ (3/77)

ان میں (مذہبی پیشواؤں کا) گروہ ایسا ہے جو اپنی طرف سے باتیں وضع کرتے ہیں اور پھر انہیں وحی خداوندی کے ساتھ اس طرح بٹ دیتے ہیں کہ وہ دونوں مل کر ایک ہی نظر آئیں' اور یوں انسانوں کی باتیں خدا کی شریعت بن جائیں۔ جب ان سے پوچھو تو پوری دیدہ دلیری سے کہہ دیتے ہیں کہ وہ باتیں بھی خدا ہی کی طرف سے ہیں' حالانکہ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہوتیں۔ اس طرح یہ لوگ دیدہ دانستہ' خدا کے خلاف جھوٹ بولتے اور افترا پردازی کرتے ہیں۔ مقصد اس سے یہ ہے کہ لوگوں سے اپنی باتیں منوائیں اور انہیں اپنی مرضی کے مطابق چلائیں۔

(مفہوم القرآن از پرویز)

قرآن نے نبیؑ جیسی عظیم ہستی کو بھی یہ حق نہیں دیا کہ وہ خدائی قوانین کی جگہ دوسرے انسانوں سے اپنے احکام کی اطاعت کرائے تو پھر مذہبی پیشواؤں کو یہ حق کیسے حاصل ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی خودساختہ شریعت کے ذریعے دوسرے انسانوں کو اپنی مرضی کے مطابق چلائیں اور یوں خدا کے راستے میں روک بن کر کھڑے ہو جائیں

سورہ ال عمران میں ہے۔

ماکان لبشر ان یوتیہ الکتب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا الی من دون اللہ ولکن کونوا ربا نین بما کنتم تعلمون الکتب وبما کنتم تدرسون ○ (3/78)

شرف انسانیت کا تقاضا اور دین کا اصول یہ ہے کہ محکومیت خدا کے قانون کے سوا اور کسی کی اختیار نہیں کی جا سکتی۔ اس باب میں اس کا فیصلہ یہ ہے کہ کسی انسان کو اس کا حق حاصل نہیں کہ وہ دوسرے انسانوں سے اپنی اطاعت کرائے' خواہ اللہ کے نظام نے اس کے سپرد مقننہ کے امور کر رکھے ہوں اور خواہ انتظامیہ کے۔ حتیٰ کہ وہ نبوت جیسے منصب بلند پر ہی فائز کیوں نہ ہو' یہ حق نہیں رکھتا کہ وہ لوگوں سے یہ کہنا شروع کر دے کہ تم خدا کے احکام کی جگہ میرے احکام کی اطاعت کرو۔ اس کی تعلیم یہی ہو گی کہ تم سب اس کتاب خداوندی کی اطاعت سے' جس کی تم دوسروں کو تعلیم

marfat.com

دیتے ہو اور جس پر غور و تدبر سے' اس کے مغز تک پہنچتے ہو' ربانی (اللہ کے نظام ربوبیت کے علمبردار) بن جاؤ"۔

قرآن کا انقلاب آفرین اعلان کہ جن مذہبی پیشواؤں کے متعلق تم سمجھتے ہو کہ یہ خدا تک لے جانے والے راستے میں تمہارے قائد ہیں' درحقیقت اس راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ یہی ہیں' وہ اس طرح کہ یہ اپنے باطل نظریات و مسالک کو کتاب اللہ کی غلط تاویلات کے سہارے پیش کرتے ہیں اور اس طرح دین میں پیچیدگیاں پیدا کر کے اسے کچھ کا کچھ بنا دیتے ہیں۔ یوں یہ خدا کے راستے میں روک بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ فرمایا

ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا ط اولیک یعرضون علی ربھم و یقول الاشھاد ھو لاء الذین کذبوا علی ربھم الا لعنتہ اللہ علی الظلمین لا○ الذین یصدون عن سبیل اللہ ویبغو نھا عوجا ط وھم بالاخرۃ ھم کفرون ○ (11/18-19)

"(ذرا غور کرو کہ) اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو اپنے ذہن سے باتیں وضع کرے اور انہیں دین خداوندی کہہ کر پیش کرے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو عدالت خداوندی میں پیش ہوں گے اور گواہی دینے والے اس کی تصدیق کریں گے کہ انہوں نے فی الواقعہ اپنے رب کے خلاف بہتان باندھا تھا۔

اللہ کی لعنت ان ظالموں پر جو اپنے خود ساختہ مسلک کو شریعت خداوندی کا نام دے کر لوگوں کو اللہ کے سچے راستے کی طرف آنے سے روکتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کے صاف اور سیدھے راستے میں خواہ مخواہ پیچ و خم پیدا کریں۔ اصل یہ ہے کہ یہ لوگ حیات اخروی پر ایمان ہی نہیں رکھتے اور کفر کی روش پر گامزن ہیں"۔

ان مذہبی پیشواؤں کی ایک ٹیکنیک یہ بھی ہوتی ہے کہ یہ دین میں اللہ کے قوانین اور رسولؐ کے قوانین کے نام سے تفریق پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سے ان کا جو اصل مقصد ہوتا ہے' اس کا ذکر کرتے ہوئے قرآن نے کہا۔

ان الذین یکفرون باللہ و رسلہ و یریدون ان یفر قوابین اللہ و رسلہ

marfat.com

و یقولون نومن ببعض و نکفر ببعض لا و یریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا لا○ اولیک ھم الکفرون حقا واعتدنا للکفرین عذابا مھینا ○ (4/150-151)

"کچھ لوگ نظام خداوندی کا اس انداز سے انکار کرتے ہیں کہ وہ تفریق پیدا کرنے کی کوششیں کرتے ہیں اللہ کے قوانین کے نام سے اور رسولؐ کے قوانین کے نام سے۔ مطلب اس سے یہ ہوتا ہے نظام خداوندی کے جس حصہ پر چاہیں عمل کریں اور جس پر چاہیں عمل نہ کریں۔ اور اس طرح وہ اقرار اور انکار کے بین بین تیسری راہ اختیار کرنے کی سوچتے رہتے ہیں۔ یاد رکھو! ایسے لوگ پکے کافر ہوتے ہیں۔ اور ہم نے ایسے کافروں کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

قرآن نے ان ہستیوں کو "اللہ کا شریک" بتایا ہے جو دین میں "خود ساختہ شریعتیں" وضع کرتے ہیں۔

ام لھم شرکوا شرعوالھم من الدین مالم یاذن بہ اللہ ط ولولا کلمۃ الفصل لقضی بینھم ط وان الظلمین لھم عذاب الیم ○ تری الظلمین مشفقین مما کسبوا وھو واقع بھم ط (42/21-22)

"ان لوگوں نے زندگی کا جو راستہ اپنے لئے اختیار کر رکھا ہے' اسے خدا نے مقرر نہیں کیا۔ انہوں نے اور ہستیوں (مذہبی راہنماؤں) کو خدا کا شریک بنا رکھا ہے جو ان کے لئے دین (نظام زندگی) میں مختلف راہیں (شریعتیں) وضع کرتے رہتے ہیں --- ایسی راہیں (شریعتیں) جن کی قوانین خداوندی کی رو سے کبھی اجازت نہیں ہوتی۔ (خدا کا حکم کچھ ہوتا ہے اور ان مذہبی پیشواؤں کی شریعت کچھ اور کہتی ہے۔ یہ شرک عظیم ہے)۔

اگر خدا کا قانون مہلت کارفرما نہ ہوتا تو زندگی کی ان غلط راہوں کے نتائج ان کے سامنے فوراً آجاتے' اور قصہ طے ہو جاتا۔ لیکن ظہور نتائج کا وقت مہلت کے بعد آتا ہے۔ اس وقت ان ظالمین کے لئے دردانگیز عذاب ہو گا۔ اس وقت تو ان مجرمین کو دیکھے گا کہ اپنے اعمال کے نتائج سامنے دیکھ کر کس قدر لرزہ براندام ہوتے ہیں۔

marfat.com

(اے کاش! انہیں ابھی اس کا یقین ہو جاتا کہ) ایسا ہو کر رہے گا۔ (تو یہ اپنی غلط روش سے باز آجاتے)۔ (مفہوم القرآن از پرویز)

وہ لوگ جو قوانین خداوندی کو چھوڑ کر مذہبی پیشواؤں کی خود ساختہ شریعت کا اتباع کرتے ہیں' ان کے حسرتناک انجام کا ذکر کرتے ہوئے قرآن نے کہا۔

و من الناس من یتخذمن دون الله اندادا یحبنو نهم کحب الله والذین امنوا اشد حبا لله ولویری الذین ظلموا اذیرون العذاب لا ان القوة لله جمیعا لا و ان الله شدید العذاب ○ اذ تبرا لذین اتبعوا من الذین اتبعوا وراوالعذب وتقطعت بهم الاسباب ○ وقال الذین اتبعوا لو ان کرة فنتبرا منهم کما تبرء وا منا کذلک یریهم الله اعما لهم حسرات علیهم وما هم بخار جین من النار ○ (2/165-167)

دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو خدا کے علاوہ اور ہستیوں کے متعلق بھی سمجھتے ہیں کہ وہ انہی اقتدارات و اختیارات کی مالک ہیں جو خدا کو حاصل ہیں۔ وہ ان کے احکام و ارشادات کی اسی طرح اطاعت کرتے ہیں جس طرح خدا کے احکام کی اطاعت کرنی چاہئے۔ لیکن جو لوگ قوانین خداوندی کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں' وہ نہایت شدت سے ان قوانین کی اطاعت کرتے ہیں اور کسی انسان کو خدائی قوتوں میں شریک نہیں سمجھتے۔ وہ قوانین خداوندی کے علاوہ کسی اور کی اطاعت کرتے ہی نہیں (7/3)

لیکن یہ بات' ان (اول الذکر) لوگوں کی سمجھ میں ابھی نہیں آسکتی۔ جب ان کی اس غلط روش کے نتائج ان کے سامنے آئیں گے تو اس وقت یہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ فی الواقعہ کائنات میں اقتدار و اختیارات صرف خدا کو حاصل ہے۔ اس کے سوا اور کسی کو نہیں۔ اس کے قوانین کو چھوڑ کر دیگر قوانین پر عمل پیرا ہونے اور اس طرح انسانوں کو خدا کا درجہ دے دینے کا نتیجہ تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہ بات ان کی سمجھ میں اس وقت آئے گی جب یہ دیکھیں گے کہ جن (حکمرانوں اور مذہبی پیشواؤں) کی یہ پیروی کیا کرتے تھے وہ کس طرح ان کا ساتھ چھوڑ رہے ہیں۔ وہ سہارے کس طرح ٹوٹ رہے ہیں جو انہوں نے ان سے وابستہ کر رکھے تھے

marfat.com

اور ان کے باہمی رشتے کس طرح منقطع ہو رہے ہیں!

اس وقت یہ لوگ کہیں گے کہ اگر وقت کا دھارا ایک بار پیچھے کی طرف مڑ جائے تو ہم بھی ان حاکموں اور پیشواؤں سے اسی طرح آنکھیں پھیر کر بتائیں جس طرح انہوں نے ہم سے آنکھیں پھیر لی ہیں۔ یوں ان کے اعمال کے نتائج بے نقاب ہو کر ان کے سامنے آجائیں گے اور یہ دیکھ لیں گے کہ جن ہستیوں کو وہ اپنے لئے اس قدر قوت کا موجب سمجھتے تھے' انہوں نے انہیں کس قدر عاجز و ناتواں بنا ڈالا ہے۔ ایسا عاجز و ناتواں اور افسردہ و ماندہ کہ ان میں اس تباہی سے نکلنے کی سکت ہی باقی نہیں رہی۔

کس قدر حسرتناک ہے ان کا یہ انجام!

(مفہوم القرآن از پرویز)

○..... اب پہلے جرم کو لیجئے

یا کلون اموال الناس بالباطل: (لوگوں کا مال باطل طریق پر کھا جانے والے)۔

قرآن کریم نے مذہبی پیشواؤں کے خلاف دوسرا جرم یہ عائد کیا ہے کہ انہوں نے مذہب کو ذریعہ معاش (PROFESSION) بنا رکھا ہے۔

سورہ الحدید میں ہے۔

تنزیل من رب العلمین ○ افبهذا الحدیث انتم مدهنون ○ وتجعلون رزقکم انکم تکذبون ○ (56/80-82)

(قرآن) رب العلمین کا نازل کردہ ہے۔ کیا تم اپنے خود ساختہ خیالات کو اس کتاب کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو صحیح مقام سے پھسلانا چاہتے ہو؟ اور یہ سب اس لئے کرتے ہو کہ تمہاری روزی کا سلسلہ چلتا رہے۔ تم اس کی تکذیب کو اپنے لئے ذریعے معاش بناتے ہو؟ (کتنی بری ہے یہ روش اور کیسا پست ہے وہ مقصد جس کے لئے تم یہ سب کچھ کرتے ہو؟ اگر تم اس کے بجائے' اس کے پیش کردہ نظام ربوبیت کو قائم کرو تو تمہیں اس دنیا میں بھی عزت کی روٹی ملے اور تمہاری اخروی زندگی بھی درخشندہ ہو جائے)۔

marfat.com

حقیقت یہ ہے کہ جب بھی مذہب ذریعہ معاش بن جائے تو انسان کو یہ کچھ کرنا پڑتا ہے' اس میں کسی مذہب کی پیشوائیت کی بھی تخصیص نہیں۔ فرمایا۔

افتطمعون ان یومنوا لکم وقد کان فریق منھم یسمعون کلام اللہ ثم یحر فونہ من بعد ماعقلوہ و ھم یعلمون ○ و اذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا و اذا خلا بعضھم الی بعض قالوا اتحد ثونھم بما فتح اللہ علیکم لیحا جوکم بہ عند ربکم افلا تعقلون ○ اولا یعلمون ان اللہ یعلم مایسرون وما یعلنون ○ ومنھم امیون لا یعلمون الکتب الا امانی وان ھم الایظنون ○ فویل للذین یکتبون الکتب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عنداللہ لیشتروبہ ثمنا قلیلا فویل لھم مما کتبت ایدیھم و ویل لھم مما یکسبون ○ (2/75-79)

کیا ان مذہبی پیشواؤں کے متعلق تم سمجھتے ہو کہ راہ راست پر آجائیں گے حالانکہ یہ اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جو قوانین خداوندی کو سنتے ہیں' سمجھتے ہیں اور پھر جان بوجھ کر اس میں تغیر و تبدل کر دیتے ہیں اور اس کی ایسی ایسی تاویلیں کرتے ہیں جن سے بات کچھ سے کچھ بن جاتی ہے --- باقی لوگ انہی کا اتباع کرتے رہتے ہیں۔ جو لوگ دیدہ دانستہ یہ کچھ کریں' ان سے یہ توقع کیسے کی جا سکتی ہے کہ وہ حق کو قبول کر لیں گے۔ نظام خداوندی پر یقین رکھنے والوں کے سامنے تو یہ پکے مومن بنے رہتے ہیں۔ لیکن جب آپس میں ایک دوسرے سے تنہائی میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہمیں احتیاط برتنی چاہئے کہ اللہ کے وہ قوانین لوگوں کے سامنے نہ آنے پائیں جو ہمارے ہی خلاف استعمال ہو سکیں۔ لہٰذا ہمیں اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ وہ سب کچھ جانتا ہے جسے یہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ یہ ظاہر کرتے ہیں۔ ان کے متبعین وہ جہلا ہیں جو خود اللہ کے قوانین کے متعلق کچھ نہیں جانتے' محض توہم پرستیوں اور قیاس آرائیوں میں مست رہتے ہیں (اور شریعت کے متعلق جو کچھ انہوں نے پوچھنا ہو' اس کے لئے اپنے علماء و مشائخ کی طرف رجوع کرتے ہیں) ان کے علماء کرتے یہ ہیں کہ شریعت کے احکام خود اپنے ذہن سے اپنی

marfat.com

مرضی کے مطابق وضع کر لیتے ہیں اور ان ان پڑھ لوگوں سے کہہ دیتے ہیں کہ یہ سب ارشادات خداوندی ہیں اور اس طرح ان سے ناجائز فائدہ حاصل کرتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ ان کی یہ خود ساختہ شریعت اور اس کے ذریعے کمائی ہوئی دولت سراسر تباہی اور بربادی کا موجب ہے۔

وہ لوگ جو وحی کے ساتھ اپنی خود ساختہ شریعت کو ملا کر دنیاوی مفاد حاصل کرتے ہیں، وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ فرمایا۔

قل ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ○ متاع فی الدنیا ثم الینا مرجعھم ثم نذیقھم العذاب الشدید بما کانوا یکفرون ○

(10/69-70)

"ان سے کہہ دو کہ جو لوگ اپنے ذہن کے تراشیدہ عقائد کو، ناحق خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں، وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس قسم کی خانہ ساز شریعت سے (مذہبی پیشوائیت کو) کچھ دنیاوی مفاد تو حاصل ہو جاتے ہیں۔ لیکن آخر کار انہیں ہمارے قانون مکافات کا سامنا کرنا ہو گا اور پھر شدید ترین عذاب کا مزا چکھنا پڑے گا"۔

مذہب کی خود ساختہ متاع کاسد کو دین کا زر خالص بنا کر بیچنے اور اس کی بڑی بڑی قیمتیں وصول کرنے والوں کو الم انگیز عذاب کی بشارت دیتے ہوئے قرآن نے کہا۔

ان الذین یکتمون ما انزل اللہ من الکتب و یشترون بہ ثمنا قلیلا لا اولیک مایا کلون فی بطونھم الا النار ولا یکلمھم اللہ یوم القیمتہ ولا یزکیھم ج ولھم عذاب الیم ○ اولیک الذین اشتروا الضلتہ بالھدی و العذاب بالمغفرۃ ج فما اصبر ھم علی النار○

(2/174-175)۔

جو لوگ خدائی اختیارات کو اپنے ہاتھ میں لے کر انہیں دنیاوی مفاد حاصل کرنے کا ذریعہ بنا لیں تو وہ بظاہر کتنے ہی مرفہ الحال اور مقدس کیوں نہ دکھائی دیں، یوں سمجھو کہ وہ آگ کے شعلوں سے اپنا پیٹ بھر رہے ہیں۔ ظہور نتائج کے وقت قانون خداوندی کی رو سے ملنے والی سعادتوں اور خوشگواریوں سے وہ محروم رہیں گے اور ان

marfat.com

کی صلاحیتوں کی کبھی نشوونما نہیں ہو سکے گی۔ یہ بڑا ہی الم انگیز عذاب ہو گا۔ اس لئے کہ انہوں نے خدا کی متعین کردہ سیدھی راہ کو بیچ کر غلط راستوں کو خریدا۔ خدا کی حفاظت کے بدلے میں تباہیاں مول لیں ـــــ ذرا سوچو کہ سب کچھ دیکھتے بھالتے' اس طرح تباہیوں کے جہنم کی طرف بڑھے چلے جانا کتنی بڑی جسارت کا کام ہے! یہ اپنی قوت برداشت کے متعلق کس قدر غلط اندازہ لگا رہے ہیں! یہ اس تباہی کا مقابلہ کر ہی نہیں سکیں گے"۔

جو لوگ تلبیس حق و باطل کو کمائی کا ذریعہ بنا لیں' ان کے متعلق رب ذوالجلال نے یہ کہہ کر بات ختم کر دی کہ:

لعنه الله و قال تخذن من عبادک نصیبا مفروضا ○ (4/118)

"اللہ کی لعنت ان لوگوں پر جو خدا کے بندوں کی کمائی میں سے' ایک مقررہ حصہ (مفت میں) لے اڑیں"۔

قرآن "خدمت دین" کو فریضہ یا ذمہ داری قرار دیتا ہے جس کے معاوضہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ ایسی عظیم اور بنیادی حقیقت ہے جس کے متعلق قرآن نے کہا ہے کہ ہر پیغمبر اپنی دعوت کی ابتدا اسی اعلان سے کرتا تھا۔

سب سے پہلے حضرت نوحؑ تشریف لائے۔ قوم کو توحید کی دعوت دی تو اس کے ساتھ ہی ان پر اس حقیقت کو بھی واضح کر دیا کہ۔

وما اسئلکم عليه من اجر ان اجری الا علی رب العالمین○ (26/109)

"میں تم سے اس کا کوئی اجر نہیں مانگتا۔ میرا معاوضہ رب العالمین کے ذمے ہے"۔

اس کے بعد حضرت ہودؑ آئے تو انہوں نے بھی اپنی قوم سے یہی کہا کہ۔

وما اسئلکم عليه من اجر ان اجری الا علی رب العالمین ○

(26/127)۔

"میں اس کے بدلے تم سے کسی معاوضہ کا خواہاں نہیں ہوں۔ میرا معاوضہ رب العالمین کے ذمے ہے"۔

marfat.com

پھر قوم ثمود کی طرف حضرت صالحؑ تشریف لائے تو انہوں نے بھی اسی حقیقت کا اعلان فرمایا کہ ما اسئلکم علیہ من اجر (26/145) یہی حضرت لوطؑ نے کہا (26/146)۔ اسی کا اعادہ احضرت شعیبؑ نے فرمایا جب کہا کہ ما اسئلکم علیہ من اجر (26/180) ان تمام حضراتؑ کرام کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہوں نے بھی اس عظیم حقیقت کا اعلان فرمایا کہ۔

ما اسئلکم علیہ من اجر الامن شاء ان یتخذ الی ربہ سبیلا (25/57)
"میں اس کا کوئی اجر تم سے نہیں مانگتا۔ میں جو کچھ چاہتا ہوں وہ صرف اتنا ہے کہ تم میں سے جو چاہے اپنی مرضی سے خدا کی طرف لے جانے والا راستہ اختیار کر لے"۔

وما اسئلکم علیہ من اجر (میں تم سے اس کا کوئی اجر نہیں مانگتا) کے مخاطب وہ غیر مسلم ہوتے تھے جن تک انبیائے کرام دین کی دعوت پہنچاتے تھے۔ نہ کہ وہ لوگ جو ان کی دعوت قبول کر کے نظام خداوندی میں شامل ہوتے تھے۔ اس سے مراد اگر اپنے لوگ بھی لئے جائیں تو اس اعلان کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ ان سے انفرادی طور پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتے تھے۔ ان کا معاوضہ نظام / اسلامی مملکت کے ذمے ہوتا تھا۔

ان اجر الا علی اللہ (میرا اجر اللہ کے ذمے ہے) کے یہی معنی ہیں کہ میں ان امور کو فریضہ خداوندی سمجھ کر سر انجام دیتا ہوں اور اس کا اجر نظام / اسلامی مملکت کے ذمہ ہے' انفرادی طور پر کسی کے ذمہ نہیں۔

اس سلسلہ میں اور تو اور خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کے بعد آپؐ کی معاشی ضروریات نظام / اسلامی مملکت کی طرف سے پوری ہوتی تھیں۔ یہی کیفیت خلفائے راشدینؓ کی تھی۔ ان کا سارا وقت امور مملکت (یعنی خدمت دین) میں صرف ہو جاتا تھا اس لئے ان کی ضروریات مملکت کی طرف سے پوری ہوتی تھیں۔

جو شخص کتمان حقیقت اور تلبیس حق و باطل نہیں کرتا اور اپنا سارا وقت ملک و ملت بلکہ انسانیت کی فلاح و بہبود کے کاموں کے لئے وقف کر دیتا ہے تو اس کا

marfat.com

اپنی جماعت یا امت سے اپنی کفاف کے لئے کچھ لینا جرم نہیں۔

اجر کی بھی کئی شکلیں ہیں۔ ایک شکل تو ہے مال و دولت کی۔ قرآن نے اس شکل کی خود ہی وضاحت کر دی ہے جب حضرت نوحؑ کی زبان سے کہلوایا کہ لا اسئلکم علیه مالا (11/29) میں تم سے اس کے معاوضہ میں مال و دولت نہیں مانگتا۔ لیکن اس کے علاوہ اجر کی کئی شکلیں ایسی ہیں جو غیر مرئی اور غیر محسوس ہیں اور جنہیں دل کی آنکھیں ہی بھانپ سکتی ہیں۔ ان میں جاہ و منصب اور عزت و تکریم کی خواہش نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ سورہ اعراف میں ہے کہ جب فرعون نے اپنے ہاں کے مذہبی پیشواؤں سے کہا کہ وہ (حضرت) موسیٰؑ کا مقابلہ کریں تو انہوں نے اس کے جواب میں کہا کہ ان لنا لاجرا ان کنا نحن الغلبین ○ ((7/113)۔ اگر ہم غالب آگئے تو ہمیں اس کا اجر تو ملے گا نا؟ فرعون نے کہا یقیناً ملے گا۔ و انکم لمن المقربین (114/7)۔ انعام بھی ملے گا اور تم ہمارے مقربین میں سے بھی ہو جاؤ گے۔ یعنی سرکار دربار میں تمہاری عزت ہو گی۔ خلعت ملے گی۔ انعام پاؤ گے۔ جاہ و منصب حاصل ہوں گے۔

"خدمت دین" کے معاوضہ کی ایک اور شکل اقتدار اور حکومت کا جذبہ بھی ہے۔ اس لئے قرآن نے واضح الفاظ میں کہہ دیا کہ ما کان لبشر ان یؤتیه الله الکتب و الحکم و النبوة ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون الله (3/79) کسی انسان کے لئے یہ جائز نہیں کہ خدا اسے کتاب (قانون) اور حکومت اور نبوت دے اور وہ لوگوں سے یہ کہنا شروع کر دے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میری محکومی اختیار کر لو۔

قرآن کی رو سے ایمان کے معنی یہ ہیں کہ ما لکم من اله غیره (7/65) اللہ کے سوا تمہارا کوئی اور "الہ" نہ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا ہر عمل "اللہ کے لئے" ہو اور اس کے سوا اس کے سامنے کوئی اور مقصود و مطلوب نہ ہو۔ اگر اس کے دل میں اپنی خواہشات کا شائبہ بھی آگیا تو وہ توحید پرست نہ رہا۔ یہ "شرک" کی وہ غیر محسوس و غیر مرئی (لیکن سب سے زیادہ خطرناک) شکل ہے جس کی طرف قرآن نے یہ

marfat.com

کہہ کر توجہ دلائی ہے کہ ارء یت من اتخذ الھہ ھوائہ (25/43) کیا تو نے اس کی حالت پر بھی غور کیا جس نے اپنی خواہشات (و جذبات) ہی کو اپنا الہ بنا لیا؟ یہ ہے وہ الہ جس کا پرستار اپنی خدمات دین کا معاوضہ جاہ و منصب' شان و شوکت' عزت و عقیقت' لیڈری اور عہدہ داری' عقیدت و ارادتمندی مانگتا ہے۔ وہ خدمت دین کے لئے اس وقت تک سرگرم عمل رہتا ہے جت تک اس کے اپنے الہ کی پوجا ہوتی رہتی ہے۔ لیکن جونہی اس پر زد پڑتی ہے وہ انتقام پر اتر آتا ہے جو پھر مختلف شکلوں میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ یہ ہیں وہ "غیر اللہ کے پرستار" جو انسانیت کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔

ان مقامات سے واضح ہے کہ جب حضرات انبیائے کرام (اور ان کے متبعین) کہتے ہیں کہ ما اسئلکم علیہ من اجر (میں تم سے اس کو کوئی معاوضہ نہیں مانگتا) تو اس سے مراد صرف مال و دولت کی شکل میں معاوضہ نہیں ہوتا بلکہ جاہ و منصب' تعریف و ستائش' عزت و افتخار' لیڈری اور عہدہ داری' عقیدت و ارادتمندی کی تمام شکلیں اس میں آجاتی ہیں۔ وہ علانیہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی دعوت اور محنت کا معاوضہ ان میں سے کسی شکل میں بھی لینا نہیں چاہتے۔ ہم جو کچھ کرتے ہیں "للہ" کرتے ہیں۔

قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین لا
لا شریک لہ ج وبذلک امرت و انا اول المسلمین (6/163-164)

ان سے کہہ دو کہ (نظام خداوندی میں شامل ہونے کا عملی نتیجہ یہ ہے کہ) میرے تمام فرائض زندگی اور ان کے ادا کرنے کے طور طریقے' میرا مرنا اور میرا جینا' خدا کے تجویز کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے وقف ہے۔ میں اس میں کسی اور مقصد' جذبہ یا خواہش کو شریک نہیں کرتا۔ اسی کا نام توحید ہے۔ اس کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور پہلے میں نے خود اس حکم کے سامنے سر تسلیم خم کیا ہے۔

مذہبی پیشوائیت کے نظام سرمایہ داری کا خاتمہ

مذہبی پیشوائیت کے نظام سرمایہ داری کے خاتمہ کے لئے "اقراء" کی پالیسی

marfat.com

درج ذیل ہو گی۔

1 ۔ "رکن اقراء" کے لئے درج ذیل مدوں میں اپنی دولت کو ضائع کرنا ممنوع ہو گا۔

(i) ایسے علماء و مشائخ جو باطل طریق پر لوگوں کا مال کھا جائیں (9/34-35)

(ii) ایسی مشرکانہ و جاہلانہ مذہبی رسومات جن کا قرآن کی تعلیم سے کوئی تعلق نہ ہو۔

(iii) مذہب کے نام پر تعمیر کی جانے والی ایسی عمارتیں جو قرآنی مقاصد پر پورا نہ اترتی ہوں۔

2 ۔ جو لوگ قرآن کی تبلیغ اور تعلیم، اقراء کی تنظیم، قرآنی معاشرہ کی تشکیل اور بعد میں امور مملکت کی تنسیق جیسے امور کی سرانجام دہی کے لئے مامور کئے جائیں گے ان کے معاش کی ذمہ داری اقراء / اسلامی مملکت کے سر ہو گی۔

marfat.com

متفرقات

1- نکاح

نکاح ایک معاہدہ ہے (4/21) جس کی رو سے ایک مرد اور عورت ان حقوق اور ذمہ داریوں کو قبول کرتے ہوئے جو اس باب میں قرآن نے عائد کی ہیں' میاں بیوی کی حیثیت سے باہمی رفاقت کی زندگی بسر کرنے کا عہد کرتے ہیں۔

میاں بیوی کے انتخاب کا معیار

قرآن کریم نے میاں بیوی کے انتخاب کا معیار' خیالات اور مزاج' ذوق و جذبات اور عقائد و نظریات کی ہم آہنگی بتائی ہے (2/221) لہٰذا وہ غیر شادی شدہ "رکن اقراء" جو قرآنی معیار کو نظرانداز کر کے رسم و رواج' ذات برادری اور جہیز وغیرہ کو نکاح کی بنیاد بنائے گا تو انتہائی قدم کے طور پر اس کا نام "اقراء" سے خارج کر دیا جائے گا۔

نکاح کی تقریب

(i) نکاح کے لئے چونکہ کسی قسم کی تقریب کا ذکر قرآن میں نہیں آیا' لہٰذا غیر شادی شدہ "رکن اقراء" کے نکاح کا معاہدہ سادگی سے طے پائے گا۔

(ii) شادی کی خوشی میں اگر رکن اقراء "دعوت ولیمہ" کا انتظام کرتا ہے تو یہ اس کی اپنی مرضی ہے لیکن اس میں اسراف نہیں ہونا چاہیئے۔ (6/142)

marfat.com

مہر

قرآن کریم نے نکاح کے سلسلہ میں ایک اور شرط بھی لگائی ہے۔

واحل لکم ماوراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم ○ (4/27)

"ان عورتوں کے سوا باقی عورتوں سے نکاح حلال ہے بشرطیکہ تم انہیں کچھ مال (مہر) دے کر اپنے نکاح میں لینا چاہو"۔

جہاں تک مہر کا تعلق ہے تو وہ ایک تحفہ ہے جو خاوند اپنی بیوی کو از راہ محبت پیش کرتا ہے (4/7)۔ مہر کی کوئی مقدار و تعداد چونکہ قرآن نے مقرر نہیں کی' اس لئے اسے خاوند کی حیثیت (استطاعت) کے مطابق ہونا چاہئے۔ استطاعت کی نسبت سے یہ "سونے کا ڈھیر" بھی ہو سکتا ہے (4/20)۔ مہر کی ادائیگی ضروری ہے خواہ نکاح کے وقت ہو یا اس کے بعد (2/236)۔

2- جہیز

جہیز سے متعلقہ "اقراء" کی پالیسی درج ذیل ہے۔

(i) "رکن اقراء" نکاح کی صورت میں لڑکی والوں سے خواہ وہ "اقراء" میں شامل ہوں یا نہ ہوں' جہیز کا مطالبہ نہیں کرے گا۔ البتہ اگر لڑکی کے ماں باپ یا دیگر اعزاہ اور احباب اسے بکمال محبت کچھ تحفتہ" دینا چاہیں تو اس کی کوئی ممانعت نہیں۔ اس سلسلہ میں ضروری ہوا تو "اقراء" اپنے وسائل کے مطابق شادی شدہ جوڑے کو بقدر ضرورت ساز و سامان بھی فراہم کرے گی۔

(ii) وہ "رکن اقراء" جسے اپنی بہن یا بیٹی کا نکاح "اقراء" سے باہر کسی مرد سے کرنا پڑے گا تو وہ اپنی بہن یا بیٹی کو جہیز دے سکے گا۔ اس سلسلہ میں اگر ضروری ہوا تو "اقراء" اپنے وسائل کے مطابق متعلقہ فرد کی حسب ضرورت مدد بھی کرے گی۔

marfat.com

3- افزائش نسل

فرمان ربی ہے:

ولا تقتلوا اولاد کم من املاق نحن نرزقکم وایا ھم (6/152)

اپنی اولاد کو اس خدشہ سے کہ ان پر خرچ کرنے سے تم غریب ہو جاؤ گے' صحیح تعلیم و تربیت اور نشوونما سے محروم نہ رکھو[1]۔ ہمارا نظام اس بات کی ذمہ داری لیتا ہے کہ وہ تمہارے لئے اور تمہاری اولاد کے لئے سامان زیست مہیا کرے گا۔

(مفہوم القرآن از پرویز)

افزائش نسل سے متعلقہ "اقراء" کی پالیسی درج ذیل ہے۔

(i) اولاد کی پرورش اور تعلیم و تربیت کی ذمہ داری چونکہ بڑی محنت طلب اور مناسب ذرائع اور اسباب کے میسر آنے کی متقاضی ہوتی ہے' اس لئے "رکن اقراء" پر لازم ہے کہ وہ اپنے ذاتی وسائل اور ملکی و عالمی تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے افزائش نسل کرے۔

(ii) احتسابی کمیٹی کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ وہ اس "رکن اقراء" کا نام انتہائی قدم کے طور پر "اقراء" سے خارج کر دے جو "افزئش نسل" سے متعلق غیرذمہ داری کا ثبوت دے۔

4- یتیموں کے مال کی نگہداشت

یتیم یعنی وہ بچے جن کے ماں باپ مرجائیں۔

اللہ تعالٰی نے یتیموں کے مال و اسباب کے متعلق ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

وابتلوا الیتمی حتی اذا بلغو النکاح فان انستم منھم رشدا فاد فعوا

1۔ قتل کے بنیادی معنی مار ڈالنا اور ذلیل و خوار کرنا دونوں ہیں۔

marfat.com

البهم اموا لهم ولاتا كلوها اسرافا وبدارا ان يكبروا و من كان غنيا فليستعفف ومن كان فقرا فليا كل بالمعروف فاذا ذفعتم اليهما موا لهم فاشهدوا عليهم وكفى بالله حبيبا۔ (4/6)

یتیموں کی صحیح تربیت کرو۔ حتیٰ کہ وہ نکاح کی عمر تک پہنچ جائیں۔ پھر اگر ان میں عقل کی پختگی نظر آئے تو ان کا مال انہیں واپس دے دو۔ (اگر یہ صورت نہ ہو تو پھر 4/5 کے مطابق کرو) اور اس خیال سے کہ وہ اب سن بلوغت کو پہنچ جائیں گے اور ان کا مال انہیں واپس دینا ہو گا' فضول خرچی کر کے ان کا مال ہڑپ نہ کر جاؤ۔ باقی رہا ان کے مال کی حفاظت اور ان کی پرورش کا معاوضہ' سو تم میں سے جو ضرورتمند نہ ہو' اسے کچھ نہیں لینا چاہئے لیکن جو ضرورتمند ہو (یعنی ان کی جائیداد کے انتظام کے لئے' اسے جو وقت صرف کرنا پڑے' اس سے اس کی اپنی آمدنی پر اثر پڑتا ہو اور اس طرح وہ تنگ دست ہو جائے) تو وہ قاعدے اور قانون کے مطابق حق الخدمت لے لیا کرے۔ پھر جب تم ان کا مال ان کے سپرد کرنے لگو تو اس پر گواہ لے لیا کرو۔ اور حساب فہمی کے وقت اس حقیقت کو سامنے رکھو کہ تم یہ حساب خدا کو دے رہے ہو۔ جو ظاہر اور پوشیدہ ہر بات سے واقف ہے' اس لئے ٹھیک ٹھیک حساب لینے والا ہے۔

اس سے ذرا پہلے ہے۔

واتوا اليتمى اموا لهم دلا تتبد لوا الخبيث بالطيب ولاتا كلوا اموا لهم الى اموالكم انه كان حوبا كبيرا ○ (4/2)

یتیموں کا مال و اسباب بڑی احتیاط سے سنبھال کر رکھو۔ ایسا نہ کرو کہ ان کی اچھی اچھی چیزیں اپنی نکمی چیزوں سے بدل لو۔ ان کا مال الگ رکھو۔ اپنا مال الگ۔ ان کے مال میں خرد برد کرنا بڑی بے انصافی کی بات ہے۔

اور پھر وہ وعید جس کی رو سے کہا کہ۔

ان الذين ياكلون اموال اليتمى ظلما انما ياكلون فى بطونهم نارا ط و سيقلون سعيرا ○ (4/10)

یاد رکھو! جو لوگ ظلم اور نا انصافی سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں' ان کے

marfat.com

متعلق یوں سمجھو گویا وہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں جس سے ان کے جذبات حرص و ہوس اور بھڑک اٹھتے ہیں۔ ان کی نیت نہیں بھرتی اور وہ ناجائز دولت کے پیچھے پاگلوں کی طرح مارے مارے پھرتے ہیں۔ اس سے ان کی صلاحیتیں جل کر راکھ کا ڈھیر ہو جاتی ہیں۔ (مفہوم القرآن از پرویز)

یتیموں کے مال سے متعلقہ "اقراء" کی پالیسی درج ذیل ہے۔

(i) رکن اقراء کا فرض ہے کہ وہ اپنے زیر سایہ یتیموں کے مال کی نگہداشت عمدہ طریق سے کرے اور ان کے سن بلوغت کو پہنچ جانے کے بعد ان کا مال انہیں واپس کر دے۔

(i) احتسابی کمیٹی کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ وہ اس "رکن اقراء" کا نام انتہائی قدم کے طور پر "اقراء" سے خارج کر دے جو ظلم اور ناانصافی سے یتیموں کا مال کھائے۔

5- اکتساب رزق

اکتساب رزق سے متعلقہ "اقراء" کی پالیسی درج ذیل ہے۔

(i) "رکن اقراء" پر لازم ہے کہ وہ اکتساب رزق کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرے۔

فرمان ربی ہے۔

ان ربک یبسط الرزق لمن لیشاء ویقدر ط انه کان بعبادہ ○ خبیرا بصیرا ○

(اکتساب رزق کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرو۔ اس لئے کہ) تمہارے نشوونما دینے والے کا قانون یہ ہے کہ جو چاہتا ہے کہ اسے کھلا رزق ملے' اسے کھلا رزق ملتا ہے اور جو نپا تلا لینا چاہے' اسے نپا تلا ملتا ہے۔ وہ ہر ایک کی سعی و عمل سے باخبر ہے اور ہر ایک کی طلب و جستجو پر نگاہ رکھتا ہے۔

(مفہوم القرآن از پرویز)

marfat.com

(ii) مرد اور عورتیں دونوں اکتساب رزق کر سکتے ہیں۔

فرمان ربی ہے۔

ولاتتمنوا مافضل الله به بعضکم علی بعض ط للرجال نصیب مما اکتسبوا و للنساء نصیب مما اکتسبن ط وسئلوا الله من فضله ط ان الله کان بکل شیء علیما ○ (4/32)

مرد اور عورتیں دونوں اکتساب رزق کر سکتے ہیں۔ جو کچھ مرد کمائے وہ اس کا حصہ ہے' جو عورت کمائے وہ اس کا حصہ ہے (یہ الگ بات ہے کہ گھر کی زندگی میں میاں بیوی کس طرح باہمی تعاون سے کام لیں)۔ یہ ٹھیک ہے کہ جہاں تک فطری فرائض کا تعلق ہے' بعض باتوں میں مردوں کو برتری حاصل ہے اور بعض میں عورتوں کو۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ عورتیں اپنے آپ کو اپاہج بنا کر' مردوں کی کمائی کو تکتی رہیں اور خود کچھ نہ کریں۔ انہیں چاہئے کہ خدا سے زیادہ سے زیادہ اکتساب رزق کی توفیق طلب کرتی رہیں۔ خدا خوب جانتا ہے کہ وہ کیا کچھ کر سکتی ہیں۔

6- ترکہ کی تقسیم

ترکہ کی تقسیم سے متعلقہ "اقراء" کی پالیسی درج ذیل ہے۔

(i) رکن اقراء پر لازم ہے کہ وہ اپنی زندگی ہی میں قرآنی احکام کے مطابق ترکہ کی تقسیم سے متعلق وصیت کرے۔

فرمان ربی ہے۔

کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیرا الوصیة للوالدین والاقربین بالمعروف حقا علی المتقین ○ (2/180)

جب تم دیکھو کہ تمہاری موت قریب ہے اور تم اپنے پیچھے کچھ مال و دولت چھوڑ رہے ہو' تو تم اپنے والدین اور دیگر اقرباء کے لئے انصاف اور قاعدے کے مطابق وصیت کر جاؤ۔ ایسا کرنا تمام متقین پر فریضہ خداوندی ہے۔

marfat.com

7- ذاتی اخراجات

ذاتی اخراجات سے متعلقہ "اقراء" کی پالیسی درج ذیل ہے۔

(i) "رکن اقراء" کا فرض ہے کہ وہ ذاتی اخراجات کے سلسلہ میں نہ تو تبذیر (بلا ضرورت دولت ضائع کرنا 17/27) اور نہ ہی اسراف (ضرورت سے زائد خرچ کرنا 6/142) سے کام لے۔

فرمان ربی ہے۔

ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطھا کل البسط فتقعد ملوما محسورا ○ (17/29)

اپنے ذاتی اخراجات کے سلسلہ میں اس اصول کو سامنے رکھو کہ نہ تو تم اپنے ہاتھ کو اتنا سکیڑ لو کہ وہ تمہاری گردن کے ساتھ بندھ جائے اور نہ اسے بالکل کھلا چھوڑ دو۔ پہلی صورت (بخل) میں تم پر ہر طرف سے لعنت ملامت ہو گی اور دوسری صورت میں تم خود درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ گے۔

(مفہوم القرآن از پرویز)

8- طلاق

طلاق کی صورت میں "رکن اقراء" درج ذیل پالیسی پر عمل پیرا ہو گا۔

1 - خاوند جو کچھ بیوی کو دیتا ہے' طلاق کی صورت میں واپس نہیں لے سکتا۔ (البتہ اگر طلاق کا مطالبہ عورت کی طرف سے ہو' تو پھر اس میں سے کچھ لیا جا سکتا ہے۔ (2/229) یا اگر اس سے بے حیائی کا ارتکاب ہوا ہو تو۔ (4،19)۔ ایسی صورت کے علاوہ اس (بیچاری) کے خلاف ناحق تہمتیں لگا کر کچھ وصول کرنا ایک کھلا ہوا گناہ ہے (4/20)۔ ایسی معیوب حرکت کے حامل "رکن اقراء" کا نام "تحریک" سے خارج کر دیا جائے گا۔

2 - مرد کے لئے یہ قطعاً جائز نہیں کہ وہ اس عورت کو جو معاہدہ نکاح ختم

marfat.com

کر دینا چاہے' اس نیت سے رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرے کہ اسے جو کچھ دے چکا ہے اس میں سے کچھ ہتیا لے بجز اس کے اس سے کھلی ہوئی بے حیائی کا ارتکاب ہوا ہو۔ (4/19)

3 ۔ جس عورت کو مقاربت سے قبل ہی طلاق ہو جائے' تو اس صورت میں اس کے مہر کا نصف ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر شکل یہ ہو' کہ طلاق کا مطالبہ مرد کی طرف سے ہے تو وہ نصف کے بجائے پورا مہر ادا کرے تو زیادہ اچھا ہے (2/237)۔

4 ۔ اگر ایسی صورت ہو کہ مرد نے ابھی اپنی منکوحہ بیوی کو چھوا نہیں۔ اور نہ ہی اس کا مہر مقرر ہوا تھا اور طلاق کی نوبت آجائے تو' اس صورت میں بھی' قانون کے مطابق دیدینے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ لیکن چاہئے کہ اس مطلقہ کو کچھ ساز و سامان دے دیا جائے۔ صاحب وسعت اپنی حیثیت کے مطابق' اور تنگ دست اپنی بساط کے مطابق --- تاکہ مطلقہ ہونے کی وجہ سے' اس عورت کو جو نقصان پہنچا ہے' اس کی کچھ تلافی ہو جائے۔ اس قسم کا حسن کارانہ سلوک "رکن اقراء" پر واجب ہے (2/236)۔

5 ۔ مطلقہ عورتوں کو مناسب سامان دے کر' نہایت خوشگوار انداز سے رخصت کیا جائے (33/49)۔

6 ۔ عدت کے دوران میں عورت کا نان نفقہ' رہنا سہنا' سابقہ خاوند کے ذمے ہو گا (65/6)۔

7 ۔ اگر طلاق کی صورت میں' ماں کی آغوش میں دودھ پیتا بچہ ہو' اور باپ چاہے کہ وہ اس بچے کو پوری مدت تک دودھ پلائے تو ماں کو چاہئے کہ وہ پورے دو سال تک بچے کو دودھ پلائے۔ اس صورت میں قاعدے اور قانون کے مطابق' اس عورت کے روٹی کپڑے کا انتظام اس مرد کے ذمے ہو گا۔ یہ انتظام اس مرد کی حیثیت کے مطابق ہونا چاہئے (2/233)۔

8 ۔ جو مرد بیوہ عورتیں چھوڑ کر مر جائیں' ان پر فرض ہے کہ اپنی بیویوں کے

marfat.com

متعلق وصیت کر جائیں کہ سال بھر تک' انہیں گھر سے نہ نکالا جائے اور انہیں سامان زندگی دیا جائے۔ لیکن اگر وہ از خود چلی جائیں تو اس سے مرد پر کوئی الزام نہیں آتا۔ (2/240)۔

9- ماں باپ کی پرورش

فرمان ربی ہے۔

وبالوا الدین احسانا ط انا یبلغون عندک الکبرا حد هما او کلهما فلا تقل لهما اف ولا تنهر هما و قل لهما قولا کریما ○ و اخفض لهما جناح الذل من الرحمته و قل رب ارحمهما کما ربینی صغیرا ط○ ربکم اعلم بما فی سکم ط ان تکونوا صلحین فانه کان للاوا بین غفورا ○ (25 - 17/23)۔

دنیا میں نظام ربوبیت کی ابتدا اپنے گھر سے کرو۔ اس کے لئے تم اپنے ماں باپ کو دیکھو وہ جوان تھے اور کام کاج کے قابل تو اپنے علاوہ تمہاری پرورش بھی کرتے تھے۔ اب وہ بوڑھے ہو چکے ہیں اور کمانے کے قابل نہیں رہے تو تمہارا فرض ہے کہ ان کی اس کمی کو پورا کرو۔

بڑھاپے میں قویٰ کمزور ہو جاتے ہیں اور انسان بچوں کی سی باتیں کرنے لگ جاتا ہے۔ (36/68)۔ لہٰذا اگر تمہارا باپ یا ماں دونوں بوڑھے ہو جائیں تو انہیں حقارت آمیز باتیں مت کہو۔ نہ ہی ان سے سختی اور درشتی سے کلام کرو۔ ان سے ادب اور عزت سے بات کرو اور کشادہ نگہی سے پیش آؤ۔

ان کی پرورش کے لئے انہیں اپنے بازوؤں کے نیچے سمٹائے رکھو (جس طرح انہوں نے بچپن میں تمہیں اپنے بازوؤں کے نیچے سمٹائے رکھا تھا) اور ان کے حق میں ہمیشہ یہ آرزو کرو کہ جس طرح انہوں نے بچپن میں تمہاری پرورش کی تھی' تمہارا رب تمہارے ہاتھوں اسی طرح ان کی پرورش کا انتظام کرائے۔

تمہارا نشوونما دینے والا خوب جانتا ہے کہ تمہارے دل میں کیا ہوتا ہے۔ (تم

marfat.com

بوڑھے والدین کی بچپن کی سی باتوں سے زچ پڑ جاتے ہو اور اس طرح تمہارے دل میں ان کے لئے تعظیم کا جذبہ نہیں رہتا لیکن) اگر تم اپنی صلاحیتوں کو نشوونما دیتے رہو اور اپنے سامنے نصب العین یہ رکھو کہ تم نے ہر ایک کے بگڑے ہوئے کام سنوارنے ہیں تو تم میں سہار اور برداشت کا مادہ پیدا ہو جائے گا۔ یہ ہے وہ طریق جس سے ہر اس شخص کو خدا کی طرف سے سامان حفاظت مل جاتا ہے جو اپنی ذات کی حفاظت اور نشوونما کے لئے اس کی طرف رجوع کرے۔ (لہٰذا ماں باپ کی خدمت' خود تمہاری اپنی ذات کی نشوونما کا ذریعہ بن جاتی ہے)۔

"ماں باپ" کی پرورش سے متعلقہ "اقراء" کی پالیسی درج ذیل ہے۔

(i) "رکن اقراء" پر لازم ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کی پرورش کی ذمہ داری کو اپنے وسائل کے مطابق احسن طور پر پورا کرے۔

(ii) احتسابی کمیٹی کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ وہ اس "رکن اقراء" کا نام انتہائی قدم کے طور پر "اقراء" سے خارج کر دے جو اپنے ماں باپ سے حقارت آمیز باتیں کہے اور ان سے ادب اور عزت سے بات کرنے کی بجائے سختی اور درشتی سے کلام کرے۔

------------O------------

میں اس پروگرام کو اس پیغام کے ساتھ ختم کرتا ہوں کہ :۔

قرآنی نظام ربوبیت پر کر عمل !
دنیا میں امن و خوشحالی کی بنیاد ہے یہی !

و اخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین ○

marfat.com

ارشاد قائداعظمؒ

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ نے 15 جولائی 1948ء کو سٹیٹ بنک آف پاکستان کے افتتاح کے تاریخی موقعہ پر فرمایا۔

اپنی تقدیر ہمیں اپنے منفرد انداز میں بنانی پڑے گی۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک مثالی معاشی نظام پیش کرنا ہے۔ جو انسانی مساوات اور معاشرتی انصاف کے سچے اسلامی تصورات پر قائم ہو۔ ایسا نظام پیش کر کے گویا ہم مسلمانوں کی حیثیت میں اپنا فرض سرانجام دیں گے ---- انسانیت کو صحیح اور سچے امن کا پیغام دیں گے کہ صرف ایسا امن ہی انسانیت کو جنگ کی ہولناکی سے بچا سکتا ہے۔ صرف ایسا امن ہی بنی نوع انسان کی خوشی اور خوشحالی کا امین و محافظ ہو سکتا ہے"۔

پڑھو پڑھاؤ

دوست ایسوسی ایٹس

پرنٹرز۔ پبلشرز۔ سپلائرز

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور